

TIGHT BINDING BOOK

Total DamageBook

Page missing

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188059

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۳۰ Accession No. ۶۱۳۲

Author سنو بیس د فرائیسی ترجمہ سید محمود علی فہمی

Title تاریخ ملل قدیمہ

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلہ انجمن ترقی اُردو نمبر ۳۱

تاریخِ ملِ قید

Checked 1975

(سلسلہ تاریخِ ملِ قدیمہ مشرق)

مُصنّف سینویس (فرانسیسی) جس کو مرزا محمد علی خان کا الملک

ایرانی نے فارسی میں ترجمہ کیا

مترجم اُردو

سید محمود عظیم فہمی

باہتمام محمد تقی خاں شردانی

نامِ مطبع مسلم یونیورسٹی لٹریچر میونسٹی گڈ ہیٹس بیسٹری
ط ۱۳۳۹ھ

[قیمت فی جلد

دس روپے] انجمن ترقی اُردو وفاق اورنگ آباد ضلع ہونا

[نمبر ۱۰۰ جلد]

فہرستِ مطبوعاتِ انجمنِ ترقیِ اردو

فلسفہ تعلیم ہر برٹ اپنسر کی مشہور تصنیف اور مسئلہ تعلیم کی آخری کتاب ہے غور و فکر کا بہترین کاغذ اور والدین و معلم کے لیے چراغِ ہدایت ہے تربیت کے زبانی قوانین کو اس قدر صحت کے ساتھ دیا گیا ہے کہ کتاب الہامی معلوم ہوتی ہے اس کا نہ پڑھنا گناہ ہے قیمت سے ۲

القول لا ظہم ابنِ مسکویہ کی معرکہ الآراء تصنیف الفوز الاصفیٰ کا اردو ترجمہ ہے۔ ابنِ مسکویہ آسمانِ علم و فضل کا آفتاب تھا یہ کتاب فلسفہ انھیں کے اصول پر لکھی گئی ہے اور مذہب اسلام پر انھیں اصول کو منطبق کیا گیا ہے اس کو بی بی یونیورسٹی نے سرکاری کتب خانوں کے لیے تجویز کیا ہے قیمت صرف ۱۰

نیولین عظیم ایبٹ کی مستند کتاب کا اردو ترجمہ ہے کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ نیولین کی زندگی بشری جدوجہد کا آخری باب ہے و آفات کی دوا دیا تو سکندر کی زبان ادا کر سکتی ہے یا تیوریہ کی زبان ترجمہ کہ بیان اور عام فہم مکمل پانچ جلد ہے قیمت ۱۰

رہنمایان بہت مشہور کتاب پروفیسر آئن انڈیا کا ترجمہ ہے شروع میں ہندو مذہب کے برگزیدہ عقائد کا بیان فاضلانہ گردل کش پیرایہ میں لکھا ہے اس کے بعد سری کرشن جی مہابھج کی سوانح عمری اور گوتم بدھ کے پراثر حالات آتے ہیں آخری حصہ میں شکر اچاریہ راج راج اور رامند کا ذکر ہے قیمت ۱۰

امراء ہندو پانچ سو سے زیادہ ہندو امراء کے حالات قلمبند ہیں۔ یہ امراء اسلامین مغلیہ کے زمانہ میں بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز تھے کتاب گویا ان متعصب اور ناواقف مورخوں کا جواب ہے جو اسلامی حکومت پر تعصب کا الزام لگاتے ہیں۔ قیمت حصہ اول چھ حصہ دوم ۱۰

Checked 1273

آیة الخ مملوید

فہرست مضامین

تاریخ مصر قدیم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱	دور اول		مقدمہ
۱۴	ملک مصر		
۱۸	مصری قوم	۱	علم تاریخ کی تعریف
۱۹	شہر منفی اور کائٹ شاہان مصر کے سلسلہ	۷	تاریخ کے فائدے
۲۱	اہرام اور ابوالہول	۲	تاریخ سے پہلے کا زمانہ
۲۳	چھٹا سلسلہ	۴	انسانوں کی قسمیں
	دوسری فصل	۶	تاریخ کی تقسیم
	سلطنت طب	۷	سنہ کا آغاز
۲۴	بارہواں سلسلہ	۷	قدیم تاریخی قومیں
۷	نہرویں	۸	علم تاریخ کے ماخذ
۲۵	لابیرنٹ		پہلا حصہ تاریخ مصر
	بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ		پہلی فصل
۲۶	میں مصریوں کا طرز معاشرت		قدیم سلطنت مصر کی تاریخ
۲۹	قبائلیہ میگیس		سلطنت مصر کا بیان
۳۰	طب کی نئی سلطنت	۱۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	پانچویں فصل	۳۱	مجموعہ مثنیٰ
	مصریوں کے قدیم آثار	۳۳	انیسواں سلسلہ
۶۹	مصری معماری		تیسری فصل
۷۰	طاسک کھنڈر		شاہانِ مصر کے آخری سلسلے
۷۳	مصر کے معبد کی تعریف	۳۷	میسواں سلسلہ اور تیسرا سلسلہ
۷۷	زمین کے نیچے معبد اور مقبرے	۳۸	کیسواں میسوں اور تیسواں سلسلہ
۸۱	قدیم سلطنت کے مجسمے	۴۰	شاہانِ ایتھوپیا
۸۲	بڑے مجسمے	۴۲	بیاتک
۸۳	نقوش برصبتہ	۴۴	نخاؤ
۸۴	نقشاشی	۴۵	آپریس اور آمانیس
۸۷	مصری خط	۴۹	مصر کا انجام
	چھٹی فصل		چوتھی فصل
	قدیم مصریوں کے آداب و صنعت و حرفت		قدیم مصریوں کے دینی عقائد
۸۵	فرعون	۵۱	مصری دیوتا
۸۷	کاہن	۵۵	مقدس جانور
۸۸	فوج	۵۸	آپریس گائے
۸۹	اہلِ تسلیم	۶۰	آمن کی پرستش
۹۰	رعایا	۶۳	مردہ جسموں کو محفوظ لگانا
۹۱	حکومت	۶۶	مردوں کی پرستش
۹۲	تیوبار		مردوں کا حساب کتاب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	دوسری فصل		صنعت و تجارت
۱۱۹	سلطنت نینوا	۹۳	ایک مہنگی سرگزشت جو مصرت باسریا تھا
۱۲۱	نینوا	۹۴	شامیوں اور فرانس کے مابین جنگ
۱۲۴	آشوری	۹۶	تاریخ مصر میں ہمارے پیدا کی
۱۲۹	آشور بانی بابل		دوسرا حصہ
۱۳۴	سارگن		قدیم کلدانی اور آشوری سلطنت کی تاریخ
۱۳۸	سنخریب اور آسار ہادوں		پہلی فصل
۱۴۱	آشور بانی بابل		کلمہ اور آشوری تعریف
۱۴۲	نینوا کی تباہی		دوسرا اور فرات
	ساردان بابل کا قبائلی	۱۰۰	کلمہ اور دونوں ریاضوں کے درمیان کا
	تیسری فصل	۱۰۲	آشور
	سلطنت بابل	۱۰۵	قدیم کلدانی اور آشوری سلطنتیں
۱۴۳	نئی سلطنت کلمہ کی بنا	۱۰۶	الام
۱۴۴	بنو کد نزر	۱۰۸	کلمہ کے قدیم بادشاہ
۱۴۶	بابل	۱۱۱	سلطنت آشور
۴۷	بابل کی عمارت	۱۱۵	نینوس اور سیرامیس کی داستان
۴۹	بابل کی تجارت	۱۱۷	کلدانی واقعات
۵۰	نینوس کی داستان	۱۱۸	زبان میں تفریق
۵۱	بابل کی سلطنت کا خاتمہ		
	چوتھی فصل		
	آشوریوں اور کلدانیوں کے آداب و علوم و عادات		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۰	ابراہیم	۱۵۳	آداب
۱۸۳	اسحق اور ربقہ	۱۵۴	مذہب دڑیوتا
۱۸۵	یعقوب اور عیص	۱۵۷	ستاروں کی پرستش
۱۸۶	یعقوب لابان کے پاس	۱۵۸	نجوم اور اس کے احکام
۱۸۷	یعقوب کی واپسی	۱۵۹	شیاطین اور جادو کا اعتقاد
۱۸۹	یوسف کے بھائیوں کا یوسف کو فروخت کرنا	۱۶۳	وزن اور مقدار
۱۹۰	یوسف مصر میں		پانچویں فصل
	یوسف اپنے بھائیوں کو شناخت کرنا		کلدانیوں اور آشوریوں کی عمارتیں
	دوسری فصل		اور کتبے
	بنی اسرائیل مصر میں	۱۶۴	معماری
۱۹۶	حضرت موسیٰ	۱۶۸	کئی درجوں کے معبد
۱۹۹	مصر سے بنی اسرائیل کا خروج	۱۷۲	زینت اور آرائش
۱۷۳	بنی اسرائیل کوہ سینا میں	۱۷۳	خطوط مخفی
۱۷۴	دس احکام	۱۷۴	جدید اکتشافات
۱۷۵	سونے کا گوسالہ		تیسرا حصہ
۲۰۳	بنی اسرائیل جنگل میں		بنی اسرائیل کی تاریخ
	تیسری فصل		پہلی فصل
	بنی اسرائیل ارض موعود میں		عبرانی شینغ
۲۰۶	فلسطین کا ذکر		شینغ
۲۰۹	دریائے اردن اور بحر المیت	۱۷۹	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۵	آحاب اور ایاس پیغمبر	۲۱۰	یریحو کی فتح
۲۳۷	مواہب کا بادشاہ شیخ	۲۱۲	بنی اسرائیل کے بارہ اسباط (قبیلے)
۲۳۸	ایزبل کی موت	۲۱۳	غیب گودیورا
۲۳۸	عشیاہ اور یوآش	۲۱۴	قاضی
	چھٹی فصل	۲۱۵	یفتاح
	سلطنت بنی اسرائیل کی تباہی	۲۱۶	فلسطین کے باشندے اور شمشون
	آشوریوں کی تاخت تاراج اور انبیا	۲۱۸	عیسیٰ اور شموئیل
۲۳۹	کا ذکر	۲۲۰	شاؤل (طاوت)
۲۴۱	سامرہ (ساماری یا شومرون) کی تباہی	۲۲۲	داؤد
۲۴۲	اشعیا پیغمبر	۲۲۳	شموئیل کی وفات اور شاؤل کی موت
۲۴۳	سنخریبا اور حزقیہ	۲۲۴	داؤد کی سلطنت
۲۴۴	یوشیاہ اور کتاب قانون	۲۲۵	یوشیاہ کی بغاوت
۲۴۶	یروشلم کی تباہی اور یرمیاہ	۲۲۶	مسلمان کی شہرت
۲۴۹	بابل کی اسیری اور حزقیل	۲۲۷	حضرت سلیمان کی شہرت
۲۵۰	یہودیوں کی یروشلم کو واپسی	۲۲۸	عبد یرد سلم (مسیح) کا قتل
	چوتھا حصہ	۲۳۱	بنی اسرائیل کی عبادت
	فنیقیہ کی تاریخ		پانچویں فصل
	پہلی فصل		یہود اور اسرائیل کی سلطنت
	فنیقیہ اور وہاں کے باشندے	۲۳۳	دس قبائل باقی قبیلوں سے جدا ہونا
۲۵۲	فنیقیہ کی تعریف	۲۳۴	سلطنت اسرائیل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فصل دوسری	۲۵۵	فنیقہ کے باشندے
	فنیقیوں کی صنعت اور تجارت	۲۵۶	شہر آزاد
۲۶۵	فنیقیوں کی صنعت	۲۵۷	بیلنس
۲۶۶	فنیقیوں کے پیشے	"	صیدا
۲۶۸	فنیقیوں کی تجارت	۲۵۹	صور
۲۷۰	خانہ بدوش فنیقی	۲۶۱	فنیقیہ والوں کا مذہب
۲۷۳	الف بے	۲۶۲	فنیقیہ والوں کی قبریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُفَتِّدِمَہ

علم تاریخ کی تعریف | انسانی زندگی کے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو (اصطلاح میں) تاریخ کہتے ہیں۔

تاریخ مختلف قوموں کے ظہور، تنزل، ترقی، انہار، حالات، آداب، رسوم، عقائد اور مشہور لوگوں کے کارنامے بیان کرتی ہے۔ اور جو اہم امور ظہور پذیر ہوئے ہیں ان کے اسباب اور نتائج بتاتی ہے۔

تاریخ کے فائدے | تاریخ میں آدمی کے لیے بہت کچھ فوائد ہیں۔ مختصر یہ کہ تاریخ جاننے والا ان تمام تجربات سے تھوڑے عرصہ میں واقف ہو جاتا ہے جنہیں

اگلے لوگوں نے تمام عمر صرف کر کے چل کیا تھا اور تاریخ نہ جانتے والوں سے بہتر سمجھ سکتا ہی کہ کیا کام کرنا چاہیئے اور کس سے بچنا چاہیئے۔

تاریخ سے پہلے کا زمانہ | اگلے لوگوں کی تحریروں سے ہم اُس زمانہ کی پوری تاریخ معلوم کر سکتے ہیں لیکن چونکہ ابتدا میں آدمی لکھنا نہ جانتے تھے اس لئے وہ اپنے حالات نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن واقعات سے جو انسانوں پر ابتدائی زمانہ میں گزرے ہم بے خبر ہیں۔

اُس زمانہ کو جب سے انسانوں کے حالات ہم کو معلوم ہیں ”تاریخی زمانہ“ کہتے ہیں اور اُس سے پہلے زمانہ کا نام ”تاریخ سے پہلے کا زمانہ“ ہی۔ لیکن تاریخ سے پہلے کے زمانہ کے بھی بعض آثار ایسے ملتے ہیں جن کی بدولت ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ کس طرح کی زندگی بسر کرتے تھے۔

جو کچھ اب تک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایک زمانہ میں انسان غاروں میں رہتے تھے۔ جانوروں اور مچھلیوں کا شکار اُن کا کھانا تھا۔ اور استعمال کی چیزیں اور آلات جن پر اُن کی زندگی کا مدار تھا پتھر اور ہڈی کے بناتے تھے۔ یعنی لوہے اور تانبے کی جگہ پتھر کو تراش کر تیر تبر نیزہ اور چھری وغیرہ تیار کرتے تھے۔

جس زمانہ میں انسانوں کی زندگی کی یہ حالت تھی اُسے عہدِ حجری قدیم کہتے ہیں۔

اس عہد کے بعد ایک زمانہ اور ایسا آیا کہ اُس میں بھی انسان محض شکار ہی پر بسر کرتے تھے لیکن انھوں نے بہ نسبت پہلے زمانہ کے کچھ ترقی کر لی تھی مثلاً وہ پتھر کے اوزار وغیرہ کے علاوہ مٹی کے برتن بھی رکھتے تھے اور اُن کے بعض اوزار گھسے ہوئے پتھر کے ہوتے تھے اور بعضوں نے چھوٹے چھوٹے گھر بھی بنائے تھے۔ جانوروں کی ایذا سے بچنے کے لیے لکڑی اور تختوں کے گھر چھوٹی چھوٹی جھیلوں کے اندر بنائے تھے۔ اور گھر لویو جانور جیسے گائے، بکری، گھوڑا کتا بھی یہ لوگ رکھتے تھے۔ بعض گھروں اور اناج بھی بوتے تھے۔ سوت کا تناؤ کپڑا بنا بھی جانتے تھے اس زمانہ کو عہدِ حجری جدید کہتے ہیں۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ لوگوں نے تانبہ کانوں سے نکالا اور اُس سے کچھ سامان اور کچھ اوزار تیار کئے پھر رانگ کی کان دریافت کی اور رانگ تانبہ میں ملا کر اُس سے برنجی اوزار و ہتھیار بنائے۔ اس طرح انسانی زندگی نے بہت ترقی کی اور اپنے مفید مطلب کا میاں پائی۔ اس ترقی یافتہ زمانہ کو عہدِ برنجی *Age of Bronze* کہتے ہیں۔

اس دور کے بعد جب انسان نے اور ترقی کی تو لوہے کو کان سے برآمد کئے اُس کو کام میں لائے۔ اُس سے اپنے اوزار و ہتھیار اور اپنی ضرورت کا سامان تیار کیا۔ اس صورت سے اپنے کام میں انھوں نے بہت آسانیاں پیدا کر لیں۔ اس زمانہ کو عہدِ آہنی کہتے ہیں۔ اور ہمارا زمانہ اس ہی زمانہ کا آخری حصہ ہے۔

غرض معلوم ہوا کہ انسان پہلے وحشی تھے۔ انھوں نے اپنے زندگی کے طریقہ کو آہستہ آہستہ بدل کر اپنی ضرورت کے سامان اور آلات کی تکمیل کی اور مہذب ہو گئے۔ لیکن تمام دنیا کے انسانوں نے برابر ترقی نہیں کی۔ بعض بہت جلد تمدن ہو گئے اور بعض کچھ دیر میں بلکہ بعض قبیلے اور قومیں اب تک وحشی ہیں اور بعض نیم وحشی اور بعض پوری طور پر تمدن ہو چکی ہیں۔

انسانوں کی قسمیں | سب انسان اگرچہ ایک ہی قسم کے ہیں لیکن ان کے افراد قد و قامت بدن اور کھوپڑی کی ترکیب شکل و صورت رنگ و روپ بالوں اور آنکھوں وغیرہ میں ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ فرق ضرور رکھتے ہیں جو انسان کہ ان سب باتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ان کو ہم ایک نسل قرار دیتے ہیں۔ اس طرح سے انسان کی ممتاز نسلیں چار ہیں۔

پہلی سفید نسل | جس کا رنگ اور چمڑا سفید۔ ناک اور ہونٹ پتلے بال نرم اور گھونگر دالے ڈاڑھی گھنی۔ یہ لوگ یورپ، مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں رہتے ہیں۔

دوسری زرد نسل | جس کا رنگ اور چمڑا زرد اور کسی قدر روکھا بھٹکر چھوٹی اور دھسی ہوئی، بال سخت اور ڈاڑھی کم ہوتی ہے۔ چینی، جاپانی، منچل اور ترک اس نسل سے ہیں۔ یہ لوگ ایشیا کے شمال و مشرق میں رہتے ہیں۔

تیسری سیاہ نسل | جس کا رنگ اور چمڑا سیاہ ناک چوڑی ہونٹ موٹے

بال سخت اور اون کی طرح موٹے ہوتے ہیں۔ اس نسل کے لوگ افریقہ میں رہتے ہیں
چوتھی (افریقی) سرخ نسل جن کے بدن کا رنگ تانبہ کا سا ہوتا ہے اور
 ان کے اعضاء کی ترکیب زرد نسل سے ملتی جلتی ہے۔ امریکہ کے قدیم رہنے والے
 اسی نسل سے ہیں۔

سیاہ اور سرخ رنگ کی اقوام ترقی و تمدن تک بہت کم پہنچی ہیں بلکہ ابھی
 تک وحشی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔
 زرد نسل بہت پرانے زمانہ سے متمدن ہو گئی ہے لیکن اس کا تمدن عرصہ
 سے ایک حالت پر قائم ہے کوئی مزید ترقی نہیں کی اس لئے ان کی تاریخ بھی ہمارے
 لئے کوئی دلچسپی اور اہمیت نہیں رکھتی البتہ جس نسل نے سب جلد اور سب زیادہ
 ترقی کی وہ سفید نسل ہے۔ لیکن مورخ اس نسل کو بھی دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں
 ایک آریائی *Arryan* دوسری سامی *Semitignes* (آریائی یا
 آریا لوگوں سے ہندوستانی ایرانی اور کشتراہل یورپ مراد ہیں اسی وجہ سے
 اس شاخ کو ہند یورپی بھی کہتے ہیں۔

لیکن ان دونوں شاخوں کا فرق صورت اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے
 نہیں ہے بلکہ حالات و صفات اور زیادہ تر زبان کی اختلاف کے اعتبار سے ہے
 چنانچہ آریہ فرقوں کی زبانیں اگر غور سے دیکھا جائے تو گویا ہر میں بہت فرق معلوم
 ہوگا لیکن حقیقت میں بہت ملتی جلتی ہیں۔ یہی سامی فرقوں کی زبانوں کا حال ہے

لیکن آریں اور سامی فرقے باہم کچھ نہیں ملتے جلتے۔

تاریخ کی تقسیم | اوپر کے بیان سے معلوم ہوا ہوگا کہ جس قوم کی تاریخ کا پڑھنا ہمارے لیے ضروری ہے وہ سفید نسل کی اقوام کے متعلق ہے۔ لیکن کل سفید قومیں بھی ایک ہی وقت میں تاریخی زمانہ میں داخل نہیں ہوئی ہیں بعض قومیں آج سے پانچ چھ ہزار سال پیشتر تمدن ہوئیں اور اُسی وقت سے اُن کی تاریخ کا بھی پتہ چلتا ہے اور کچھ قومیں اس کے بہت بعد۔ لیکن جس زمانہ سے ہم کو تاریخی واقعات ملتے ہیں وہ پانچ چھ ہزار برس سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اسے بھی کئی مختلف دور میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اُس دور کو جو ہم سے قریب عصرِ جدید کہتے ہیں اور اُس زمانہ کو جو ہم سے بہت دُور ہے عہدِ قدیم کہتے ہیں۔ عصرِ جدیدِ نھورِ اسلام سے شروع ہوتا ہے جس کو اس وقت تک تیرہ سو سال ہو چکے ہیں۔ اور اسلام سے قبل کا زمانہ عہدِ قدیم ہے۔

یورپ کے مورخ عصرِ جدید کو دو سو سال قبلِ نھورِ اسلام سے شمار کرتے ہیں یعنی اُس وقت سے جب کہ روم کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر یورپ کا نقشہ بدل گیا تھا۔ اس طرح عصرِ جدید کے تقریباً ایک ہزار پانسو سال ہوتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے بھی تین حصے کئے گئے ہیں۔ ایک ہزار سال تک چونکہ دنیا کی حالت نہ تو عہدِ قدیم کے طرز پر تھی اور نہ عہدِ جدید کے طرز پر۔ لہذا اُس کو عہدِ متوسطہ اور آخری پانسو سال عصرِ جدید کا جزو ہیں۔ اُن کے آخری سو سال کا نام دورِ معاصرین

رکھا گیا ہے۔

سنہ کا آغاز | ہم تاریخی واقعات نقل کرنے میں یہ کھنکے کے محتاج ہیں کہ فلاں واقعہ فلاں وقت ہوا۔ اور سنہ کے شمار کرنے میں ضروری ہے کہ ہم کسی سال کو شروع قرار دے کر ہر واقعہ یوں بیان کریں کہ وہ اُس سے اتنی سال پیشتر یا بعد میں واقع ہوا ہے۔

مسلمان اپنے سنہ کا آغاز اُس سال سے کرتے ہیں جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے سال ہجرت سے اب تک تیرہ سو تیس سال ہوئے ہیں اور یہ سنہ ہجری قمری ہوتا ہے۔ اہل یورپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت سے سنہ کا آغاز کرتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے اب تک ۱۹۰۹ سال ہوئے ہیں اور یہ سنہ عیسوی شمسی ہے۔

قدیم تاریخی قویم | علم تاریخ کو شروع کرتے وقت ضروری ہے کہ قدیم تاریخ کی ابتدا کی جائے لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے تمام انسان قدیم زمانہ میں ایک دم تمدن نہیں ہوئے تھے وہ پرانی قویم جنہوں نے دُنیا میں اہمیت پیدا کی یعنی بڑے بڑے کام کئے اور اپنے بعد اپنے اثر چھوڑ گئیں بہت کم ہیں۔ اُن میں سے بعض زمین مشرق اور بعض زمین مغرب میں گزری ہیں۔

مشرق کی مشہور قویم۔ مصری۔ کلدانی۔ آشوری۔ یہودی۔ فنیقی اور

ایرانی ہیں۔ اور مغرب کی مشہور قومیں یونانی اور رومی ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد اس کتاب میں صرف مشرقی مشہور اقوام کے حالات بیان کرنا ہی۔

علم تاریخ کے ماخذ | پرانی تحریریں اور خصوصاً قدیم کتب جو باقی رہ گئے

ہیں وہ علم تاریخ کا بہترین ماخذ ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک مورخین کو کتابوں کی طرف رجوع کرنے کے سوا اور کچھ چارہ نہ تھا لیکن اب بعض اور چیزیں بھی ایسی ہیں جنکے دیکھنے اور غور کرنے سے علمائے تاریخ نے بہت کچھ معلومات حاصل کر لی ہیں

اور تاریخی دنیا میں اپنی مفید اور جدید معلومات سے بہت کچھ اضافہ کیا ہے وہ چیزیں ”آثارِ قدیمہ“ ہیں جیسے کہ عمارتیں اور قدیم مکانات، کتبے، تصویریں، نقوش اور اوزارِ آلات سامانِ خانہ داری، سکے، خطوط اور زبانیں وغیرہ۔ اسی بنا پر مورخین کو شت کرتے رہتے ہیں کہ حتی الامکان قوموں کے پرانے آثار معلوم کریں اور اس مقصد کے لیے کثیر مصارف برداشت کرتے ہیں اور محنت شاقہ گوارا کر کے پرانے شہروں اور کھنڈروں میں اُن کی تلاش کرتے ہیں۔ اس وقت تک بہت سے اہم نتائج حاصل ہو چکے ہیں جن میں سے بعض بیان کئے جا دیں گے۔ آئندہ بھی نئے معلومات حاصل ہونے کی اُمید کی جاتی ہے۔

باوجود ان کوششوں اور محنتوں کے بہت سے تاریخی واقعات اب تک

یا تو بالکل نامعلوم یا مبہم ہیں۔ اور ہر قوم کے پورے پورے حالات سے ہم بے خبر ہیں۔ قدیم تاریخوں کا زبان حصّہ بالکل افسانہ ہی۔ کیونکہ ہر قوم

ابتدا میں اپنے حالات لکھنے سے باز نہیں مجبور تھی۔ بعض واقعات زبانی ایسے
 دوسرے سے سن کر تحریر کے اُن روایات میں تغیر و تبدل قصداً اور سهواً
 ایسا ہو گیا ہی جو تاریخ کو حقیقت سے دور کر دیتا ہے۔

مُلاحِصَہ

تاریخِ مصر

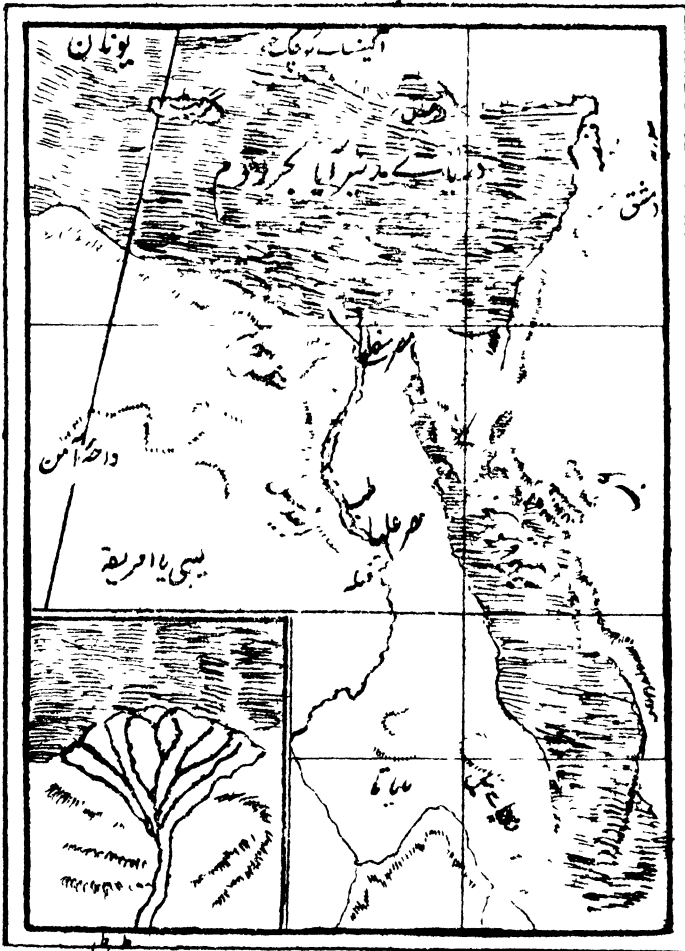
پہلی فصل - قدیم سلطنتِ مصر کی تاریخ

سلطنتِ مصر کا بیان

دریائے نیل - نیل دنیا کے بڑے دریاؤں میں سے ایک دریا ہے، شمالی افریقہ کے تمام دریا اسی سے اُٹتے ہیں۔ یہ دریا اُن پتھروں کی چٹانوں کے عبور کرنے کے بعد حمال آبشارِ رِساں یا اصوان کی صورت ظاہر کرتا ہے۔ صحرائے نزار میں سے ہو کر بحرِ ابیض کی طرف جو بحرِ روم کے نام سے مشہور ہوتا ہے، لیکن اُس سمندر میں گرنے سے پہلے اس کی چند شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ہر شاخ ایک خاص گزرگاہ سے بہہ کر سمندر میں داخل ہو جاتی ہے وہ شاخیں ہمیشہ ایک ہی تعداد میں نہیں رہتیں بلکہ کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہیں چنانچہ عرصہ تک اس کی سات شاخیں رہیں جن کو ”نیل کے سات دہانے“ کہتے تھے (دریائے نیل کے انہی حدود کے اندر جس میں آبشارِ رِساں واقع ہے چند اور بھی آبشاریں ہیں چونکہ آبشار کو مصری لوگ شلالہ کہتے ہیں اس لیے وہ شلالہ ہائے نیل کے نام سے مشہور ہیں)۔

ہر سال فصلِ باریں خطِ استوا کے اطراف کی بارش اور ولایتِ حبشہ کے برفوں

کا کھنڈ دریاے نیل میں طغیانی پیدا کر دیتا ہے اور دریا کا پانی اپنے حدود سے بڑھ کر اُس تمام سرزمین کو جو اُن آبِ رودں کے شمالی جانب واقع ہے سیراب کر دیتا ہے۔



ڈیل

قدم ملک مصر کا نقشہ

ماہ اپریل دمی میں جب کہ دریاے نیل میں طغیانی شروع نہیں ہوتی تمام ملک خشک بلکہ جلنے کے قریب ہو جاتا ہے اُس زمانہ میں جھل سے ایک ہوا چلتی ہے جس کو بادِ حمین کہتے ہیں وہ ہوا درختوں کے پتوں کو گر کر خاک اوریت میں ملا دیتی ہے اُس وقت ہوا کی حدت تنور کی گرمی کے مشابہ ہوتی ہے اور فضا اس قدر گرد و غبار آلود ہو جاتی ہے کہ سونا مثل ہوتا ہے۔ دریاے نیل کا عرض آدھا رہ جاتا ہے اور پانی جھیل کی مانند ہو جاتا ہے اور اُس کے تمام کناروں پر کچر پید ہو جاتی ہے۔ پھر شمالی ہوا چلتی ہے جس سے ہوا گرد و غبار سے پاک ہو جاتی ہے درخت نئے سے نئے سرے سے سرسبز و شاداب ہوتے ہیں اور دریاے نیل کسی قدر بڑھ جاتا ہے اُس کا رنگ سبز اور پانی گدلا ہو جاتا ہے۔ چھ مہینہ تک پانی سودان کے جنگلوں میں رکا رہتا ہے اور اب طغیانی کی وجہ سے اُس میں بناؤ پیدا ہو جاتا ہے ان چند ایام کو سبز نیل کا زمانہ کہتے ہیں۔ یہ زمانہ تین چار روز سے زیادہ نہیں رہتا اس زمانہ میں دریا کا پانی نضا میں شدید درد پیدا کر دیتا ہے حالانکہ باقی اور تمام دنوں میں خوشگوار و لطیف ہوتا ہے۔ اس کے بعد سے دریا کا پانی زیادہ گدلا ہونے لگتا ہے۔ آخر دس روز کے بعد نیل سرخ کا وقت آ جاتا ہے پانی کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے جیسے کوئی خون نہر ہو۔ اُس پانی میں مٹی بہت زیادہ ملی ہوئی ہوتی ہے اُس پر بھی پینے میں بے ضرر اور خوشگوار ہوتا ہے اُس وقت تمام زمین پر پانی پھیل جاتا ہے تھوڑی سی خشکی جو معلوم ہوتی ہے یہ وہ آبادی ہے جو ٹیلوں پر ہے پانی تمام زمین اُس سرخ پانی میں ڈوب جاتی ہے اس پانی میں قریے جزیروں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جو بند باندھ کر باہم ملا دیئے جاتے ہیں اُس وقت گرمی بھی کم ہو جاتی ہے اور تمام انسان اور حیوان اُس پانی میں نہا کر تازہ دم ہو جاتے ہیں اور فرحت پاتے ہیں مچھلیوں کے گروہ کے گروہ پھرتے ہیں جن کے سنے چاندی کی طرح چمکتے ہیں اور ہزاروں قسم کی کیپسٹریوں اور پرندوں سے ہوا بھر جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ دریاے نیل سات اٹھ گز اپنی اصلی سطح سے بلند ہو جاتا ہے۔ آفتاب کے برج میزان میں آنے کے زمانہ میں اس کی سطح

رہتی ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ ماہِ جدی کے شروع میں اپنی اصلی سطح اور لینے
حدود پر آجاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا پانی صاف ہو کر اپنا اصلی نیلا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔
دریائے نیل جب گھٹ کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے تو اپنی ساحلی اراضی پر بہت سی
مٹی چھوڑ جاتا ہے جس میں بے مشقت کاشت ہو سکتی ہے اور ہر قسم کی روئیدگی نہایت سرعت
کے ساتھ اُگتی اور پھلتی ہے۔ ماہِ قوس میں یعنی اُس وقت جب کہ دریائے نیل گھٹنا شروع
ہوتا ہے تخم ریزی بدترج کی جاتی ہے اور وہ جھل اور شور کے مہینوں میں بک کر تیار ہوتا اور
کاٹ لیا جاتا ہے۔

ملکِ مصر۔ مملکتِ مصر دریائے نیل کی وادی اور اُس کی شاخوں کا نام ہے۔ وادی نیل دُپٹ
کے دونوں طرف ایک تنگ اور لمبا حاشیہ ہے جس کو ننگے یعنی بے درخت پہاڑوں کے دو سلسلے
اور جنگل صحرائے کبیر شرن زار سے الگ کرتے ہیں۔ اس وادی کی جنوب میں ایک زمین بہت
تنگ ہے جو بعض جگہ ایک ہزار گز سے بھی کم ہے مگر شمال کی جانب چوڑی زمین ہے جس کا عرض نہر
میں ہزار گز تک ہے اور اس حصہ کو مصر علیا اور مصر متوسط کہتے ہیں۔

جس زمین پر نیل کی شاخیں بہتی ہیں اُس کو نیلِ مصر کہتے ہیں۔ زمانہ سابق میں اسے
ڈیلٹا کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی شکل یونانی حرفِ ڈیلٹا کی طرح مثلی ہے۔ اس مثلث کا ایک ضلع
سمندر کا کنارہ اور دو ضلعے نیل کی دو شاخیں ہیں۔ یہ ڈیلٹا یا نیلِ مصر (مصرِ سفلی) ایک
وسیع جگہ ہے جس کی پیمائش ۲۳ ہزار کلومیٹر مربع ہے اور بہت سی ندیاں اُس کی سطح کو قطع
کرتی ہیں اس رقبہ کی زمین دریائے نیل کی طعینائی کی وجہ سے ہمیشہ مرطوب رہتی ہے اور
ندی کی گزرگاہیں برابر بدلتی رہتی ہیں۔ دریا کا پانی جب تک سمندر میں پہنچنے صحرائی ہوا
کے شعلہ زن جھونکوں کے سبب جا بجا ٹھہر جاتا ہے اور اُس سے بڑی بڑی جھیلیں بن جاتی
ہیں جن کا پانی مائل بہ شوریہ ہوتا ہے اور اُن کی وجہ سے آبِ ہوا خراب ہو جاتی ہے۔

پُرانے زمانہ میں تمام ڈیلٹا سمندر میں غرق تھا لیکن جو مٹی دریائے نیل کے پانی میں

ملی ہوئی آتی تھی وہ رفتہ رفتہ نشین ہوتی رہی اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد ڈلٹا کی شکل نمودار ہوئی۔ اب بھی دریائے نیل اسی کام میں مشغول ہے اور ہر سال اُس کے دہانے ایک گز کے قریب آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یعنی وہ سمندر کو خشکی اور صحرا بنا رہا ہے۔ مصر میں بارش بہت کم ہوتی ہے بعض دفعہ پورا سال گزر جاتا ہے اور مطلق بارش نہیں ہوتی۔ اگر مصر صرف بارش کا محتاج ہوتا تو وہ آج بنجر اور دیران نظر آتا لیکن دریائے نیل خود بڑھ کر اراضی کو سیراب کرتا ہے اور واپسی کے بعد اُس میں اسقدر پانی رہتا ہے جو آب پاشی کے لئے کافی ہوتا ہے اس طرح بارش کی تلافی ہو جاتی ہے۔

ہمیر دوس یونان کا مشہور مورتیخ اور سیاح کہتا ہے کہ مصر ایک تحفہ ہے جس کو نیل لایا ہے۔ کیا پانی کی مٹی دونوں دریائے نیل سے حاصل ہوتی ہیں اگر نیل کا رخ بدل جائے تو مصر صحرائے اعظم کی طرح جس نے اُس کو دو طرف سے گھیر رکھا ہے ایک ریتلا اور بنجر میدان بن کر رہ جائے۔ چونکہ قدیم مصری واقف تھے کہ نیل کس حد تک اُن کے فوائد اور خیر و برکت کا باعث ہے اس لئے اُسے اپنا معبود سمجھتے تھے اور خدا کی طرح اُس کی پرستش کرنے لگے تھے اور اُس کی برکتوں کے شکر گزار تھے۔

مصر اس بابرکت دریا کی وجہ سے جو ہر سال اُس ملک کی سرزمین کو سیراب کرتا ہے دنیا کے بہترین اور زرخیز ممالک میں گنا جاتا ہے۔ جاڑوں میں جب نیل کا پانی گھٹ جاتا ہے تو مصر کی تمام زمینیں سبزہ زاروں اور باغوں سے معمور ہو جاتی ہیں وہاں گیہوں اسقدر جلد پیدا ہوتا ہے کہ سال میں دو یا تین مرتبہ بویا اور کاٹا جاتا ہے۔

اُن بلند زمینوں میں جو طغیانی کے بعد خشک ہو جاتی ہیں گیہوں اور جو بوٹے ہیں اور اُن میں باقلا اور مسور بھی پیدا ہوتی ہے اور وہ نشیبی زمینیں جو پانی اتر جانے کے بعد تر رہتی ہیں اُن میں سبزہ اگ آتا ہے وہاں گائے اور بکریوں وغیرہ کو چراتے ہیں دیرا کے کناروں پر جو جھیلیں ہیں اُن میں مرغابیوں، بگلوں اور بستی پرندوں کے جھنڈے جھنڈے

پہرتے ہیں۔ اور مرغابی کی ایک خاص قسم جس کو فرانس میں ایلپس کہتے ہیں یہاں بہت پائی جاتی ہے اس کے پاؤں اور چوخی لمبی، پر اور بازو سفید اور سر سیاہ ہوتا ہے۔ ان جھیلوں میں طرح طرح کی گھاسیں پیدا ہوتی ہیں جو مصر کے ساتھ مخصوص ہیں۔

مثلاً ڈلٹا کی جھیلوں میں ایک قسم کی گھاس پائی جاتی ہے جس کو عربی میں برویادہ فرانیسی میں پاپیرس (Papyrus) کہتے ہیں۔ یہ گھاس لمبی اور نازک ہوتی ہے۔ پرانے زمانہ میں اس سے مقوے کی طرح سے ایک چیز بنائے تھے اور اُس پر لکھتے تھے۔



پاپیرس

ایک اور گھاس بالائی مصر میں ہوتی ہے۔ جس کی تین قسمیں ہیں۔ سفید۔ آبی۔ قرمز۔ سفید اور آبی میں خشکاش کے مانند ایک پل پیدا ہوتا ہے جس کے دانے چھوٹے چھوٹے

ہوتے ہیں اور قرقمزی میں شہد کے چھتے کی طرح ایک پہل ہوتا ہے جس کے ہر سوراخ سے
زیتون کی گھٹنی کے برابر ایک دانہ نکلتا ہے اور وہ کھایا جاتا ہے اُسے باقلائے قطبی کہتے ہیں
(اِس کھانسی کو اہل یورپ لوٹس کہتے ہیں)

دریائے نیل میں ابے پہلے گھریاں اور آبی گھوڑے (*Hippopotame*)
بھی پائے جاتے تھے اس وجہ سے اُس کے کنارے بہت خطرناک تھے۔ مصری گھریاں
اکثر چُڑگڑلبا ہوتا تھا اور کبھی کبھی خشکی میں آکر حملہ کرتا اور سالم آدمی کو گل جاتا تھا۔
ریائی گھوڑا بھی اکثر کشتی پر حملہ کر اُس کو غرق کر دیتا تھا۔ لیکن اب ان دونوں حیوانوں
کی نسل منقطع ہو گئی ہے۔ دریائی گھوڑا مدتوں سے نہیں دیکھا گیا۔ گھریاں البتہ آخر زمانہ
میں پایا گیا تھا مگر وحشی جہازوں کے خوف سے وہ بھی بھاگ گیا ہے۔



گھریاں

مصر میں بخل نہیں ہے۔ پاڑ کے دامن میں پتھر کی چٹانیں خود رو گھاس اور درختوں
سے خالی ہیں چونکہ کھیتی کے لیے زمین کم ہے اس لیے تمام زمین کھیتی کے لیے لے لی
گئی ہے دشت بھی پاڑوں کی طرح درختوں سے خالی ہیں۔ البتہ چھوٹے چھوٹے میدان
اقاقیا اور شور گرنے کے مانند کانٹے دار درختوں سے بھرے ہوئے پائے جاتے ہیں
اور ان میں میوہ دار درخت مثلاً انار انجیر زرد آلو اور خربا بھی ہیں۔

اِس خاکِ مصر پر جو پُر لطف و دلکش باغوں سے چھپی ہوئی ہے تقریباً گیارہ کروڑ آدمی
ہی حالانکہ اُس کی پیمائش ۲۹ ہزار کھو میٹر مربع سے زیادہ نہیں ہے جو بہت سے بہت ملک

کے برابر جیسا تناسب پر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کا کوئی ملک بلحاظ گنجان مردم شماری کے مصر کو نہیں پہنچتا۔ لیکن زمانہ قدیم میں جب فرعون کی سلطنت تھی اس وقت ابدی اس سے زیادہ تھی۔

مصری قوم۔ مصر کے قدیم آدمی دراز قد اور نازک جسم ہوتے تھے اُن کے کندھے پوٹے بازو پستے ہاتھ نرم پانوں کی پتلیاں پٹی پانوں چوڑے اور نازک سر ٹبے بنانی چمچی، تنگ ناک پھوٹی اور گول، آنکھیں خوشنما اور تیز ہونٹھ موٹے اور ٹھوڑی گول ہوتی تھی۔

مصر دانوں کی ہیئت میں اب تک تغیر نہیں ہوا ہے۔ اب بھی وہی پرانی شبہت پائی جاتی ہے خصوصاً کاشتکار اور دیہاتی لوگوں کی صورت پانچزار سال پیشتر کے مجسموں سے ملتی ہے۔ جس وقت فرانس کے سیاح ماریٹ نے ایک قبر کو کھودا اور اُس سے ایک لکڑی کا مجسمہ برآمد ہوا تو دیہاتیوں نے اُس شبہت کی وجہ سے جو اُس میں اور حال کے لوگوں میں پائی جاتی تھی کہا کہ یہ ہمارے گاؤں کا سردار ہے اور یہی اُس مجسمہ کا نام ہو گیا۔



گانوں کا سردار

ظاہری طور پر مصری اُن قوموں سے ہیں جو ایشیائے کل کر سبز ہوتی ہوئی وہاں پہنچی ہیں۔ لیکن جس زمانہ سے تاریخی دور شروع ہوتا ہے وہ اُن لوگوں کے مصر پہنچنے کے بہت بعد ہے۔

قدیم مصری سلطنت

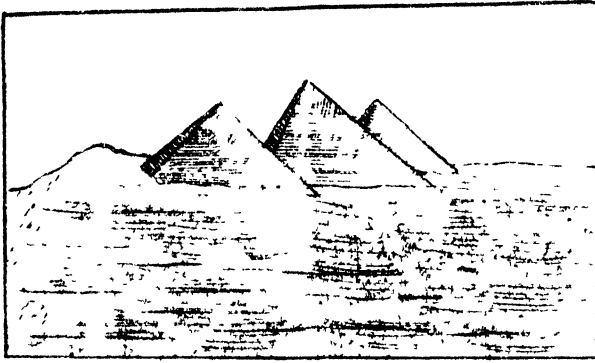
شہر منفس اور اگلے شاہانِ مصر کے سلسلے
دولتِ مسیح سے تقریباً پانچ سو سال
پنشنیر تمام ملک مصر ایک بادشاہ

کے تحت میں آیا۔ لیکن اس تاریخ سے کچھ پہلے انسان ملک مصر میں پہنچ چکے تھے اور دریا نیل کے ساحلوں کے قریب رہتے اور کھیتی کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں شہر منفس جو مصر کا قدیم پایہ تخت تھا آباد کیا گیا۔ منفس کے معنی ہیں ”اجتماع مکان“ مصر کی کتابوں میں اسے منف لکھا ہے۔ بہر حال یہ شہر نیل کے دائیں ساحل پر اُس مقام سے جہاں دریائے نیل ڈیلٹا بناتا ہے جنوب کی طرف چند میل کے فاصلہ پر آباد کیا گیا اور اس خیال سے کہ نیل کے طوفان سے آبادی کو کوئی نقصان نہ پہنچے ایک سد قائم کی گئی۔ اس سد کو سات ہزار سال گزر چکے لیکن ابھی تک موجود ہے۔ شہر منفس حضرت مسیح سے ایک ہزار سال بعد یعنی ہجرت سے چار سو سال بعد تک آباد تھا اُس کے بعد تباہ ہو گیا اُس کے کچھ پتھر شہر ”قاہرہ“ کی تعمیر میں صرف کیے گئے باقی دریائے نیل کی مٹی کے نیچے دب گئے۔

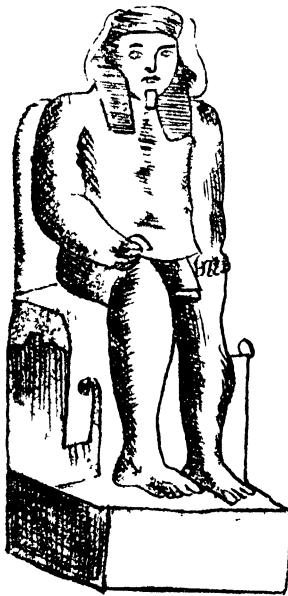
جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے مصر کے پہلے بادشاہ کا نام منس تھا۔ اُس نے مصریوں کے لیے آداب و رسوم مذہبی ترتیب دیے اور اکٹھ سال سلطنت کر کے وفات پائی وہ ایک دریائی گھوڑے کے حملہ سے ہلاک ہوا۔

اُس وقت سے پان سو تیس سال قبل میلاد تک اُس وقت تک جب کہ شاہ ایران نے مصر کو فتح کیا، اس سلطنت میں بہت سے بادشاہ فرعون کے لقب سے

تخت نش ہوئے اور اس چار ہزار پانسو سال کی مدت میں بادشاہوں کے ۲۶ سلسلے
مصر میں فرماں روا ہوئے۔ لیکن شروع کے تین سلسلوں کے صحیح تاریخی حالات نہیں ملتے



اہرام



کفرن کا مجسمہ

میں ایک لاکھ آدمی روزانہ کام کرتے تھے جو ہر تیسرے مہینہ تبدیل کر دیئے جاتے تھے اس طرح یہ تیس سال میں تمام ہوا ہی۔ پتھر دریائے نیل کے دوسرے کنارے سے کشتیوں پر لائے جاتے تھے جن کے لئے ایک خاص راستہ بنایا گیا تھا۔ پتھر ہرم کے اوپر پہنچانے کے لئے نیچے سے اوپر تک ڈھیلوؤں چوڑے بنائے گئے تھے جو اہرام کی تیاری کے بعد خراب کر دیئے گئے۔ دوسرا ہرم کفرن کے لئے بنایا اور تیسرا جو بسے چھوٹا ہی وہ میسری نوس کا مقبرہ ہے۔

جو شخص پہلے پہل اہرام کو دیکھتا ہے وہ اسے پتھروں کا ایک تودہ سمجھتا ہے اور یقین نہیں کر سکتا کہ یہ اندر سے خالی ہوگا۔ پہلے اس میں شک تھا کیونکہ صاف پتھر کے ٹکڑے ان کے چاروں طرف پھینے ہوئے تھے اور اس قدر ہموارہ و صاف تھے کہ اوپر چڑھنا ممکن نہ تھا اور ایک دوسرے سے کچھ اس طرح ملائے گئے تھے کہ ایک بال برابر فصل بھی ان کے درمیان نہ تھا بعد کو اس پتھر کی دیوار میں نشان کیا گیا تو اس کے اندر چھوٹے چھوٹے کمرے پائے گئے یہ کمرے تنگ گلیوں اور غلام گردشوں کے ذریعے سے باہم ملائے گئے ہیں ان میں سے ایک کمرہ میں بادشاہ کو دفن کیا ہے۔ میسری نوس کا تابوت ہرم میں مل گیا لیکن اور دو بادشاہوں کے تابوت اب تک دستیاب نہیں ہوئے کیونکہ ان اہرام میں اب سے پہلے انسانی مداخلت ہو چکی تھی اور اسی مداخلت سے بچنے کے لئے اس زمانہ میں ان اہرام میں داخل ہونے کے رستے پوری احتیاط کے ساتھ پتھروں کی چٹانوں سے پوشیدہ کر دیئے گئے تھے۔ وہ بڑے بڑے پتھر جو اہرام کو ڈھانکنے ہوئے تھے اٹھا کر ڈالے گئے ہیں یہاں تک کہ ان کی اصلی بنا ظاہر ہو گئی ہے۔

تعب یہ ہے کہ وہی عرب جو ستیاہوں کی رہنمائی کرتے ہیں اب بھی محض تفریح کے لئے ہرم کے اوپر سے پتھر اکھاڑ کر نیچے گرا دیتے ہیں اسی طرح بڑے ہرم کی بندی سے سات میٹر کم ہو کر ایک سو ستیسی میٹر باقی رہ گئے ہیں تاہم اب بھی یہ عمارت

دنیا کی بلند ترین عمارتوں میں سے ہی جو بلند نظریہ سنا حوں کو حیرت میں ڈال دیتی ہے یہ اہرام مقصدا
دشت میں دُور سے سفید پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرح بلند نظر آتے ہیں۔

اگر ان غور کرے کہ کس قدر پتھر اس مقام پر جمع کیے گئے ہیں اور ان کے منتقل
کرنے میں کس قدر طاقت صرف کی گئی ہے۔ کیونکر وہ نیچے سے اوپر تک اس بندی پر پہنچا
گئے ہیں تو اس کی حیرت و استعجاب میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے۔ (ریکولیس کے بڑے ہرم
میں پانچ کروڑ میٹر مکعب پتھر ہیں)۔

ان اہرام کے قریب ایک بہت بڑا سر پتھر کا بنا ہوا تودہ سرا ابو الہول کے مجسمہ کا
ہی اس مجسمہ کو قدیم مصری من جملہ اپنے اور سب خداؤں کے ایک خدا موسوم بہ ہارپس
(*Harmakhis*) کا نمائندہ سمجھتے تھے اور اسے سورج کا منظر
جانتے تھے۔

اس کا مجسمہ ابھی ریت میں دفن ہی لیکن اس کے گرد کی زمین کھود کر پورے دور کی
پیمائش کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ ابو الہول کا بدن شیر کا ہی جو لیٹا ہوا ہے اور پتھر سے تراش
بنایا گیا ہے۔ اس مجسمہ کی بندی ۱۱ میٹر ہے اور اس کا کان کا اندازہ ایک میٹر کیا گیا ہے۔

چھٹا سلسلہ۔ چھٹے سلسلہ کے دوسرے بادشاہ موسوم بہ پی اول نے مصر سے باہر
بھی فتوحات حاصل کیں۔ یعنی جنوب کی طرف سلطنت ایتوپی کو (*Aethiopia*)
بسے اب سوڈان کہتے ہیں فتح کیا۔ مشرق کی طرف جزیرہ نما سینا کو بھی اس نے فتح
کیا جہاں سے تانبہ برآمد کیا جاتا تھا۔ ایک شہر اور چند عبادت گاہیں ہاں تعمیر کیں۔ پھر
اُس وقت سے سلطنت کے مصر علیا میں منتقل ہونے تک کوئی حالات مصر کے
بادشاہوں کے معلوم نہیں ہوتے۔

دوسری فصل

سلطنتِ طب

بارہواں سلسلہ - پہلے دس شاہی سلسلوں کے زمانہ تک مصر کا پایہ تخت تھا یعنی مصر میں رہا۔ گیارہویں سلسلہ کی ابتدا سے شہرِ طب میں دارالسلطنت تبدیل ہو گیا جو مصر علیا میں واقع ہے۔ طب کے بادشاہ ابتداً تمام مصر کو اپنے قبضہ میں نہ لاسکے۔ وہ مدتِ دراز تک اس تیاری میں مشغول رہے مگر اُس زمانہ کے حالات بھی نہیں مل سکے۔ اور نہ تاریخ شاہانِ طب کے پہلے سلسلہ کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں نے مصر کی متحدہ سلطنتوں سے لڑائیاں شروع کیں۔ ان جنگوں بادشاہوں نے جنوب کی طرف آبشارِ اول سے آبشارِ چارم تک تمام سرزمین یعنی نوبہ کو تسخیر کیا۔ اور شمال کی طرف جزیرہ نما کو سینا تک اپنے قبضہ میں لے آئے۔ اور تانبہ کی کانیں از سر نو کھانی شروع کیں۔ نیز اپنے دشمنوں اور غارتگروں سے محفوظ رہنے کے لئے ملک کے شمال و جنوب میں دیواریں اور قلعہ تعمیر کئے۔

نہرِ مرسیس - چونکہ دریائے نیل کی طیفانی کی کئی بیشی پر ملک مصر کے باشندوں کی تنگ حالی اور آسودگی کا مدار ہی اس پائے ہمیشہ اُس ملک کے بادشاہ اُس کے پانی کے رکنے کی نظامات میں مصروف رہے۔ انھوں نے نہریں جمیلں اور بند وغیرہ بنائے جن بادشاہوں نے اس کے متعلق کوششیں کی ہیں ان میں یہ بارہواں سلسلہ شاہی اور اُس میں بھی مینہا سویم (Amennemhat) خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

شہرِ منفس کے جنوب میں چند فرسنگ کے فاصلہ پر ایک قدرتی جھیل ہے اب بکرہ القرو

کہتے ہیں۔ پُرلے زمانہ میں یہ بہت بڑی تھی۔

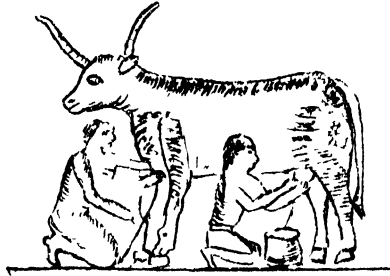
بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے بعض آثار وہاں ایسے پائے جاتے ہیں جن سے یونانی موزخوں نے خیال کیا کہ اسے سلاطین مصر ہی میں سے کسی نے بنایا ہے تاکہ جب نیل میں طغیانی آئے تو یہ لبریز ہو جائے اور خشک سالی میں پانی کی دقت نہ ہو۔

بعض لوگ اس کی تعمیر کو آئینہاٹ سویم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ہیرڈوٹس یونان مشہور مورخ و سیاح جس نے پانچویں صدی قبل میلاد میں مصر کی سیاحت کی ہر مریں نامی بادشاہ کو اس تعمیر کا بانی جانتا ہے غرض کہ یہ جھیل قدیم زمانہ میں مریں (Maris) کے نام سے مشہور تھی اور مصر کے خاص آثار میں شمار کی جاتی ہے۔

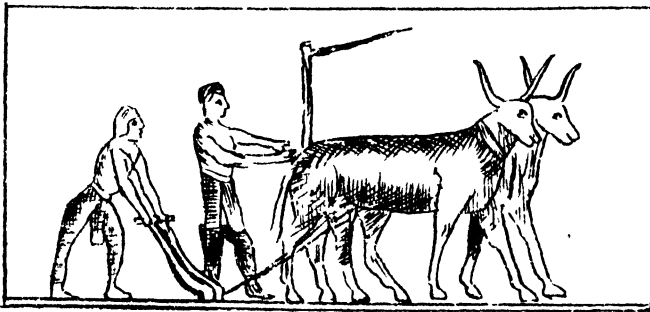
لابیرنٹ۔ یونانیوں کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مریں کے مشرق میں ایک معبد تھا جس کی لمبائی دو سو میٹر اور چوڑائی ایک سو ستر میٹر تھی اور اسے لابیرنٹ (Labyrinth) کہتے تھے اُس معبد کا دروازہ جھیل کی طرف تھا جس پر سفیدی کی وجہ سے مرم کا شبہ ہوتا تھا جو شخص اس معبد میں داخل ہوتا تھا اُسے پہلے بہت سے تاریک اور چھوٹے چھوٹے تاریک کمرے ملتے تھے جو سب مرتب تھے۔ اور اُن کی چھت پتھر کی ایک ریل سے بنائی گئی تھی۔ اُن سب میں باہم ایک دالان کے ذریعہ سے راستہ تھا۔ اُسی تحریر کے مطابق یہ کمرے تین ہزار تھے اور جو اجنبی شخص اُس معبد میں چلا جاتا تھا وہ بغیر کسی واقف کار شخص کی رہبری کے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ ان کمروں میں قدیم مصریوں کے معبودوں اور بادشاہوں کے مجسمے اور بہت سی متبرک چیزیں رکھی رہتی تھیں تاکہ وہ دھوپ، گرد و غبار اور حرارت سے محفوظ رہیں۔ لیکن لابیرنٹ کے متعلق یونانیوں کا یہ بیان صحیح نہیں ہے کیونکہ زمانہ حال کے محققین نے معلوم کیا ہے کہ یہ معبد آئینہاٹ سویم نے اپنے مقبرہ کے متصل بنوایا تھا اور اُس کا مقبرہ بھی دوسرے بادشاہوں کے مقبروں کی طرح ہرم کی شکل میں تھا۔

ہیرڈوٹس مورخ (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) کہتا ہے کہ اگرچہ اہرام حبشہ میں نے

نے تھے اس سے زیادہ دیکھے۔ لیکن لائبرٹ کی داستان اُس سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔
 باہریوں سلسلہ کے بادشاہوں | سلاطین مصر کے بارہویں سلسلہ نے میلاد مسیح
 کے زمانہ میں مصر یوں طرزِ معاشر | سے دو ہزار پانچ سو برس قبل تک حکومت کی ہے گویا
 آج سے چار ہزار پانچ سو برس پہلے ملک مصر میں ان
 کی حکومت تھی۔ اور اس وقت مصر کے لوگ متہذبن تھے۔ اُس زمانہ کے مقبرے جو کھوئے
 گئے ہیں ان کی درود یوار پر ایسے نقش بنے ہیں جو حیرت و تعجب میں ڈالتے ہیں۔ مثلاً
 دیہاتی آدمیوں کی تصویریں جن میں سے بعض گائے کا دودھ دہ رہے ہیں۔



مصر کے دیہاتیوں کا گائے دہنا
 بعض کاشت کے بیلوں کو ہانک رہے ہیں



مصر کے دیہاتیوں کا کھیت جو تنہا

بعض بیج بوریسے ہیں بعض گیہوں کاٹ رہے ہیں اور کھلیاں لگا رہے ہیں۔



مصر کے دیہاتیوں کا فصل کاٹنا

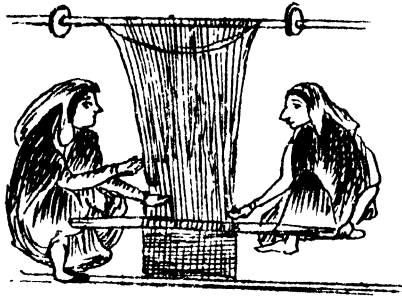
کچھ لوگ کاٹے ہوئے غلے پر بیوں کو چلا کر: انہ غلہ اڑھے ہیں۔ بعض غلہ توٹنے اور اُس کی پھردوں پر بار کرنے اور کشتیوں میں لادنے کا کام کر رہے ہیں۔ بعض آدمیوں کی تصویریں اس طرح بنی ہیں کہ وہ انگوڑے پختے اور اُن کے دانے صاف کر کے پھوڑتے جاتے ہیں اور شراب کو گھڑوں میں بھر کر سرداب میں لجا کر وہاں رکھتے جاتے ہیں۔

بعض تصویروں میں سنگ تراش پتھروں کو تراش رہے ہیں۔



مصر کے کاریگروں کی معماری

شیشہ گر بوتلیں بنا رہے ہیں۔ گھار مٹی کے برتن بنا کر آدھ لگا رہے ہیں۔ موچی تاجر اور کپڑا بننے والی عورتیں اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں۔



مصری عورتوں کا چٹے بننا

سرکاری آدمی ہاتھوں میں ڈنڈے لیے کاریگروں پر مسلط ہیں اور اُن سے کام لے رہے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو دیواروں پر نقش ہیں۔ ان کے علاوہ ایک کتاب ہاتھ لگی ہو جو ایک منشی نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے لیے لکھی ہے وہ اُس میں کاریگروں کی تکلیفوں کا ذکر کرتا ہے اور لکھتا ہے :-

مے فرزندیں تیرے لیے چند پیشوں کی حالت بیان کرتا ہوں تاکہ تجھ کو معلوم ہو کہ ان میں کیا تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اور کن کن دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ معماروں کو دیکھ کہ فنِ تعمیر میں کیسی مصیبتیں جھیلتے ہیں اور کس طرح دیواروں پر چڑھتے ہیں۔ اُن کے ہاتھ کیسے سخت ہو جاتے، اُن کے کپڑے کتدر پُرانے اور پٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن بھر میں ایک مرتبہ اپنی کمرسیدھی کر سکتے ہیں اور اس طرح مشقت سے جو ردی کماتے ہیں اُس سے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ کپڑا بننے والی عورتیں ان سے زیادہ بد قسمت ہیں۔ اُن کے گھٹنے ہمیشہ پیٹ سے لگے رہتے ہیں۔ اور سانس لینے کے لیے صاف ہوا سے محروم رہتی ہیں انھیں روزانہ اپنے قرارداد کے مطابق کپڑے کی ایک خاص مقدار تیار کرنی پڑتی ہے اگر کسی دن اُس مقدار میں کپڑا تیار نہ کر سکیں تو اُن کو سزا

دی جاتی ہو۔ رنگریزوں کے ہاتھوں میں پھیلیوں کی ایسی بُوائی ہوئی کہ ان کی آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں مگر وہ اپنے کام کو نہیں چھوڑ سکتے۔

جس منشی نے یہ سب باتیں لکھی ہیں اُس نے صرف منشی گری کو پسند کیا ہی جس کے ذریعہ سے اُس نے شاہی ملازمت حاصل کی ہر وہ اپنے لڑکے کو اس پیشہ کا شوق دلانے کی غرض سے کہتا ہے:-

مے میرے بیٹے میں نے جس قدر پیشے اور دستکاریاں دیکھیں اُن میں سے کوئی کام منشی گری سے بہتر نہیں ہے۔ جو شخص بچپن سے اس میں مشغول ہو جاتا ہے وہ بہت عزت اور بڑا عمدہ حاصل کرتا ہے۔

طب کے بادشاہوں کی طاقت پانسو برس سلطنت کرنے کے بعد رفتہ رفتہ گھٹنی شروع ہوئی۔ چودھویں سلسلہ میں اتنی بھی قوت نہ رہی کہ وہ اپنی حکومت کی حفاظت کر سکتا۔ قبائل سیکس۔ اُن جنگلوں میں جو ملک مصر کو شام سے جدا کرتے ہیں چند قبیلے (گروہ) رہتے تھے۔ جو جانوروں کے گلے چراتے تھے اور اسی پر اُن کی بسر اوقات تھی۔ یہ قبیلے بڑے جنگجو تھے اور کبھی گھر نہیں بناتے تھے۔ اُن کی زندگی خمیوں اور چھولہاریوں میں بسر ہوتی تھی۔ وہ جس جگہ جانوروں کے کھانے کے قابل لگائے پاتے وہاں اپنے اونٹوں اور بکریوں کے گلوں کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ جب وہاں چارہ ختم ہو جاتا تو آگے بڑھ جاتے اور کسی دوسرے مرغزار کو تلاش کرتے۔ عرب کے بدادب بھی اسی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

چودھویں سلسلہ کے آخر بادشاہوں کے زمانہ میں ان قبیلوں میں سے بعض جمع ہو کر ناکائے سویز سے گزرے اور انھوں نے ملک مصر پر حملہ کیا۔ ملک کو تاراج کیا شہر کو جلا دیا آدمیوں کو قتل کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور تمام ڈیلٹا پر متصرف ہو گئے۔ اور اپنے گروہ میں سے ایک شخص کو جس کا نام سالاتیس (Salatis) تھا باڈا

مقرر کر لیا۔ سالاتیس نے شہر منفس کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ اور اس خوف سے کہ کوئی دہرا قبیلہ ملک مصر پر تاخت نہ کرے خاکنائے سویز کے قریب شہر اواریس (Avaris) کی جگہ پر ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کیا جس میں دو لاکھ چالیس ہزار سپاہی رہ سکتے تھے۔ اس نئے بادشاہ کا لشکر ہمیں رہتا تھا اور خود سالاتیس بھی ہر سال یہاں آکر ان قوادد و جنگی مشق کا تماشہ دیکھتا اور ان کو تنخواہ اور انعام تقسیم کرتا۔ آخر کار اس بادشاہ کے جانشینوں نے اس فوج کی مدد سے تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔

مصر کے لوگ ان اجنبی بادشاہوں کو ہیکس (Hyksos) یعنی چوریا ڈاکو کہتے تھے۔ بادشاہوں کے اس طبقہ سے مصر کے لوگ ہمیشہ بیزار رہے اور ان کو عمون، ابنس، جذامی، طاعونی وغیرہ کہتے تھے۔

سلاطین ہیکس کا زمانہ سلطنت دو سو سال تک رہا۔ زراعتہ قدیم کی طرح یہ بادشاہ بھی مصری اہلکاروں اور منشیوں کے ذریعہ سے سلطنت کرتے اور معابد اور عمارتیں بناتے تھے۔ لیکن اپنے اصلی وطن سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی سلطنت کے زمانہ میں بہت لوگ ایشیا سے مصر میں گئے منجملہ ان کے حضرت یعقوب علیہ السلام پیغمبر بھی تھے جو اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعہ سے مصر میں تشریف لائے تھے۔

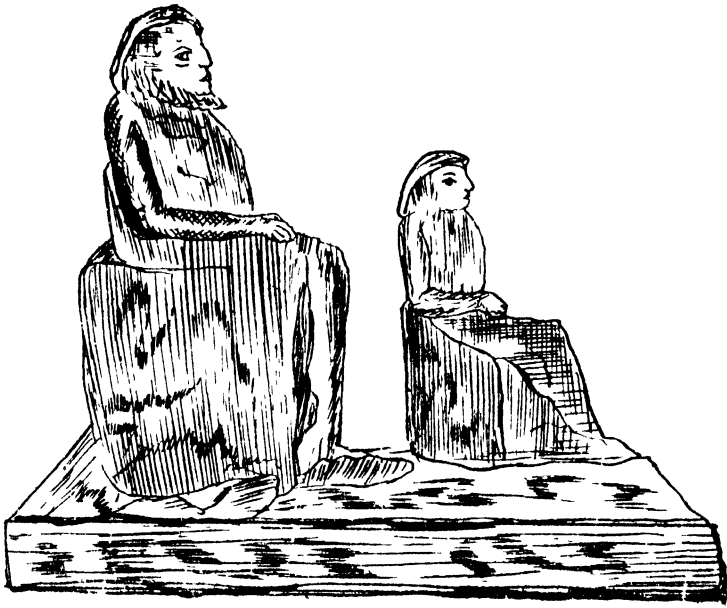
طب کی نئی سلطنت - شہر طب میں مصر کے جو اصلی شہزادے رہتے تھے انھوں نے دسویں صدی تک سلاطین ہیکس کی اطاعت کی لیکن آخر کار علم بغاوت بلند کیا اور سو برس تک کشت و خون کے بعد اپنے اسلاف کی سلطنت کو غیروں کے پنجہ سے چھڑایا۔ باوجود اس کے بعض شاہزادگان ہیکس تھے جو رودیل اور گنل کے درمیان ڈلٹا کے مشرق میں ٹہر گئے تھے وہ انھیں حدود میں رہے اور مصر کے لوگوں نے بھی کچھ مزاحمت نہ کی تاہم ان کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرتے تھے اور انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے لئے قلعہ او شہر بنائیں۔

شاہانِ طبِ سپاہی اور مزدور بہت رکھتے تھے اور اُن سے لڑائیوں اور تعمیرات میں کام لیتے تھے۔ ان بادشاہوں میں سے طوطس اول (Thoutmis) اپنی تمام فوج کے ساتھ کئی ملک شام پر قبضہ کرتا ہوا دریائے فرات کے کنارے تک جا پہنچا۔ اور اس غرض سے کہ اسی کا نام باقی رہے اُس نے وہاں کتبے ترتیب دیے۔ مسر کا لشکر اُس وقت تک مصر سے آئی دُور کبھی نہ آیا تھا۔

طوطس کے جانشینوں نے اکثر لشکر کشی کی اور شاہانِ سوریا (ملک شام) کو بار بار مغلوب کیا۔ شامی ہر بار شکست کھا کر طبع ہو جاتے تھے اور خراج دینے کا اقرار کر لیتے تھے لیکن جب مصری لشکر واپس جاتا تھا اور وہ دیکھتے تھے کہ اب مصر واپس دوسرے کام میں مشغول ہیں تو پھر عبادت اور سرکشی کرنے لگتے تھے۔ مجبوراً مصری حکومت کو پھر لشکر کشی کرنی پڑتی تھی۔ اس بنا پر جانشینانِ طوطس کی اہم فوج کشیاں تو شمال مشرق ہی کی جانب ہوتی ہیں۔ مگر جنوب کی طرف سودانیوں اور مغرب کی طرف صحرائے افریقہ کے قبائل کا زور توڑنے کے لیے بھی انہوں نے وقتاً فوقتاً اپنی فوجوں کو حرکت دی ہو۔

اٹھارھویں سلسلہ کے فراغ میں طوطس سیوم نہایت مقتدر بادشاہ تھا وہ بھی اہل سوریا سے لڑا۔ اُس کی لشکر کشی تاخت و تاراج قتل و غارت کی تفصیل اور وہ نتیجہ جو اُس نے وہاں سے حاصل کیس اُن سب کا حال بعض تصاویر سے معلوم ہوتا ہے جو اُس نے اپنے تعمیر کردہ محلات کی دیواروں پر منقوش کرائی ہیں۔

مجسمہ ممنن۔ اٹھارھویں سلسلہ کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ آمنوفیس سیوم (Amenophis) نامی تھا۔ اُس کے پاس دو بڑے مجسمے تھے ہر ایک پورے پتھر سے تراشا گیا تھا مگر اُن میں سے ایک مجسمہ زلزلے سے خراب ہو گیا۔ یعنی تھوڑا سا ٹوٹ کر گر گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہر روز صبح کو طلوع آفتاب کے وقت اُس مجسمہ سے ایک آواز سنی جاتی تھی جو تاجپنگ کی آواز سے مشابہ تھی۔



شہر طب میں منن کا مجسمہ

مصری کہتے تھے کہ وہ مجسمہ آواز دیتا ہے یونانیوں کا خیال تھا کہ مجسمہ منن (Memnon) دیوتا کا ہے جو اُور (Aurore) یعنی سفیدہ سحری کا لڑکا ہے۔ لڑکا ہر روز اپنی ماں کی آمد کے لیے ان آوازوں میں سچ و تھیل کرتا ہے۔ ہادرین (Hadrien) قیصر روم نے جیسا واقعہ کو سنا تو اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ مصر کا سفر کیا تاکہ خود اس مجسمہ کی آواز سنے۔

لیکن ایک اور قیصر کو جس کا نام سپٹیم سور (Septime) تھا خیال آیا کہ مجسمہ کی مرمت کرادی جائے اور زلزلہ سے پہلے وہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دیا جائے چنانچہ اُس کی مرمت کر دی گئی۔ اُس وقت سے وہ آواز خود بخود موقوف ہو گئی۔ عقلمندوں نے اس آواز کی یہ وجہ ظاہر کی ہے کہ اُس مجسمہ کے پتھر میں جو سنگ پڑ گیا

تھا اُس میں شہنم داخل ہوتی تھی اور وہ آفتاب کی اولیں شعاعوں سے بخار بن کر جی اُس
شگاف میں سے نکلتی تھی تو اُس مجھے سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی۔ حرمت ہونے سے
جب شگاف نہ رہا تو وہ آواز بھی بند ہو گئی۔

انیسواں سلسلہ اس سلسلہ میں دو بادشاہ بہت مشہور ہیں۔ کیونکہ انہوں
نے بہت فتوحات حاصل کیں۔ ایک کانام سستی اول (Sati) اور دوسرے
کانام رامس ثانی (Ramsis) ہے۔



رامس ثانی کا مجسمہ

سستی نے کئی بار سوریرہ پر لشکر کشی کی لیکن شاہان شمال یعنی شام نسبتاً پیلے
سے زیادہ قوی ہو گئے تھے اس لیے سستی کو اُن سے صلح کر لینا پڑی مگر اُس نے جنوب
کی طرف نوبہ کے تمام حبشی قبائل کو مُطیع کر لیا۔ اور اُن میں سے بہت لوگوں کو قید

ر کے مصر میں آیا سستی اول نے طب کے ایک معبد کی دیوار پر دو موقعوں کی تصویر بنوائی
 نہیں اُن میں سے ایک میں اُس کی تصویر زبردست تدبیر سے ساتھ بنائی تھی جس کے
 بچے میں نو قیدی گرفتار تھے۔ اور اُس تصویر کے نیچے اُن قبیلوں کے نام تحریر سنگ جن کو سستی
 نے مغلوب کیا تھا نیز یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

یہ اُن جنوبی اور شمالی قبیلوں کے ناموں کی فہرست ہے جن کو مقدس القابی نے زیر

کیا اور جن قیدیوں کو وہ معبد امن میں لایا یہ وہ شمارے باہر ہیں۔

سستی کا لڑکار اُس دیم سز سٹریس *Sesostris* کے نام سے
 شہور ہے اُس کا یہ نام یونانیوں نے رکھا ہے۔



اُس دیم کی یونانی نشانی

اس بادشاہ نے اپنے باپ کی زندگی میں اُس کے اتفاق سے سلطنت کا کام ہاتھ میں لیا۔ اور جبستی ضعیف ہو کر خانہ نشین ہو گیا تو سرسٹریس نے سلطنت کا کام تنہا اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور سب سے پہلے اُن جنگجو لوگوں کو جو براہ بحر ایشیائے کوچک سے اُکر مصر کے مغربی حصہ پر حملہ آور ہوئے تھے دفع کیا۔

یہ حملہ آور اگرچہ گوری قوم کے تھے مگر اپنے بدن پر طرح طرح کے نقش و نگار بناتے تھے۔ وہ دھات کا بنا ہوا خود اپنے سر پر رکھتے تھے۔ یا کسی درندے کی کھوپری ٹوپی کی جگہ استعمال کرتے تھے اور اُس درندے کی کھال بھی شانوں سے لٹکی رہتی تھی۔ مسس نے اُن کو مطیع و مغلوب کر کے اپنی خدمت میں رکھا اُس کے بعد حبش کے قبیلوں پر حملہ کیا اور اُن سے آبنوس کی لکڑی سونا اور ہاتھی دانت بطور خرچ کے وصول کیا۔

جب رامسس دوم تخت سلطنت پر بیٹھا تو اُس نے شاہانِ شام سے بھی لڑائی شروع کی اور اُن پر فتح حاصل کر کے اُن سے صلح کر لی پھر اُن سے ربط و اتحاد بڑھایا اور اس لڑائی کی تفصیل چار معبدوں کی دیواروں پر بطور کتبے کے تحریر کرائی اور پینٹارور (Pintarur) نام ایک انشا پرداز نے اس فتح کے متعلق مصری زبان میں چند اشعار کہے۔

اس شان و شوکت کے ساتھ رامسس کبیر نے چھیا لئیس سال سلطنت کی اور اُس زمانہ کو بکثرت معابد و مکانات بنانے میں صرف کیا۔ ایک حد تک یہ کہنا بجا ہو کہ مصر میں کوئی ایسا شہر نہیں جس میں اس بادشاہ کی بنائی ہوئی کوئی عمارت نہ ہو۔ لیکن بعض عالمانہ میں معماروں نے قدیم رامسس کا نام مٹا کر اُس جگہ اس نامور بادشاہ کا نام تحریر کر دیا ہے۔ رامسس کبیر ہی کے حکم سے مصر سفلی کے نہروں کی صفائی کی گئی۔ اور قلعوں و شہر پناہوں کی مرمت ہوئی اور اُن کو مضبوط بنایا گیا تاکہ شہر کھنٹی ڈاکوؤں سے محفوظ رہیں نیز کئی شہر سرحدوں پر آباد کئے۔

مورخین یونان کہتے ہیں کہ سنزسٹریس یعنی رامس دویم نے ۶ لاکھ پیادوں اور پچیس ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کر کے ایتوپیا کو لے لیا۔ اُس کے بعد تمام شام ایران بلکہ ہندوستان تک کو اپنے قبضہ میں لا کر بحرِ خضر کے جنگلوں اور بحرِ اسود کے کناروں سے گذرتا ہوا واپس ہوا۔ اور نو برس کے بعد مصر واپس آا۔ اس سفر کے زمانہ میں بہت سے عجیب ایشیا میں بنائے اور نقشوں اور کتبوں کے ذریعہ سے اپنا نام باقی چھوڑا۔ لیکن یہ بیان ایک ایسی حکایت ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

رامس طب کے قریب دفن کیا گیا۔ اُس کا مقبرہ بھی مل گیا ہے۔ اور اُس کا بدن مومیا کی شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ جو اب تک قاہرہ کے میوزیم میں موجود ہے۔ رامس دویم کے بعد اُس کا بیٹا مینفتاہ (Minephthah) تخت نشین ہوا۔ اُس کے زمانہ میں ملک مصر پھر سردی لوگوں کی دست اندازی کا نشانہ ہوا یعنی جنگجو قبیلوں کا ایک لشکر جو دراصل ایشیائے کوچک کے رہنے والے تھے اور مصری اُن کو دریائے مالک کے قبیلے کہتے تھے سمندر کی راہ سے کشتیوں پر آکر مصر کے مغرب کی طرف آئرا اور شاہ لیبی (Libye) کے لشکر کے ساتھ مل کر (جس کا ملک مغربی مصر سے ملتی تھا) ڈیلٹا پر حملہ آور ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ مصری فوج جمع ہو ڈیلٹا پر قبضہ کر لیا۔ مینفتاہ نے مصر و شام سے لشکر جمع کر کے پھر اُن حملہ آوروں کے دفع کرنے کو بھیجا جس نے دشمن پر فتح پائی شاہ لیبی اور اُس کے ہمراہی بھاگ گئے اور ملک مصر محفوظ ہو گیا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی معیت میں بنی اسرائیل کا اخراج مصر سے اسی مینفتاہ کے زمانہ میں واقع ہوا ہے۔ اگر اس فرعون کے زمانہ میں نہیں ہوا تو اُس انقلاب کے وقت ہوا جو اس بادشاہ کے بعد ملک مصر میں پیدا ہوا تھا۔ بہر حال وہ وقت اس کے زمانہ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ اور اس کا جسم مومیا کی شکل میں بھی اس زمانہ میں مل گیا

ہی اور موجود ہی۔

انیسویں سلسلہ کے آخری بادشاہ اپنے اقتدار کی بھی حفاظت نہ کر سکتے تھے اور
سے حکام صوبجات نے اُن کی اطاعت سے پہلو تہی کی بلکہ بعض نے خود مختاری کا اعلان
بھی کر دیا۔ مصر سفلی میں باہر کے لوگ بہت تھے بعض صحرائی قبیلوں کی نسل سے تھے جو
پہلے قوم سکس کے ساتھ آئے تھے اور بعض وہ جنگی قیدی تھے جن کو سی اور راسگن
کر کے لائے تھے اور عمارت وغیرہ بنانے پر مامور تھے۔ ان اجنبی لوگوں نے سریشی
کی جس کی بدولت مصر میں کئی سال تک پریشانی رہی۔ آخر ایک جدید سلسلہ تحت سلطنت
کے حصول میں کامیاب ہو گیا۔ یہ زمانہ حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تیرہ سو برس پہلے تھا

تیسری فصل

شاہان مصر کے آخری سلسلے

میسواں سلسلہ اور تیسرا اس شاہان مصر کا نیا سلسلہ جو شمار کے لحاظ سے
میسواں سلسلہ ہی اُس نے حکومت مصر کو دوبارہ مستحکم کیا۔ اس سلسلہ کے دوسرے بادشا
نے طب سے اٹھ کر باہر کے آدمیوں کو ڈیٹا سے باہر نکال دیا۔ اور تمام ملک اور اُس کے
گرد و نواح پر شاہانہ قبضہ کر لیا۔ معابد اور آداب مذہبی کو پھر پہلے کی طرح جاری کیا۔
یہ بادشاہ جس کا نام راس سیوم تھا مصر کا آخری مشہور بادشاہ ہوا ہی اس نے
۲۲ سال سلطنت کی اور ہمیشہ اس کی یہ کوشش رہی کہ راس دوم کی ایسی شان و شو
حاصل کرے۔

مشرق کی طرف سے جنگی ڈاکوؤں نے اور مغرب کی طرف سے اہالی لیبی نے ملک مصر پر حملہ کیا تھا اُن کو اُس نے شکست دے کر حدودِ مصر سے باہر نکال دیا۔
 اُس کے بعد نئے سرے سے قبائلِ بحری نے پھر دستِ اندازی شروع کی۔ اس مرتبہ وہ سیدے مشرق سے آئے بعض کشتیوں پر اور بعض خشکی سے خاکنائے سویز سے گزرتے ہوئے پوزے کے قریب قلعہ بُجِ راس کی دیواروں کے نیچے پہنچے خشکی اور دریا کے دونوں طرف سے حملہ آور ہوئے لیکن شکست کھائی۔ بعض واپس چلے گئے اور بعض نے شاہِ مصر کی حدت و اطاعت قبول کر لی۔ اور اُن سے مزدوروں کی ایک جماعت بنائی گئی جو اپنے قومی لباس اور شعار کے ساتھ مسلح رہتی تھی۔

سرحدوں پر امن و امان قائم کرنے کے لئے بارہ برس تک لڑائیوں کے سلسلے جاری رہے اُس کے بعد راسِ سیوم بھی گزشتہ بادشاہوں کی طرح شہرِ طِب میں مباد و غیرہ بنانے میں مصروف ہوا اور ہر معبد کی دیواروں کو متعدد نقوش اور کتبوں سے آراستہ کیا۔ یہ نقش و نگار اور کتبے اُس کی فتوحات کی داستان بیان کرتے تھے۔
 راس نے ایک معبد میں اپنے لئے ایک مکان بنوایا اُس مکان میں ہنجلہ اور تصویر کشا ایک ایسا موقع ہی جس میں وہ بذاتِ خود اپنی بیویوں کے ساتھ شطرنج کھیلنے میں مصروف ہی۔
 راس نے کشتیوں کا ایک دستہ بحراِ احمر کے راستہ سے عرب کے ساحلوں کی طرف بھیجا وہ کشتیاں بہت سے عطریات لے کر واپس آئیں اور اُن اطراف کے بادشاہوں کے اٹھائی اُن کشتیوں میں شاہِ مصر کے دربار میں آئے اور قیمتی اشیاء اور تحفے بطورِ نذر پیش کیے۔

راس نے ایک بہت بڑا خزانہ سونے چاندی اور جواہرات کا معبدِ امن میں رکھا ہیرڈوٹس یونانی مورخ نے اُس خزانہ کے متعلق مصریوں سے عجیب عجیب حکایتیں سنی اور نقل کی ہیں۔

شاہانِ مصر کا بیواں سلسلہ راس دوازدہم پر ختم ہوتا ہے جو اسی راس کے نسل سے تھا۔ اسی سلسلہ کے زمانہ سلطنت میں علاوہ فرعون وقت کے ایک اور شخص نے بھی بڑا اقتدار پیدا کیا تفصیل اس کی یہ ہے کہ مصری پہلے مشرک تھے اور بہت دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے اُس سلطنت کے شہروں میں سے ہر شہر کا لفظ ایک خاص دیوتا یا چند خاص دیوتاؤں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ شہر طب کے لوگ اپنے مخصوص دیوتا پہن کتے تھے۔ جب شہر طب ملک مصر کا پایہ تخت ہو گیا تو اُس نے رفتہ رفتہ اور سب دیوتاؤں پر برتری حاصل کر لی اور وہ سب زیادہ مغز زمان لیا گیا۔

ہر دیوتا کا الگ ایک معبد اور چند خادم اور کاہن ہوتے تھے۔ اُس کے خدام اور کاہنوں کے رئیس نے رفتہ رفتہ احترام اور اقتدار کا ل حاصل کر لیا اور بے شمار املاک اور بے حد نقد و جنس جو اُس کے لئے وقف تھی اُس کے قبضہ میں آ گئی۔ اور وہ عظیم الشان مندر کی متعلقہ عمارت کی تولیت پر بھی قابض ہو گیا۔

راس دوازدہم کے زمانہ سلطنت میں اُس کے بڑے کاہن نے جس کا نام ہیر ہر (Hirher) تھا اپنے کو مصر علیا اور سفلی کا سب زیادہ مغز شخص اور کل فوج کا سردار اور دونوں سلطنتوں کا مالک قرار دیا۔

راس دوازدہم کے بعد اُس نے دونوں تاج اپنے سر پر کئے جن میں سے ایک سلطنت کا تاج اور دوسرا کاہنوں کی سرداری کا تاج تھا اور معبد اُس کے اول کاہن کے لقب سلطنت مصر کی حکمرانی میں مصروف ہوا۔

اکیسواں بیسواں تیسواں سلسلہ اُسی زمانہ میں ایک شخص نے جو فرعون کی نسل سے نہ تھا اپنے کو شہرتائیں میں فرعون کے لقب نامزد کیا اور تمام مصر سفلی پر قبضہ کر لیا اُس وقت مصر دو حصوں پر تقسیم ہو گیا۔ لیکن تائیں کے فرعونوں نے پھر دونوں سلطنتوں کو ایک کر کے اکیسویں سلسلہ کی بنیاد ڈالی۔ اُس وقت مصر کا پایہ تخت (دسویں صدی

قبل میلاد) طب سے پھر ڈٹیا میں تبدیل ہو گیا۔

اصیٰ بنی جنکو جو مصر میں رہ گئے تھے اور انہوں نے فرعون کی خدمت قبول کر لی تھی یہ رفتہ رفتہ مصری فوج میں جگہ لیتے اور اپنے پرانے لباس اور ٹوپی اور ہتھیار کو استعمال کر رہے یہاں تک کہ تمام مصری فوج میں یہی نظر آنے لگے فرعون وقت خاندان سلطنت کے شاہزادوں میں سے کسی ایک کو ان پر حکمراں مقرر کر دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ شاہزادے خود مختار ہو گئے اور ملک مصر قریباً میں بادشاہوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا اور کسی نے شاہزادے یا کاہن اعظم ہی کے خطاب پر قناعت کی اور اپنے شہر میں خود مختار رہے۔

بائیوسوں سلسلہ کا بھی یہی حال رہا۔ اس سلسلہ کا تہدرباؤ شاہ شہر یوپیاست (Bubaste) میں رہتا تھا۔

تیسویں سلسلہ کے بادشاہ تانیں (Tanis) میں رہتے تھے لیکن دگرزشتہ شاہی سلسلوں کی طرح بے اختیار اور بہت دشمنوں کے ساتھ ٹکٹکٹ اور خانہ جنگیوں میں مصروف رہتے تھے۔

شاہان ایتوپی (وادی نیل جو بالائی مصر میں واقع ہے اور جسے اب نوبکتے ہیں پہلے اس کو ایتوپی (Ethiopie) کہتے تھے) اس پر بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ سے فرعون کا تسلط ہوا اور بالآخر اس کا الحاق حکومت مصر سے ہو گیا۔

جب بائیوسوں سلسلہ کے بادشاہوں نے آسن کے کاہنوں کو مصر سے نکال دیا تو انہوں نے اُس ملک میں پناہ لی اور ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس سلطنت کا پایہ تخت ناپاتا (Napata) مقرر ہوا جو کوہ مقدس کے دامن میں آباد تھا۔ ناپاتا میں بھی آسن کا ایک معبد طب کے معبد کے طرز پر بنایا گیا وہی آداب و تہذیب

جو طب میں جاری تھے یہاں بھی استعمال کیے جاتے تھے۔ یہ لوگ قدیم مصری خطوط کا استعمال کرتے تھے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ غرض ہر اعتبار سے یہ حکومت مصری حکومت کے مشابہ تھی۔

شاہانِ ناپائا نے قریباً سترہ قبل میلاد میں طبِ فنج کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اس قصد میں کامیاب ہو گئے۔ پھر انھوں نے چاہا کہ تمام مصر پر قابض ہو جائیں۔ ان میں سے ایک بادشاہ جس کا نام پیانچی (*Piankhi*) تھا شکرے کر ڈیلیا میں آیا اور منض پر قبضہ کر کے تمام شاہزادوں کو مجبور کیا کہ اُس کی اطاعت قبول کریں اور اُسے تحفے اور ہدیے بھیجتے رہیں۔ لیکن اُس نے شاہِ مصر کا لقب اختیار نہیں کیا اور غنیمت میں سونا چاندی قیمتی اشیاء اور شام و عرب سے جمع کی ہوئی گراں بہا چیزیں لے کر ناپا واپس چلا آیا۔

سائیس یعنی مصرِ سفلی میں شاہانِ مصر کا چوبیسواں سلسلہ پیدا ہوا لیکن ایٹوپیا کے نئے کاہنِ بابکن (*Sabacan*) نامی نے پھر ڈیلیا کو فتح کر کے اس سلسلہ کو اپنا مطیع بنایا اور فرعون یعنی شاہِ مصر کا لقب اختیار کیا۔ اس طرح شاہانِ مصر کے پچیسویں سلسلہ کی بنیاد پڑی۔ باباکن نے معبدوں کی مرمت کرائی۔ شریکیں بنوائیں۔ نہروں کو صاف کرایا اور جن قیدیوں کے قتل کا حکم صادر ہو چکا تھا انھیں رہا کر کے ان کاموں میں لگایا۔ کہتے ہیں کہ اُس کے زمانہ میں کوئی مجرم قتل نہیں ہوا۔

اُس زمانہ میں ایشیا میں سلطنتِ آشور کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی اور وہ اپنی ہمسایہ سلطنتوں کو ہمیشہ مغلوب کرتی رہتی تھی۔ شاہانِ سوریا خاص کر شاہانِ بنی اسرائیل آشوریوں کی مدافعت کے لیے کبھی کبھی سلطنتِ مصر سے مدد کے خواہندہ رہتے تھے اور فراعنہ مصر بھی جب ان سے ہوسکتا تھا ان کی امداد سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے آشوریوں اور مصریوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ اُس زمانہ میں باباکن کا

لڑکا تباہ آشور کا بادشاہ تھا اُس نے ملک مصر پر لشکر کشی کی لیکن اُس کی فوج راستہ ہی میں تباہ ہو گئی۔

اس واقعہ کے متعلق مصر کے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ رات کو بے چوہوں نے جو دشمن کے لشکر میں گھس کر اُن کے ترکش اور کمائوں کے چلوں اور ڈھالوں کو کاٹ ڈالا صبح جب آشوری بیدار ہوئے تو اپنے کو ہتھیار کچھ تو بھاگ گئے اور بہت سے مائے گئے (دستہ قبل میلاد)۔

چند دنوں کے بعد ایٹوپنی کے دوسرے بادشاہ نے جس کا نام تباہار کا تھا (Jah-arka) مصر پر قبضہ کر لیا۔ مگر اُس کے زمانہ میں آسارہا دن (Assarhadan)۔ شاہ آشور نے مصر پر لشکر کشی کی اس کا لشکر تمام ڈیلٹا کو فتح کر کے طبع تک پہنچا اور اُس نے اپنا لقب شاہنشاہ مصر سفلی و علیا اختیار کیا۔ اور شاہانِ ایٹوپنی کا پھینچا سلسلہ مصر سے نکال دیا گیا (ششرق)۔

پسائیتک شاہزادگان ڈیلٹا میں سے ایک شاہزادے کو تمام مصر کی سلطنت مل گئی (قریب ۵۵۰ قبل میلاد) جس کا نام پسائیتک (Psamitk) تھا اور وہ چھبیسویں سلسلہ کا بانی ہوا جو شاہانِ مصر کا آخری سلسلہ ہے۔ شاہ مذکور نے مقام میں کو جو ڈیلٹا میں واقع ہے اپنا پایہ تخت بنایا۔ اُس کے ابتدائی دور کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مصر بارہ شاہزادوں میں بدرجہ مساوی بٹا ہوا تھا۔ اُن کو یہ غیبی خبر معلوم ہوئی تھی کہ ان میں سے جو شاہزادہ فتاہ دیوتا کے سامنے پیل کے برتن میں شراب پیش کرے گا وہی تمام ملک مصر کا بادشاہ ہوگا۔

ایک دن شاہزادے معبد فتاہ میں جمع ہوئے کہ رسم کے مطابق سونے کے پیالوں میں شراب بھر کر دیوتا کی نذر کریں۔ لیکن معبد کا کاہن غلطی سے گیارہ جام لایا پسائیتک نے جو سب کے بعد آیا تھا جب جام نہ دیکھا تو اپنے پیل کے خود کو اتار کر بجائے

پیارے استعمال کیا۔ اُس وقت شاہزادوں کو غیبی خبر یاد آئی۔ اور اُسے محروم کرنے کا سب سے قطعی ارادہ کر لیا۔ اس لیے پامیتک کو اُس علاقہ کی طرف بھیج دیا جہاں جھیل کثرت سے ہیں اور حکم دیا کہ مصر سے اس کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ پامیتک نے ہاتھ نہیں دیا۔ دریافت کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ جواب ملا کہ پتیل کے آدمی دریا سے باہر آکر بدلیں گے۔ لیکن یہ بات پامیتک کے سمجھ میں نہ آئی۔

ایک روز ایشیا کو چک کے اضلاع یونی (Yonie) اور کاری (Ca-rie) کے دریائی ڈاکو بوجہ طوفان کے مصر کے کنارے پر آ گئے۔ وہ پتیل کے جوشن پہن ہوئے تھے۔ ایک مصری نے انہیں دیکھا۔ چونکہ ایسے ہتیاروں سے مسلح لوگ اُس کی نظر سے نہیں گزرے تھے اس لیے اُس نے پامیتک کے پاس جا کر کہا کہ ”دریا سے پتیل کے آدمی باہر آئے ہیں اور ملک کو ٹھانپا جاتے ہیں پامیتک کو معلوم ہوا کہ اس غیبی خبر کے صحیح ہونے کا وقت آگیا ہے۔“ اس نے اُن ڈاکوؤں کو بلا کر دلی دہی کی اور خاطر مدارات کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور اُن کی مدد سے جنگ کر کے سب شاہزادوں کو ہاتھ سے سلطنت مصر لے لی اور خود مصر کا بادشاہ ہو گیا۔ پھر اس خدمت کے صلہ میں پامیتک نے اُن ڈاکوؤں کو زمینیں اور جاگیریں دیں انہوں نے پامیتک کے حکم سے دریائے نیل کے کنارے پردہانہ پلوز کے قریب اپنے مکان بنائے اور وہاں رہنا اختیار کیا۔ اُن میں سے بعض ایشیائی یونانی تھے جو پہلے پہل مصر میں آئے تھے اور یہ پہلا موقع تھا کہ مصریوں نے یونانیوں کو مصر میں رہنے کی اجازت دی۔ اس کے بعد اور بھی یونانی آئے اور رفتہ رفتہ دہانہ نیل پر اُن کی پوری جماعت ہو گئی۔

بادشاہ نے مصری لڑکوں کو اُن کے سپرد کیا کہ یونانی زبان سکھائیں لیکن مصری لوگ ان جنابیوں سے نفرت کرتے اور انہیں نجس و ناپاک سمجھتے تھے۔ اُن کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ کھانا پکانے کے وہ برتن جو یونانی اپنے کام میں لاتے تھے۔

مصری ان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔

پسائیٹک نے ایونی اور کاری کے جنگجوؤں کو اپنا قراول کا دستہ قرار دیکر ان کی
نخواہوں میں بیش قرار اضافہ کر دیا اور ان کو اپنے لشکر کے نیمہ میں عزت کے ساتھ
دی۔ قدیم مصری سپاہی اس جماعت پر رشک کرنے لگے۔ چونکہ تین سال تک ان کے
ساتھ اسی طرح بے پردائی برتی گئی سب کبیدہ خاطر ہوئے اور متفق ہو کر سب شاہی ملاز
ترک کر دی اور ملک ایتوپی کی راہ لی۔

پسائیٹک کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے مصری سپاہیوں کا تعاقب کر کے مصر
جایا اور ان سے خواہش کی کہ واپس چلے آئیں لیکن اپنے رنج و کبیدگی کی وجہ سے
انہوں نے منظور نہ کیا اور شاہ ایتوپی کے سلسلہ ملازمت میں داخل ہو گئے۔ آخر شاہ
مصر نے ایشیائی جنگجوؤں سے اپنا لشکر مرتب کیا۔

نخاؤ۔ پسائیٹک نے چوٹ برس سلطنت کی اُس نے سرحدوں کو مستحکم کیا۔
دلایات نوبہ اور شام کا کچھ حصہ نے سر سے فتح کیا۔ سرکوں نہروں اور معبدوں کی
مرمت کرائی رعایا کو آرام پہنچایا اور ملک کو آباد و سرسبز کیا۔

نخاؤ نے جو پسائیٹک کے جانشینوں میں سے تھا بحری امور کی طرف خاص توجہ
کی۔ چونکہ یونانی نسبتہ مصریوں سے جہاز رانی میں زیان ماہر تھے اس لیے اس بادشاہ
نے یونانی مہندسین (ابخیروں) کو حکم دیا کہ اُس کے لیے یونانی طرز کی جنگی کشتیاں بنائیں
جن کو ملاحوں کے تین دستے چلایا کریں۔

قدیم زمانہ میں بحیرہ روم (Mediterranean) اور بحر احمر کے دریا
ایک نہر تھی جس پر میسوپس سلسلہ کے بادشاہوں نے کچھ غور نہیں کیا اور اب وہ نہر
سے دب کر معدوم ہو گئی تھی۔ نخاؤ نے چاہا کہ پھر اسے صاف کر لے اور نئے سرے
سے اُس کی مرمت کرے یہ نہر دریائے نیل سے ذرا اوپر بوباست سے شروع ہو کر اُس

سلسلہ کوہ کے برابر گزرتی تھی جو کوہ عربستان کے نام سے مشہور ہے اور بحر احمر تک پہنچتی تھی۔ یہ نہر ممالک مشرق و مغرب کے مابین تجارت اور سفر کی سہولت کا ذریعہ تھی۔ نخلوں نے چاہا کہ اُس کا عرض اتنا زیادہ کر دیا جائے کہ دو کشتیاں برابر چلی سکیں۔ لیکن اس کام میں بہت سے مزدور ہلاک ہوئے (تخمیناً ایک لاکھ بیس ہزار)۔ مغموراً پادشاہ نے اس خیال کو ترک کر دیا۔

اس کے بعد نخلو بعض جدید اکتشافات کی طرف مائل ہوا اور فنیقیہ کے بحری ریکرو کی ایک جماعت کو بحر احمر میں بھیجا اور حکم دیا کہ وہ ساحل افریقہ کے گرد چکر لگائیں اور بحر روم کے راستہ سے واپس آئیں۔ ان فنیقیوں نے ساحل افریقہ کے گرد تین سال تک کشتی رانی کی لیکن چونکہ اُن کی کشتیاں چھوٹی تھیں اور اُن پر سامان خورد و نوش کافی نہ رکھ سکتے تھے اس لیے غلہ کی فصل کے وقت وہ ساحلوں پر ٹھہرتے اور وہاں گیسوں کی کاشت کرتے تھے۔ جب فصل تیار ہو کر غلہ حاصل ہو جاتا تب آگے بڑھتے تھے۔ آخر کار یہ لوگ تیس سال کے بعد جبل طارق کے رستے سے واپس آئے۔ اس سفر میں اُن کو معلوم ہوا کہ جاتے وقت آفتاب اُن کے بائیں ہاتھ کی جانب تھا اور واپسی میں دائیں ہاتھ کی طرف مصری کاہنوں نے اس حکایت کو میر ڈوٹس سے بیان کیا گیا مگر اُسے یقین نہ آیا تاہم خیال ہوتا ہے کہ حقیقت میں فنیقیوں نے افریقہ کے دور کا پورا چکر لگایا ہے ورنہ آفتاب کی تبدیل وضع کی طرف اُن کا خیال نہ جاتا۔

آپریس اور آماریس نخلو کے بعد اُس کا لڑکا اُس کا جانشین ہوا اُس نے چھ سال سلطنت کی اُس کے بعد آپریس (Aperis) بادشاہ ہوا جو اُس کا نواسہ تھا اور پچیس سال سلطنت کی اُس کی حکومت کی تفصیل یہ ہے کہ آپریس نے ایک مصری فوجیران (Cyrene) کے یونانیوں پر جس سے غالباً ولایت برقدہ و طرابلس مراد ہے روانہ کی وہ فوج شکست کھا کر واپس آئی اور ان بجائے ہوئے سپاہیوں نے

یہ خیال کر کے کہ بادشاہ نے ہیں اس خیال سے کہ ہم مارے جائیں عدا اس جنگ میں بھیجا تھا بغاوت شروع کی اُس وقت بادشاہ مصر کے دربار میں ایک شخص آمازیس (Amasis) نامی تھا جسے مصری زبان میں آہمس (Ahmes) کہتے ہیں۔ یہ شخص ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے سرداری کے مرتبہ تک پہنچا تھا اور اپنی ہوشیاری اور ریاست کے سبب نامور ہو گیا تھا۔ آپریس نے اُسے باغیوں کے پاس بھیجا کہ وہ اُن کی دجوئی کرے انہیں بغاوت سے باز رکھے۔ آمازیس اُس لشکر سے باتیں کرنے میں مشغول تھا کہ ایک شخص نے پیچھے سے اُکرا اُس کے سر پر خود رکھ دیا اور اُسے بادشاہ کہا۔ تمام اہل لشکر نے اِس پر تختیں کاغذ بند کیا۔ آمازیس اِن ب کو لے کر آپریس کی طرف چلا۔ بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو حکم دیا کہ آمازیس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لا۔

وہ شخص گیا اور آمازیس سے ملاقات کی۔ آمازیس نے کہا کہ میں اس طریقہ سے سبک رام کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔ جب وہ سردار یہ سن کر دایک گیا اور بادشاہ سے واقعہ بیان کیا تو آپریس نے خفا ہو کر اُس کے ناک کان کٹوا ڈالے۔ اِس واقعہ سے دوسرے مصری لوگ بھی براخود تھے ہو کر آمازیس کے طرفدار ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپریس کے پاس باہر کے مزدوروں کے سوا کوئی اتنا بھی نہ رہا کہ اُس کی حفاظت کر سکے۔ اُن مزدوروں کی تعداد بھی نہایت قلیل تھی۔ لہذا بادشاہ شکست کھا کر قید ہو گیا۔ لیکن آمازیس آپریس کو پھر تنگناہ میں لایا اور دونوں نے مل کر سلطنت شروع کی مگر چونکہ مصری آپریس سے رنجیدہ تھے اس لیے اُنہوں نے آمازیس کو مجبور کیا کہ وہ آپریس کو اُن کے حوالے کرے۔ مجبوراً آمازیس کو اُن کا کہنا ماننا پڑا تب اُنہوں نے آپریس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور آمازیس کو تنہا تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اِس نے باؤٹا نے مکی دولت بڑھانے کے لیے جن نہروں سے آب پاشی ہوتی تھی اُن کی صفائی و مر

کرائی۔ کہتے ہیں کہ عبد آمازیس کے زمانہ کی برابر مصر میں کبھی پیداوار نہیں ہوئی۔ اُس وقت میں ہزار گائوں آباد تھے۔

آمازیس نے پتھر کی پرانی کانوں میں پھرنے سے کام شروع کیا اور بڑی بڑی عبادت گاہیں بنائیں۔ اُن سب میں بڑی عبادت گاہ سائیس تھی جو بہت بڑے بڑے ستونوں سے فریق کی گئی تھی۔ معبد کے سامنے ایک بڑا بلع بنایا تھا جس میں بہت سے ابوالمول نصب کئے تھے اور معبد کے اندر قرمزی رنگ کے پتھر کا ایک مُصلیٰ تراشا تھا جو امیٹر لمبا اور امیٹر اونچا تھا۔ اس کمرہ کی تیاری میں تقریباً اس قدر عمارتی سامان صرف ہوا تھا جس کو ایک ہزار سات سو گدے بار کر سکتے تھے۔ یہ سامان الفانتین (Elephant) کی کانوں سے جو بالائی مصر میں واقع ہے۔ تین سال کے عرصہ میں دہزار طالع لائے تھے (اس سے اُس زمانہ کے کاموں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے)۔

آمازیس نے مصر کی تجارت کو ترقی دینے میں بہت کوشش کی اور چونکہ باہر کے لوگوں خاص کر یونانیوں کی ضرورت تھی اِس لیے اُن کے ساتھ خلوص کا اظہار کیا چنانچہ جو یونانی دریائے نیل کے کنارے آباد تھے اُن کو لاکر شہر منفس میں آباد کیا تاکہ وہ اُس کے محافظ رہیں۔ ان کے علاوہ یونان سے اور لوگ بھی مصر میں آئے آمازیس نے اُن کی سکونت کے لیے دہانہ کانوپیک (Canopic) کے نزدیک ایک شہر دیا جس کا نام نکراتیس (Naucratis) تھا یونانیوں نے وہاں اپنے سلیقہ اور خواہش سے ایک یونانی حکومت ترتیب دی۔ جو شخص باہر سے مصر میں آتا پہلے وہ نکراتیس جاتا تھا۔ اور اگر کوئی کشتی طوفان اور دریائی چوروں کے خوف سے کسی دوسرے بندر میں پناہ لیتی تھی تو اُس کے ناؤ کو قسم کھانی پڑتی تھی کہ وہ اپنی خوشی اور خواہش سے یہاں نہیں آیا ہے۔ اس کے بعد وہ کشتی نکراتیس روانہ کر دی جاتی تھی۔ اگر طوفان وغیرہ کی وجہ سے دریا ناقابل سفر ہوتا تھا تو کشتی کا سامان نکال

باتا تھا اور کشتی ڈیل کے دریاؤں کے راستہ سے اُس یونانی شہر میں پہونچا دی جاتی تھی۔
 وجہ تھی کہ تیس تمام دنیا میں سب سے بڑا بندر گاہ ہو گیا جس کے چاروں طرف یونانیوں
 ، مکان تھے۔ یونانی مصر کے اور شہروں میں بھی جاتے تھے بلکہ آمازیں نے اُن کو اجازت
 دے دی تھی کہ وہ اپنے دیوتاؤں کے لیے جہاں چاہیں مندر بنائیں۔

آمازیں کے دشمن اُس کو غیر ملکی لوگوں کے ساتھ یہ مراعات کرنے پر راضی نہ تھے
 ، اور کہتے تھے کہ کثرتِ شرابخوری کی وجہ سے خود بہت سے کاموں کو نہیں دیکھتا۔ اور
 رازہ سے زیادہ دسترخوان پر بیٹھا رہتا ہے۔ اور شہزادت کی طرف بہت زیادہ میلان
 لھتا ہے۔ ایک وزیر آمازیں کے دوستوں نے اُس سے کہا کہ حضور کو اپنے رتبہ کی عظمت
 دینی چاہیے اگر حضور تمام دن تختِ سلطنت پر بیٹھیں اور سلطنت کے کاموں میں مصروف
 ہیں تو تمام مصری عقیدہ اور موافق ہو جائیں کہ حضور حقیقتاً سلطنت کر سکتے ہیں اور کرتے
 ہیں۔ آمازیں نے ایک مثال اُن سے بیان کی کہ کمان سے جس وقت کام لینا چاہتی
 ہے اُسی وقت چڑھاتے ہیں اور کام لے چکنے کے بعد پھر اُتار دیتے ہیں اگر ہر وقت چڑھکا
 رہیں تو وہ بہت جلد خراب ہو جائے۔ اسی طرح اگر انسان ہر وقت ایک کام میں مشغول
 رہے تو ضرور دیوانہ اور پاگل ہو جائیگا۔ اس سبب میں نے اپنے وقت کو سلطنت کے
 کاموں اور بعض خوشگوار باتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

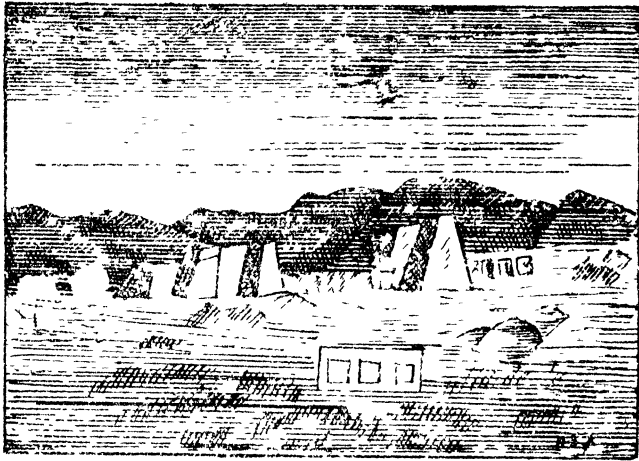
آمازیں کے بعض دشمن اُس کی عیب جوئی کے ذیل میں کہتے تھے کہ یہ پہلے ادنیٰ
 اور معمولی شخص تھا۔ آمازیں نے چاہا کہ اس قول پر انھیں شرمندہ کرے۔ اُس نے
 سونے کا ایک حوض بنوایا۔ اور جب وہ کھانے کے واسطے جاتا تھا تو خود اور اُس کے
 مہمان اُس حوض میں پائوں دھوتے تھے۔ پھر آمازیں نے اُس حوض کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
 ایک بت بنوایا اور شہر کے مندر میں بھیجا۔ تمام اہل شہر نے اُس کی پرستش کی۔ اُس وقت
 آمازیں نے اُن سب کو بلا کر کہا کہ جس دیوتا کو تم پوجتے ہو وہ ایک حوض تھا جہاں میں

پانوں و عورتاں اور اب وہ تمہارا مبود ہو گیا ہی اسی طرح میں بھی پہلے ایک ادنیٰ شخص تھا اب تمہارا بادشاہ ہو گیا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ بادشاہوں کے لائق میرا احترام کر دو۔
 مصر کا انجام چھٹیوں سلسلہ شاہان مصر کا آخری سلسلہ تھا جس نے آزادی کے ساتھ اس ملک میں سلطنت کی۔ کیونکہ آمازیس کے بعد اُس کے لڑکے کے آغاز سلطنت میں جس کا نام پبلیک سیمون تھا ایران کے بادشاہ کامبیز (Cambyse) نے مصر پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ (۵۲۵ قبل میلاد) اور یہ سلطنت حکومت ایران کا ایک حصہ ہو گئی۔ اُسی زمانہ میں ہیرڈوٹس سیاح یونانی نے مصر کی سیاحت کر کے اُس کے مختلف حالات اُس نے لکھے۔ شہر سائیں اور آپریس اور آمازیس کی یادگاری عمارتیں دیکھیں اُس کے بعد منفص گیا اور اہرام کو دیکھا۔ پھر دریائے نیل کے راستہ سے کشتی پر طبع جانے کا ارادہ کیا اُس وقت یہ شہر تباہ ہو چلا تھا۔

مصریوں نے اپنے مذہب زبان لباس بلکہ تمام عادات کو محفوظ رکھا تھا۔ ہیرڈوٹس نے بہت سی ایسی چیزیں دیکھیں جو اُس کے تعجب کا باعث ہوئیں۔ مثلاً اُس نے دیکھا کہ نان بائی پانوں سے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ بہت سے لوگ ہاتھ سے مٹی جمع کرتے ہیں۔ عورتیں تجارت میں مصروف ہیں مرد گھروں میں کپڑا بناتے ہیں۔ شہر میں آدمی سڑکوں پر روٹی کھاتے ہیں۔ مرد جب کوئی بوجھ اٹھاتے ہیں تو اُس کو اپنے سر پر رکھتے ہیں اور عورتیں کاندھے پر رکھتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہیرڈوٹس اس نتیجہ پر پہنچا کہ مصری تمام دنیا کی رسم کے خلاف کام کرتے ہیں۔

مصریوں نے اپنے آداب و رسوم کو ایک مدت تک تمام دنیا سے جدا رکھا اور اپنی پرانی عادتوں کو ترک نہیں کیا یہاں تک کہ سلطنت مصر شاہان عجم سے شاہان یونان میں منتقل ہو گئی جن میں سے ہر پاشاہ بطلموس کہلاتا تھا اور سب کو مل کر بطالہ کہتے تھے۔ پھر یہ سلطنت یونانیوں کے بعد رومیوں تک پہنچی لیکن ان انقلابات نے مصری مذہب

کوئی تغیر نہیں کیا۔ باہر کے بادشاہ بھی اپنے کو فرعون کہتے تھے اور اپنے کتبے مصری زبان میں لکھتے تھے اور اپنے معبد طب کے قدیم معبدوں کی طرح بناتے تھے۔ چنانچہ اُن کا بنایا ہوا ایک مشہور معبد جزیرہ فیلہ *Philae* میں ہی جو مصر علیا میں آبشار اِٹل کے نزدیک واقع ہے۔



معبد فیلہ

آخر کار مصر علیا کی آبادی کم ہو گئی اور فقط دیرانہ اور جنگل باقی رہ گیا۔ مصر سفلی کی لوگوں نے رفتہ رفتہ عیسائی مذہب اختیار کر لیا اُن کی زبان میں بھی تغیر ہو گیا اور وہ اپنی پرانی عادتیں بھی بھول گئے۔

چوتھی فصل

قدیم مصریوں کے دینی عقاید | قدیم مصری دین و مذہب کے سخت پابند تھے اور ان کے مذہبی عقیدے ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں دخل رکھتے تھے۔ مگر یہ بے مشرک تھے یعنی متعدد خداؤں کی پرستش کرتے تھے اور ان خداؤں کی صورت و شکل بھی مانتے تھے۔

مصری دیوتا | مصری معبودوں کو ارباب انواع (ہر چیز کے خداوند) کہنا چاہیے

لیوں کہ مصری۔ پانی۔ مٹی۔ غلہ۔ دریائے نیل۔ زمین۔ آسمان۔ چاند۔ ستاروں۔ شجر۔ مردوں کی رگوں اور بعض حیوانات کی پرستش کرتے تھے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی قسم کا خدائے مذکر یا مونث سمجھتے تھے۔ لیکن سب مصری شہروں کا ان دیوتاؤں کی پرستش پر باہم اتفاق نہ تھا بلکہ ہر شہر کے باشندے ان میں سے بعض بلکہ ایک ہی کو اپنے لئے مخصوص سمجھتے اور اس کا خاص احترام کرتے تھے۔ نیز اپنی تمام عبادتوں کو اسی دیوتا کے لئے مخصوص کر لیتے تھے اور اسے دیگر دیوتاؤں سے قوی اور اعلیٰ دائرہ پر جانے لگتے تھے۔ اگرچہ ان کے بڑے معبودوں میں ناموں اور شکلوں کا تفاوت تھا مگر حقیقتہً وہ سب ایک تھے مثلاً شہر ہلیوپولس (Heliopolis) میں رع کے نام سے آفتاب کی پرستش ہوتی تھی۔ اور اسی کو شہر طب میں آمّن کے نام سے پوجتے تھے۔ ان دونوں مقامات پر انکی دو جدا گانہ مخصوص صورتیں تھیں۔

قدیم مصری اپنے دیوتاؤں کو انسان کے مانند موجودات میں شمار کرتے تھے مگر ان کو قوت و شجاعت اور عقل و ہوش میں انسان سے بالاتر جانتے تھے تاہم ان کے نزدیک انسانی جذبات و رغبات ان دیوتاؤں میں موجود تھیں۔ وہ دیوتاؤں کا ایک خاندان مانا

اور اُن کی بیوی بچوں کے بھی قائل تھے۔ دیوتاؤں کی بیویوں اور بچوں کو بھی وہ دیوتا کی کا درجہ دیتے تھے۔ چنانچہ بعض شہروں میں دیوتا کی جگہ دیوی ہی کی پوجا ہوتی تھی۔ دیوتاؤں کی بیویوں اور اُن کے بچوں کی پرستش کے رائج ہونے سے گویا مسری ایک طرح کی تثلیث کے قائل ہو گئے تھے۔ مگر غالباً وہ ان تینوں ذاتوں کے تین علیحدہ وجود نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان تینوں جنموں کا ایک ہی وجود خیال کرتے تھے۔ بلکہ بعضوں نے خیال کیا ہی کہ مصر کے خاص لوگ موجد تھے اور صرف خداے واحد کی عبادت کرتے تھے ظاہری طور پر شرک جو نظر آتا ہے یہ عوام کا مذہب تھا۔

مصری دیوتاؤں میں سب سے زیادہ معزز اور محترم آفتاب تھا۔ اُس کا ایک نام رع بھی تھا۔ اُس کی شکل دسورت بادشاہ کے مانند قرار دے رکھی تھی۔ جو گویا فرعونوں کا سائباس بنے ہوئے ہے اُس کے سر پر آفتاب کا حلقہ اور اُس کے اوپر ایک سانپ ہر جو گرمی کی حدت کی علامت ہے۔ قدیم مصری اس خداوند کے متعلق کہتے تھے کہ وہ ہومیا متعلق کشتی پر بیٹھا ہوا ہے اور طاقتور ملاح اُس کشتی کو کھینچتے ہیں۔ جب وہ افق کے اوپر آتا ہے تو اُس کے آنکھوں کی تیز کرنیں تمام جہان میں اثر کرتی ہیں اور سب کو طاقت پہنچاتی ہیں۔ روزانہ اپنی کشتی میں کھڑا ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑتا اور اُن کو شکست دیتا ہے رات کو افق کے پاس چلا جاتا ہے اور زمین کے نیچے آرام کرتا ہے مصری اس خدا کو ایک گاڑی پر سوار تصور کرتے تھے جس کو چند گیدڑ (سیار) کھینچ رہے ہیں۔ آفتاب کی تجلیات یا اُس کے مظاہر میں سے ایک معبود ہے جس کو ہروس *Horus* کہتے ہیں وہ ایک فاتح اور جنگی دیوتا ہے۔ جو ہر صبح کو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں ظاہر ہو کر آسمان کی مسافت کو قطع کرتا ہے اور طلعت کے دیو کے ساتھ جس کا نام سیٹ (*Seth*) ہے روزانہ نبرد آزما ہو کر اُس کو شکست دیتا ہے۔ لیکن دوسرے دن سیٹ پھر قوی ہو کر جنگ اُٹا دہوتا ہے ہر روز یہ جنگ جاری رہتی ہے اور ہمیشہ ہر دس سیٹ پر غالب آتا ہے۔

مصری لوگ آسمانی دیوتاؤں کے بعد غذا اور کھیتی کے دیوتاؤں اور دیویوں کے قایل تھے جن کا کام زمین کو زرخیز بنانا ہی۔ اسی طرح وہ قایل تھے کہ دریاے نیل کا ایک دیوتا اور چاند کی ایک دیوی ہے اور رات کے چند بہ کار دیویں جو بلی اور شیر کی صورت میں ہیں اہل مصر خیر خواہ دیوتاؤں کی توفیق کی امید سے اور بد خواہ دیوتاؤں کی اُن کے خوف کی وجہ سے پرستش کرتے تھے کہ اُن کا غصہ کم ہو اور وہ نقصان نہ پہنچائیں۔

یہ لکھا جا چکا ہے کہ مصر کے ہر شہر میں چند دیوتا دوسرے شہروں کے دیوتاؤں سے علیحدہ ہوا کرتے تھے مثلاً شہر منفیس کا خاص دیوتا فتاہ (Phthah) اور شہر طب کا آمن اور ہلیوپولیس کا رع اور شہر ابیدس کا ازیس (Osiris) اور شہر مدرہ کی دیوی ہائر (Hathor) تھی لیکن اس دور کے بعد جب مصر ایک حکومت کے ماتحت ہو گیا تو تمام ملک کا مذہب بھی ایک ہو گیا اور ہر شہر نے دوسرے شہروں کے دیوتاؤں کو بھی تسلیم کر لیا۔



ازیس



آمن



فتاہ



ازیریس ہاتر

ان سب دیوتاؤں میں اُزیریس اور ایزیس ہاتر *Mathor* نے عام مقبولیت حاصل کی۔ اُزیریس جس کی پہلے صرف آبیدس میں پرستش کی جاتی تھی تو رگہ دیوتا مانا گیا یہ نہایت نیک اور اپنے بھائی سیت کا جو ظلمت اور شب کا دیوتا ہے دشمن سمجھا جاتا تھا اس کے متعلق اُن لوگوں میں یہ حکایت مشہور تھی کہ خداوند اُزیریس ہر صبح آسمان کے سمندر سے باہر نکل کر دن بھر روشن رہتا ہے۔ رات کو اُس کا بھائی سیت اپنی خباثت سے اُسے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے اُس کی بیوی ایزیس اُس کی غمش پر نالا و زاری کرتی ہے سیت اُزیریس کو قتل کرنے کے بعد زمین پر مسلط ہوتا ہے اور ظلمت عالمگیر ہو جاتی ہے لیکن اُزیریس اور ایزیس کا لڑکا ہر دس افق سے برآمد ہو کر اپنے باپ کے خون کا انتقام لیتا ہے خلاصہ یہ کہ اُزیریس زمین کے نیچے پوشیدہ ہے اور وہیں سلطنت کرتا ہے۔ نیروہ مردوں کی ارواح کا خیر مقدم کرنے پر بھی مامور ہے۔

مصر کے بہتے شہروں کا دعویٰ تھا کہ اُزیریس کے بدن کے ٹکڑے ان کے مندروں میں دفن ہیں۔ مصر میں سال کے اندر ایک دن مقرر کیا گیا تھا کہ اُس دن اُزیریس کا ماتم منایا جاتا تھا۔ عورتیں نوحہ و فریاد کرتی تھیں اور اُس کے بالوں کی یادیں اپنے حین و جمیل بال

نوح ڈالٹی تھیں۔

شہر سائیں کے کاہن ایک مقدس جھیل کے کنارے اُنیزیس کی زندگی، موت اور دوبارہ زندہ ہونے کے واقعات کو تعزیر کی شکل میں نمایاں کرتے تھے۔ ہیرڈوٹس نے تعزیر داری کا یہ جلد دیکھا تھا لیکن اُس کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ اس واقعہ کی تفصیل کہیں بیان نہ کرے۔

مقدس جانور | قدیم مصری جو اپنے دیوتاؤں کی شکل و صورت ظاہر کرتے تھے اس میں کبھی تو جانور کے جسم کے ساتھ انسان کا سر ہوتا تھا مثلاً ہارپاچس دیوتا کو جو آفتاب کا منظر ہوا ابوالمول کی شکل میں بنایا ہی (جسم شیر کا اور سر انسان کا) اور کبھی آدمی کے بدن کے ساتھ جانور کا سر ہوتا تھا۔ مثلاً ہروس کا سر کلنگ کے سر کے مانند ہے آنوہیس نامی دیوتا کا سر گڈر کا اور فتاہ کا سر بیل کا ہے۔ ایزیس ایک عورت کی صورت میں ہے جس کا سر گائے کی طرح ہے۔ سخت ایک عورت کی شکل میں ہے جس کا سر شیرنی کا ہے۔



سخت

ہروس

مصری اپنے ایک دیوتا کو چار شکلوں میں ظاہر کرتے تھے۔ ہروس کو انسان کی شکل میں یا کلنگ کی شکل میں یا کلنگ کے جسم اور آدمی کے سر کے ساتھ یا آدمی کے جسم اور

کلنگ کے سر کے ساتھ مصری بعض حیوانات کو بھی پہنتے تھے اور ان کو تبرک سمجھتے تھے ان میں سے شیر، گھڑیاں، گائے، مینڈھا، گیدڑ، بلی، کلنگ، لوا وغیرہ ہیں۔ ان حیوانوں میں بعض عام مقبولیت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی پرستش خاص خاص شہروں میں ہوتی تھی۔ مثلاً اہل طب گھڑیاں کو پوجتے تھے اور شہر افانٹین (Elephantine) کے باشندے اُسے مار ڈالتے تھے اور دریائی گھوڑے کی پرستش مصر علیا کے ساتھ مخصوص تھی۔

جن حیوانات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ قدیم مصریوں کے نزدیک نہایت مقدس تھے اور ان کو تکلیف پہنچانا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ رومیوں نے جس وقت دنیا کے اکثر حصے فتح کر لئے تھے اور ان پر قابض ہو گئے تھے (ولادت مسیح سے ایک صدی پہلے) اُس زمانہ میں اتفاقاً اسکندریہ کے ایک رومی باشندے نے ایک بلی کو مار ڈالا۔ تمام لوگوں نے اُس سے بلی کا بدلہ لینا چاہا۔ بادشاہ مصر نے جو سلطنت روم کے انتقام سے دڑتا تھا چاہا کہ اُسے لوگوں کے ہاتھ سے بچائے۔ لیکن یہ اُس کے امکان سے باہر تھا آخر بلی کا قاتل مصریوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اس زمانہ میں مصری اپنی ہر عبادت گاہ میں ان جانوروں میں سے ایک نہ ایک جانور ضرور زندہ پالتے تھے اور معتقدین اگر ان کی پرستش کرتے تھے۔ ایک عیسائی اسکندریہ میں اس رسم کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے:-

”جب کوئی شخص معبد میں داخل ہوتا ہے تو ایک کاہن (پجاری) نہایت متانت اور کمال وقار کے ساتھ کچھ گاتا اور پردہ اٹھاتا جاتا ہے کہ اُسے دیوتا کی زیارت کرے تو وہ شخص کیا دیکھتا ہے کہ ایک بلی یا ایک گھڑیاں یا ایک سانپ یا اور کوئی دوسرا جانور بالفاظ دیگر یہ کہنا چاہیے کہ مصریوں کا معبود ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ایک جنسی جانور فرعل، ارغوانی، پر مٹھیا یا لٹا نظر آتا ہے۔“

شہر طرب اور شہر شدو (Shadow) کے کاہنوں نے ایک گھڑیاں کو مانوس کر کے اُس کے کانوں میں سونے کی بالیاں اور ہاتھوں میں کنگن پنائے تھے۔
استرابن (Strabon) سیلج نے جو حضرت ملیلی کا معاصر تھا شدو کے گھڑیاں کی زیارت کی تھی وہ بیان کرتا ہے۔

میرا میزبان کچھ میٹھی روٹی اور کچھ تلی ہوئی پھلیاں اور کچھ شدے کر میرے ہمراہ جھیل پر گیا۔ گھڑیاں جھیل کے کنارے لیٹا ہوا تھا دو آدمیوں نے اُس کا منہ پکڑ کر کھولا ایک آدمی نے پہلے روٹیاں اُس کے منہ میں ڈال دیں پھر پھلیاں اور شدہ وغیرہ اُس کے بعد گھڑیاں جھیل میں کود گیا اور دوسرے کنارے پر جا کر لیٹ رہا اُسی وقت ایک اور آدمی وہی شخص لے ہوئے آیا کاہن اُن کو لے ہوئے جھیل پر گیا اور اُسی طرح گھڑیاں کو پکڑ کر وہ کھانے پھر کھلا دیئے۔

شہر اندس (Mendes) کے مصری ایک بکری کی پرستش کرتے تھے اور شہر ملیس کا مبود ایک پرندہ تھا جسے یونانی فینیکس (قنص) کہتے اور اُس کو متعلق مصری عجیب غریب حکایتیں بیان کرتے تھے کہ ہر پانچ سال میں ایک مرتبہ ان پرندوں میں سے ایک پرندہ معبد میں تہاڑ وہ اپنے ساتھ اپنے باپ کی نقش بھی لاتا ہے پھر اُس کو مڑ میں جو ایک قسم کا گوند ہے پیسٹا کر وہاں دفن کر دیتا ہے۔ اس صورت سے کہ پہلے مڑ کو اندس کے مانند بناتا ہے پھر اس میں سورخ کر کے نقش کو اُس میں رکھ کر سورخ بند کر دیتا ہے۔ فینیکس (قنص) عقاب کے برابر ہوتا ہے اُس کے بازو قرمزی اور سُہری ہوتے ہیں۔

اس کے بعد فینیکس (قنص) کے افسانہ میں اور بہت کچھ رنگ آمیزی کیے گئے ہیں یہ پرندہ کئی صدی تک زندہ رہتا ہے اور جب موت قریب آتی ہے تو خوشبودار لکڑیوں کا جھنق کی صورت کا ایک چھوٹا سا پنجرہ بنا کر اُس پر چڑھتا اور خود کو جلا دیتا ہے۔ اُس کی ہاک سے ایک جوان فینیکس باہر نکل کر اُٹنے لگتا ہے۔ عربی اور فارسی کتابوں میں تھوڑی

تحریف کے ساتھ لفظ فینکس کو تفسیر نکھایا ہے اور یہی افسانے جو یونانیوں سے ماخوذ ہیں اُس خیالی پرند کے باب میں اہل عرب و فارس بھی بیان کرتے ہیں۔

آپس گائے | منیس کا مقدس جانور ایک گائے تھی جس کا نام آپس تھا (Apis) لیکن ہر گائے آپس نہیں ہوتی تھی بلکہ اُس کا رنگ سیاہ اور پیشانی پر سفید مثلث نما داغ اور پٹھہ عقاب کی صورت کی ہونی چاہیے۔ دُم کے بالوں کا بکثرت ہونا بھی شرائط میں سے تھا۔ مصری کہتے تھے کہ ایسی گائے آسمان سے نازل ہونے والی بجلی سے پیدا ہوتی ہے جب اس طرح کی گائے دستیاب ہوتی تھی کاہن یہ علامات دیکھ کر اور اپنا اطمینان کر کے اُس کو آپس کے نام سے موسوم کرتے اور معبد فقاہ کے عبادت خانہ میں جگہ دیتے تھے مگر اس تقدس کے ساتھ گائے کو پچیس سال سے زیادہ زندہ نہ رہنا چاہیے اگر کوئی گائے اس عمر کو پہنچ جاتی تھی تو اُسے کاہن ایک مقدس چٹھے میں ڈبو دیتے تھے اور ایسی ہی کوئی دوسری گائے تلاش کر لیتے تھے۔

اگر آپس پچیس سال سے پہلے مر جاتی تو اُس کو حنوط کر کے ایک قبر میں دفن کر دیتے تھے۔ مرس دوم کے زمانہ میں ایک سنگین قبرستان تراشا گیا جس میں آپس گائیں دفن کی جاتی تھیں اور مقبرہ کا دروازہ چُن دیا جاتا تھا۔ مردہ آپس کو معبود سمجھتے تھے اُسے اور آپس اُزیرس کہتے تھے اُس سے مراد اِس مانگتے تھے۔ وہ قبرستان جس میں آپس کی مومیائی شدہ نعشیں دفن تھیں دو ہزار سال تک محفوظ رہا مصریوں کے عیسائی ہو جانے کے بعد دفن رقتہ ریگ کے نیچے چھپ گیا۔ ایک فرانسیسی فاضل ماریٹ (Mariette) نامی نے اِس قبرستان کو لاشہ میں معلوم کر لیا جو بنیر کسی تئیر و تبدل کے اچھی حالت میں تھا یہ رومیو میں سپراپوم (Serapume) کے نام سے موسوم تھا۔

آمن کی پرستش | جس وقت شہر ط مصر کا پایہ تخت ہو گیا تو اُس شہر کا معبود یعنی آمر سب خداؤں سے بزرگتر مانا گیا۔ کاہن آمَن کو کامل اور ابدی سمجھتے تھے اور اُس کو قادر مطلق

اور کل اشیاء کا خالق مانتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ تمام باپوں کا باپ اور تمام ماؤں کی ماں ہے۔ نیز کہتے تھے کہ تمام خداؤں کو آسن نے پیدا کیا ہے یا وہ آسن ہی ہے جو مختلف ناموں سے مشہور ہے اسی لئے آسن کا نام کئی ناموں کے مجموعہ سے بنایا گیا مثلاً اُس کو آسن رع ہارماچنس بھی کہتے تھے۔

کاہن اُس کی تعریف میں گیت گاتے تھے اور اُس کی عظمت اور طاقت کی مدح کرتے تھے اُس کی تصویر اس طرح کھینچتے تھے کہ گویا وہ کشتی پر بیٹھا ہو آسمان کی سیر کرتا ہے اور اُس کشتی کے طبع نبرگوں کی رودیں ہیں۔

جو گیت آسن کی تعریف میں کاہن گاتے تھے اُن کے مضامین اکثر یہ ہوتے تھے:-
 ’’تو بیدار ہو اے نیکو کار۔ اے آسن رع ہارماچنس۔ اے آسمان کے دونوں کناروں کے خداوندگار۔ اے چکنے دکنے والے نیکو کار۔ تو بلند آسمانوں کی سیر کرنے والا ہے۔ تیرے دشمن تباہ ہوں۔ بڑے بڑے دیوتا اور عام لوگ تعریف و تحسین کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ اور سُبُوح کے سامنے زمین پر دیوتاؤ (ادب سے) بیٹھتے ہیں اس حال میں کہ اُن کا دل خوش ہے کیوں کہ رع نے اپنے دشمنوں کو زیر کر لیا ہے آسمان شوق کی حالت میں ہے اور تمام دیوتا اور ساری مخلوق نے جشن منایا ہے تاکہ رع پر ہارماچنس کی عظمت و جلالت کا اعتراف۔ اظہار کریں تو گناہگاروں کو نال دیتا ہے تو نے بیدنیوں کی ساری بہادری کو نیست و نابود کر دیا ہے رع کا دشمن آگ میں ڈالا جاتا ہے رع قوی اور بیدین ضعیف ہے۔ رع بلند اور بیدین پست ہے۔ رع بڑا اور بیدین چھوٹا ہے۔ رع روشن اور بیدین تاریک ہے۔ رع اچھا اور بیدین بُرا ہے رع قادر اور بیدین عاجز ہے۔ اے رع فرعون (ہماری بادشاہ) کی عمر دراز کر اُس کے پیٹ کو روٹی اور اُس کے حلق کو پانی پنچا۔ اُس کے باؤں کے لئے عطر (نوشبو) عنایت کر۔ اُٹھ اے آسن رع ہارماچنس تو خود موجود ہے۔

تمام راہیں تیری روشنی اور نور سے معمور ہیں۔ تو وہ مقدس ہے جس کے پروں سے
 بجلی پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ قہقش ہے جو مختلف رنگ رکھتا ہے۔ تو وہ شیر برہے جو خود
 اپنی ذات سے موجود ہے۔ تیری گرج تیرے دشمن کو سرنگوں کر دیتی ہے جس حالت
 میں کہ تو اپنی بڑی کشتی کو آگے بڑھاتا ہے۔ تو وہ فرزند ہے جو ہر روز پیدا ہوتا ہے
 تو وہ بوڑھا ہے جو کامیاب ابدیت ہو چکا ہے۔ تو اُس رفعت کا مالک ہے
 جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ تو اُس مکان کا والی ہے جو راز میں ہے تو وہ
 وجود مخفی ہے جس کی صورت کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تو سال و ماہ کا خداوند ہے
 جو ہر شخص کو زندگی دیتا ہے۔ تو نے مٹی، سونا، چاندی اور لاجورد کو پیدا کیا ہے
 تو نے گھاس کو جانوروں کے لئے ترکاریوں کو انسان کی رفع ضرورت کے
 لئے بنایا ہے تو پھلیوں کو دریاؤں میں زندہ رکھتا ہے اور پرندوں کو ہوا
 میں۔ تمام حشرات الارض تیری نظموں میں یکساں ہیں۔ چوہے کو سوراخ میں اور
 پڑیا کو درخت کی شاخ پر روزی پہنچاتا ہے۔ تمام آدمی تیری دوا آنکھوں سے
 باہر آئے ہیں۔ ساری انسانی نسلیں اور تمام اولاد آدم کے سب کتے ہیں
 اسے رعہ سلام ہو تجھ پر ہم تجھ کو سجدہ کرتے ہیں کیوں کہ تو نے ہم کو پیدا کیا ہے
 تمام مخلوق اعلیٰ علیین میں زمین پر اور دریاؤں کے اندر تیری تعریف میں مشغول
 ہے۔ سب خداوند تیرے سامنے جھکتے ہیں اور سب روجیں اپنے پیدا کرنے
 والے کی ثنا و صفت بیان کرتی ہیں اور تجھے عرض کرتی ہیں۔ آسودہ ہوا ہے
 تمام خداوندوں کے باپوں کے باپ۔ اے موجودات پیدا کرنے والے۔ اے
 سب چیزوں کے بنانے والے۔ اے معزز بادشاہ۔ اے مہمودوں کے سرکار۔

مردہ جسموں کو حوط لگانا | تمام مصریوں کا اعتقاد تھا کہ جس وقت کوئی شخص مرتا
 ہے اُس میں کی کچھ چیز زندہ رہتی ہے وہ اُس چیز کو مردہ کی مثال کہتے تھے اور اس

مثال کو سایہ جلیبا خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ باقی اور زندہ چیز بدن کے مشابہ ہو وہ ظاہری صورت کے لحاظ سے مثل جہم کے اور باطنی حالت کے لحاظ سے مثل خیال کے ہو مگر اُس کا چھونا ممکن نہیں۔ اور اُس باقی رہنے والی چیز کو روح بھی کہتے ہیں وہ اُس کی تصویر کھانگ کی صورت میں کھینچتے تھے جس کا سر انسان کے مانند ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ رُوح مرنے کے وقت مُنہ سے نکلتی رہی۔

قدیم مصریوں کے عقیدے میں وہ مثال یا رُوح اپنے بدن کی پھر محتاج ہوتی ہے وہ سمجھتے تھے کہ اگر جسم کو ضائع ہونے سے محفوظ نہ رکھا جائے تو رُوح آوارہ و پریشان پھرتی ہے مردہ کی سب سے اچھی خدمت اور اُس کی روح کے ساتھ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ نعش کو سٹر نے لگنے سے محفوظ رکھا جائے۔ اس کے لئے حنوط کا طریقہ عام طور پر جاری تھا۔ ہیرڈوٹس نے حنوط کرنے کا طریقہ اور اُس کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مصر کے ہر شہر میں کچھ لوگ ایسے رہتے ہیں جو نعشوں کو حنوط لگانے کا پیشہ کرتے ہیں۔ جس وقت وارث میت نعش کو حنوط لگانے والے کے پاس لیجاتا ہے تو وہ اُس کو لکڑی کے نمونے دکھاتا ہے یہ نمونے تین قسم کے ہوتے ہیں اعلیٰ اور وسط ادنیٰ اور قیمت و اجرت ہر نمونہ کی اُس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ اعلیٰ نمونہ جو سب سے زیادہ قیمتی ہے وہ اُزیریس کے شکل کے مانند ہے۔ غرض جب اجرت طے ہو جاتی ہے تو صاحب میت نعش کو حنوط کرنے والے کے سپرد کر کے اپنے گھر چلا جاتا ہے اور حنوط کرنے والا اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔ درجہ اول کے حنوط کے لئے پہلے آدمی کے سر کا بھیجا نکالتے تھے اس طرح کہ کوئی عرق سر میں پنہا کر اُس میں سر کے بھیجے کو حل کرتے تھے پھر ایک آنکڑا ناک کے ننھنوں میں ڈال کر اُسے باہر نکال لیتے تھے پھر نعش کا پہلو چیز کر آلائش باہر نکالتے تھے اور زمرے کی شراب سے دھو کر اُس میں خوشبو دار دوائیں بھرتے تھے اور پھر اُس کو سیٹیتے تھے اس کے بعد نعش کو ستر دن تک کھاری نمک میں رکھتے تھے پھر اُس کو دھوتے تھے اور

گوند بھرے کپڑے کی پٹیاں اُس پر لپیٹتے تھے۔ جنوط کا کام ختم ہو جانے کے بعد نعش وارثوں کے سپرد کر دی جاتی تھی اور وہ ایک خانہ نعش کی شکل کا بنوا کر نعش اُس میں رکھتے تھے وہ خانہ ایک کمرہ میں رکھ دیا جاتا تھا اور دیوار کا سہارا لگا دیا جاتا تھا۔



مومیائی شدہ نعش رکھنے کا خانہ

جنوط کی دوسری قسم یہ تھی کہ ارزہ کا تھوڑا گوند جو سرو کی قسم کا ایک درخت ہوتا ہے سوخ دار نکالنے سے مُردہ کے پیٹ میں داخل کرتے تھے اور پیٹ کو کچھاڑے اور آلائش بھلے بغیر سوراخ بند کر دیتے تھے تاکہ وہ گوند باہر نہ نکل سکے۔ پھر بدن کو ستر روز کھاری نمک میں رکھتے تھے پھر اُس سے نکال کر گوند کا پانی باہر نکال دیتے تھے اُس پانی کے ساتھ آلائش بھی حل ہو کر غو دغاج ہو جاتی تھی کھاریں رکھنے کے سبب گوشت گل کر نعش میں سُوا چمڑے اور ہڈی کے کچے باقی نہیں رہتا تھا۔ اس کے بعد جنوط کرنے والا بغیر بندش غُسیہ کے یہ صاحب میت کو مے دیتا تھا۔

جنوط کی تیسری قسم غربا کے لئے صرف یہ تھی کہ لٹنے کو بدن کے اندر پہنچا کر نعش کو کھاری نمک میں رکھ دیتے تھے۔

جو نعش کہ ان قینوں قسموں میں کسی طبع حنوط کی باقی تھیں مصری اُن کو مومیا کہتے تھے اور ہم مومیائی کی ہونی نعش کہتے ہیں۔

مصر کے قبرستانوں میں سے جو مقبرہ کھودا جاتا ہے اُس میں مومیائی شدہ نعشیں بکثرت ملتی ہیں۔ اکثر سیاح اسی قسم کی ہزاروں نعشیں یورپ لے گئے ہیں اور یورپ کے تمام بڑے بڑے عجائب خانوں میں مومیائی شدہ نعشیں موجود ہیں۔

پیرس کا مشہور عجائب خانہ لوور (Louvre) ان نعشوں کا بہترین ذخیرہ رکھتا ہے اور ان نعشوں کو چو بی خانہ میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے جو آئیریس کے مجسموں کے مشابہ ہیں۔

مردوں کی پرستش | قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ مُردہ کی مثال یعنی روح بھی ایک زندہ آدمی کے مانند ضروریات رکھتی ہے۔ اور غذا و لباس و مکان کی ضرورت نہ رہتی ہے۔ فقر و مومیائی شدہ جسموں کو ریگ میں دفن کر دینے پر قناعت کرتے تھے لیکن اُمراؤں کے لئے مکان بنواتے تھے اور اُس کو منزلِ ابدی کہتے تھے۔ یہ مکان ایک وسیع گھر یا کم سے کم کمرہ کے مانند ہوتا تھا۔ ادل سلسلوں کے بادشاہوں کے زمانہ میں غالباً یہ نعش خانہ ہرم کی صورت کا بنایا جاتا تھا چنانچہ منفیس کے قریب ایک شہر کی بستی کے برابر ہرم ہیں۔ ان میں سے بعض ہرم برابر برابر صف میں بنائے گئے ہیں جیسے گلی میں رہنے کے گھر بنے ہوتے ہیں۔ اور بعض متفرق ہیں۔ بہت بلند اہرام میں بادشاہوں کو اور باقی میں بزرگوں کو دفن کرتے تھے۔ کیوں کہ ایک ہرم کے بنانے میں بہت زیادہ لاگت آتی تھی مقبرہ کے لئے عمارت کے نیچے یا پتھر میں تہ خانہ بناتے تھے اور اُس کے مقابل میں ایک چھوٹا نماز خانہ جو باہر کی طرف کھلتا تھا۔ جب اس نماز خانہ میں داخل ہوتے تو اُس کے آخر میں ایک بڑی سبیل نظر آتی تھی جیسے بند دروازہ اکھاڑ کر رکھا ہو۔ اُس کے نیچے ایک چھوٹی میز ہوتی تھی جس پر نذرینا زکے لئے چیزیں رکھتے تھے۔ یہ نماز خانہ مقبرہ کا صرف وہ حصہ ہے جہاں زندہ انسان جاسکتے تھے باقی حصہ مُردہ کے لئے ہوتا تھا کسی



قدیم مصری مقبرے

وہاں جا کر مرحوم کے لئے باعِثِ زحمت ہونا نہ اور انہیں تھا۔ اسی لئے مقبرہ کا دروازہ نہ بناتے تھے۔ نماز خانہ کی آخری دیوار کی پشت پر ایک والاں بہت تنگ و تاریک ہوتا تھا۔ وہاں مردوں کے مجسمے رکھتے تھے۔ اور کبھی ایک مردہ کے لئے بیس سے زیادہ مجسمے ہوتے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر مومیائی شدہ جسم خراب ہو جائے تو اُس کی جگہ یہ کام دیں۔ مجسمے مردے کی سنگین مورت ہوتے تھے۔ نماز خانہ کے ایک کونے میں ایک کنواں پتھروں کا تراش کر یا پتھر کے تختوں کی چُنائی کا بنایا جاتا تھا جو بارہ پندرہ بلکہ کبھی تیس میٹر تک لمبائی کا ہوتا تھا۔ اور کنویں کی انتہا تک ایک چھوٹا راستہ بنا ہوتا تھا جو اُس غارتک جاتا تھا جو پتھروں کو تراش کر بنایا جاتا تھا۔ وہ مردوں کا اصلی مکان ہوتا تھا اور اُس کے وسط میں ایک بڑا تابوت قرمزی یا سیاہ یا سفید پتھر کا رکھتے تھے اُس میں مردہ ابدی خاموشی کے ساتھ سوتا تھا۔ مقبرہ میں کام کرنے والے میت کو کنویں میں لیجا کر رکھ دیتے تھے اور اُس کے پہلو میں بڑے بڑے برتن پانی سے بھر کر اور خرما اور گینوں اور گائے کا گوشت رکھ دیتے تھے اُس کے بعد اُس راستہ کو بند کر کے کنویں کو پتھروں کے تختہ سے پاٹ کر مٹی سے بند کر دیتے تھے پھر اُس کنویں میں جانا کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ زمانہ حال کے عقلمندوں نے اُن کنوؤں کو خالی اور صاف کر کے قبروں کو دیکھا ہے

درا نہیں اسی طرح پایا ہے جیسے آج سے چار پانچ ہزار برس پہلے تیار کی گئی تھیں نعشیں
 سی طرح محفوظ تھیں یہاں تک کہ بالوں ناخنوں اور دانتوں میں بھی کوئی تغیر نہیں ہوا تھا جیسا
 کہ پہلے مذکور ہوا میت کو دفن کرنے کے وقت اُس کے پہلو میں کھانا وغیرہ اس خیال سے
 رکھ دیتے تھے کہ مُردہ کھانے پینے کا محتاج نہ رہے۔ جب نئی غذا میں پہنچنا چاہتے تھے
 تو چوں کہ مقبرہ میں نہیں جاسکتے تھے اس لئے نیا کھانا نماز خانہ میں رکھتے تھے جس میں
 میوہ اور چربی بھی ہوتی تھی علاوہ اس کے بخورات بھی جلاتے تھے تاکہ اُن کی خوشبو
 مردہ تک پہنچ جائے۔ کچھ عرصہ کے بعد مصریوں کا۔ یہ عقیدہ ہو گیا کہ مُردوں کے
 کھانے کے لئے مادی چیزوں کے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ خداوند سے
 التجا کرنا چاہیے کہ وہ اُن کو بھوکا نہ رکھے۔ اس لئے اس معاملہ میں یا تو انہوں نے
 جس کا سرگیڑہ کا ہوا التجا کرتے تھے یا اُزیریس کی طرف جو اموات کا خداوند ہے رجوع
 کرتے تھے۔ وہ نماز خانہ کے پتھر کی سل پر یہ عبارت لکھ دیتے تھے :-

”ہم اُزیریس کو سجدہ کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ وہ کھانا مثلاً روٹی عریات
 گائے۔ قاذو کا گوشت۔ دودھ۔ شراب۔ لباس۔ عطریات عمدہ اور تمام پاک
 چیزیں جن کو خداوند خود استعمال کرتا ہے مُردہ کی رنج کو بھی عطا کرے۔“

مصریوں کا یہ بھی عقیدہ ہو گیا تھا کہ مُردے صرف کھانے کی تصویروں پر قنات
 کرتے ہیں مثلاً اگر اُن کے لئے روٹی کی شکل بنا دی جائے تو کافی ہے اس لئے نماز خانہ کی
 دیواریں نقاشی سے معمور ہو گئیں وہ جس چیز کو مُردہ تک پہنچانا چاہتے تھے اُس کو مکان
 مذکور کی دیواروں پر نقش کر دیتے تھے۔ جو تصویریں وہاں بنی ہوئی ہیں اُن میں کسانوں
 کی تصویریں بھی ہیں جو زمین کو جوت اور بوریہ ہیں فصل کاٹ رہے ہیں کھلیاؤں سے
 غلہ اٹھا رہے ہیں۔ درزی کپڑا اور موچی جوتے سی رہے ہیں اسی طرح اور پیشہ در بڑبڑی
 مہمار اور ناچنے گانے والے اور بازیگردوں کی بھی تصویریں ہیں علاوہ اس کے مرد کی

ب حالتوں کی تصویریں بھی مقبروں میں پائی جاتی ہیں مثلاً وہ اپنی بیوی کے ساتھ دسترخوان بٹھا ہے یا جنگل میں فسکار کر رہا ہے یا اُن جھیلوں کے کنارے پھیلے ہوئے شکاریں مصروفِ شکار میں پائیں گھاس اُگی ہوئی ہے۔

مقررہ ایام میں میت کے پس ماندے نماز خانہ میں جمع ہوتے تھے اور کھانا کھاتے تھے اُن کا اعتقاد تھا کہ مُردہ بھی کھانے میں شریک ہوتا ہے۔ اس موقع پر کسی جانور کی قربانی بھی کرتے تھے اور اُس کی چربی جلاتے تھے۔

قدیم مصری مُردے کو دیوتا کی طرح تصور کرتے تھے اور وارثوں کا یہ فرض تھا کہ میت کی پرستش منقطع نہ ہونے دیں اور جس طرح اُزیریس کی عبادت کرتے ہیں اُسی طرح مُردے کی پرستش کریں۔ شاہی مُردوں کے لئے مخصوص کاہن رکھے جاتے تھے جو نماز خانہ کی نفلت و رُعرُس کے دنوں کا اہتمام کرنے پر مامور ہوتے تھے۔ مثلاً رامسس دوم جس نے اپنے باپ کے لئے اُمید میں ایک معبد بنایا تھا اس معبد کے کتبہ میں لکھا ہے:-

دُنیا میں سب اچھی چیز دیکھنے اور سُننے کے لئے وہ ہے جو اپنے سینہ میں احسان مند دل رکھتا ہو۔ میرا دل مجھ کو مجبور کرتا ہے کہ میں دُنیا میں جو اچھا کام دیکھوں وہ اپنے باپ کے لئے کروں۔ اے میرے باپ بیدار ہو اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر۔ اے میرے باپ تو خداوتہ کے مانند ہے اور یہ میں ہوں جس نے تیرے نام کو زندہ رکھا ہے میں تیرا محافظ ہوں میں نے تیرے اوتیری روزانہ عبادت کے لئے ایک بڑی رقم مخصوص کر دی ہے۔ میں تیرے لئے کاهنوں کو اجرت دیتا ہوں کہ وہ مقدس پانی تیری خاک پر چھڑکیں۔ میں نے تیرے لئے جنوبی املاک کو وقف کر دیا ہے تاکہ اُس کا محاصل تیرے معبد کی خدمت میں صرف کیا جائے۔

مُردوں کا حساب کتاب | مدت تک مصریوں کا یہ عقیدہ رہا کہ مُردے کی رُوح

اسی مقبرے میں رہتی ہے جس میں اُس کا جسم چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن ایک زمانہ میں وہ اس عقیدے سے پھر گئے اور کہنے لگے کہ تمام روہیں زمین کے نیچے اُس مقام پر جمع ہوتی ہیں جہاں آفتاب جاتا ہے اور زمین کے نیچے سلطنت کا نام مملکتِ غرب رکھا تھا۔ وہاں اُزیریس سلطنت کرتا تھا وہ روحوں کو ان کے اعمال کی پُرسش اور حساب کتاب ہونے کے بعد قبول کرتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ روح جب بدن سے نکلتی ہے تو اندھیرے دالانوں میں داخل ہوتی ہے پھر ایک کشتی پر زمین کے نیچے دریا میں سیر کرتی ہے اور اُس دریا کو عبور کرنے میں قیام اور خوفناک شیطانون کو دیکھتی ہے جو چاہتے ہیں کہ اُسے ٹکڑے کر ڈالیں لیکن اموات کے خداوند مثلاً آتوبیس اور ست اُس کی مدد کرتے ہیں اور اُس کی رہبری کرنے اُس کو حساب کتاب کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہاں اُزیریس قاضی کی طرح بیٹھا ہوتا ہے اور اُس کے بیا لیس نائب ہو جاتے ہیں۔ جو روہوں کے پہنچنے کے بعد اُس کی تحقیقات کرتے ہیں کہ مردہ بیا لیس کبیرہ گناہوں میں سے کسی کا مرتکب تو نہیں ہوا ہے اور اُس کے اعمال کو عدالت کی گھڑاؤ میں تولتے ہیں اور اُس کے وزن کے موافق عذاب یا ثواب پہنچاتے ہیں جو روح عذاب کی مستحق ہوتی ہے اُسے ایک خوفناک جگہ میں پہنچاتے ہیں وہاں اُسے کوڑے لگانے جاتے ہیں اور عذاب میں مبتلا ہوتی سے سائب بچھو اُس کو کاٹتے ہیں یہاں تک کہ آخر تک فنا ہو جاتی ہے۔

لیکن جو روح پاک ہوتی ہے اُس کو امتحان کے بعد کلنگ یا افضس وغیرہ کی کوئی شکل اختیار کرنا پڑتی ہے۔ ایسی روح ان شیاطین سے بھاگ کر جو گھڑیاں اور سانپ کی شکل اختیار کر لے گئے ہوئے ہیں آخر کار خداؤں میں مقبول ہوتی ہے پھر وہ ہمیشہ گولر کے درختوں کے سایہ میں اور اُس ہوا میں جسے شمالی نسیم مٹھدا کر دیتی ہے خوشی سے رہتی اور اُزیریس کے دسترخوان پر بیٹھتی ہے اور وہ کھانے پینے میں ایک دوسری اُس خداوند کے لئے تیار کرتی ہے کھاتی ہے اور عیدہ عمدہ عطر سونگھتی ہے۔

مصری چاہتے تھے کہ جب روحیں حساب کتاب کے لئے جائیں تو اُزیریں کی پٹھنی میں
 اپنے کو بری الذمہ ثابت کر سکیں اس لئے ایک چھوٹی سی کتاب موسوم بہ کتاب اموات تابوت
 کے اندر مومیائی شدہ جسم کے پہلو میں رکھ دیتے تھے اور جو جواب اُزیریں اور اُس کے
 نابوں کو دینا چاہیے اُس میں لکھے ہوتے تھے مثلاً اُزیریں سے پہلے یوں خطاب کرنا چاہیے
 سلام ہو تجھ پر اے سچائی اور عدالت کے خداوند اے میرے مختار میں تیرے
 پاس آیا ہوں تاکہ تیرے کاموں کو دیکھوں تیرا نام اور تیرے بیا لیں ہم سہی
 خداوندوں کے نام میں جانتا ہوں۔

پھر اُس کو اپنی بیگناہی کے ثبوت میں یہ کہنا چاہیے۔

”میں کسی مکاری کا مرتکب نہیں ہوا میں نے کسی کو دھوکہ نہیں دیا میں نے کسی
 بیوہ عورت کو نہیں ستایا۔ کسی محکمہ میں جھوٹ نہیں بولا جو فریض میرے ذمہ تھے
 تھے میں نے اُن کے ادا کرنے میں کاہلی نہیں کی کسی ایسی چیز کے قریب نہیں گیا
 جس کو خداوندوں نے بُرا سمجھا ہو۔ کسی آدمی کو قتل نہیں کیا۔ بے ایمانی سے کسی کو
 قتل نہیں کرایا۔ معبدوں کا کھانا اور خداوندوں کی نذر نیا ز کو نہیں چھوڑا۔ مردوں
 کے کھانے اور پانی کو نہیں اٹھایا اناج وغیرہ اپنے میں کمی نہیں کی کسی کی زمین
 بے ایمانی سے نہیں لی۔ وزن سے کم نہیں بیچا۔ خشکار گاہ میں وقف شدہ جانور
 کو نہیں ستایا خدائی پرندوں کو جال میں نہیں پکڑا۔ متبرک مچھلیوں کو شکار نہیں کیا
 کسی نر کو خراب نہیں کیا نہ اُسے کا ٹاکسی خداوند کے جلوس کے آگے جانے میں
 میں مانع نہیں ہوا۔ میں پاک ہوں۔ میں پاک ہوں۔ میں پاک ہوں۔“

روح کو چاہیے کہ بیا لیں قاضیوں کے سامنے جو اُزیریں کے مددگار ہیں اسی عبارت
 کی تکرار کرے اُس کے بعد اپنے اچھے اعمال گنلے اور نیک کاموں سے اپنی محبت ظاہر
 کر کے خداوند کو خوش کرے۔ مثلاً کہے۔

”میں نے مجھ کو کوروٹی دی ہے۔ پاسوں کو پانی دیا ہے۔ ننگوں کو کپڑے پہنائے ہیں۔ عاجزوں کو سفر میں کشتی عنایت کی ہے خداوندوں کی راہ میں قربانی کی ہے اور مردوں کو مرنے کے بعد خوراک پہنچائی ہے۔ اے قاہنیو مجھ کو نجات دو اور خداوند کے سامنے میری بُرائی مت کرو۔ کیوں کہ میرا منہ پاک ہے اور دلوں کا ہاتھ بھی پاک ہیں۔“

دسویں سلسلہ کے بادشاہوں کے بعد کوئی قیاس سلطنت میں ایسی نہیں ہے کہ اس کتاب کا ایک نسخہ اُس میں نہ ہو۔ مصری اس کتاب کی بعض عبارتوں کو مقبرے کی دیواروں پر مجسموں کے منہ پر تابوتوں پر بلکہ خود مومیائی شدہ لاشوں کے منہ پر بھی لکھ دیتے تھے۔

پانچویں فصل

مصریوں کے قدیم آثار

مصری معماری | مصر کے بادشاہ اپنی یادگار کے لئے عمارتیں زیادہ بناتے تھے بڑی بڑی عمارتیں اور خاص کر زیارت گاہیں اور اپنے مقبرے بنانا اپنا فخر سمجھتے تھے اور چوں کہ عمدہ ہنروں کے مالک و واقف اور اپنے کام کی گرتھے اس لئے اپنے ان مقاصد میں کامیاب ہوتے تھے۔ جب کوئی فرعون کسی عمارت کو بنانا چاہتا تھا تو اپنے معماروں کو پتھر لانے کے لئے پہاڑوں کے اُن سلسلوں میں بھیجتا تھا جو نیل کے کنارے واقع ہیں دیواریں بنانے میں چوڑے پتھر یا وہ پتھر جو ریت بنے تھے کام میں لاتے تھے کیوں کہ اُن کا کٹنا آسان ہوتا ہے لیکن بڑے بڑے مجسموں اور تابوتوں اور میلوں کے میناروں کے لئے جن کو مصری

مسکے ہیں قرمزی یا نیلے رنگ کے پتھر کی سلیں اُن پہاڑوں سے لاتے تھے جو آبشار
سیان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ بڑے پتھروں کو پہلے دریائے نیل کے
کنارے لاتے تھے اور جب دریا کا پانی طغیانی سے پہاڑوں تک پہنچتا تھا تو اُن پتھروں کو
کشتی کے ذریعہ سے اُس جگہ تک پہنچاتے تھے جو جائے عمارت کے نزدیک تر ہو۔ وہاں خشکی پر
وہ پتھر جمع کرتے تھے پھر اُن کو ٹھیلوں پر لاتے تھے جن کو آدمیوں کا ایک دستہ رسیوں
سے باندھ کر کھینچتا تھا۔ اور اُن ٹھیلوں کے ساتھ میں روغن کلمے ہوئے (چمکے) تنجے بچھائے
جاتے تھے۔ ان ٹھیلوں کو عام رعایا کے لوگ یا جنگلی قیدی کسی کسی سو کی تعداد میں مل کر کھینچتے
تھے اور کئی آدمی ڈنڈے لے کر اُن کے سر پر رہتے تھے تاکہ وہ ٹھیلوں کے کھینچنے میں
سستی نہ کر سکیں۔

اہرام کی طرح قدیم عمارتوں میں پتھر نہایت صفائی کے ساتھ کاٹے جاتے تھے اور اُن
جوڑا اس طرح ملائے جاتے تھے کہ بغیر چونے یا مٹی کے بہت مضبوط رہتے تھے۔ پتھر کی سطح پر
انتہا درجہ کی صیقل کیجاتی تھی۔ برعکس اس کے طب کے تمام عمارتوں کی چھوٹی ایک قسم کی مٹی
سے کیجاتی تھی۔ اور اُس مٹی میں مختلف رنگوں سے نقش و نگار بنائے جاتے تھے چونکہ پتھر
اُس مٹی سے بالکل جھپٹا دئے جاتے تھے اس لئے صیقل کی کوئی ضرورت نہیں رہتی تھی۔
چونکہ مصری یہ چاہتے تھے کہ ایسی عمارت بنائیں جو ہمیشہ قائم رہے اس لئے عمارت کی مضبوطی
میں جن چیزوں سے کمی آنے کا احتمال تھا اُن سے بچتے تھے۔ مثلاً وہ طاق بنا سکتے تھے
جیسے ایرانی مصری عمارتوں میں پائے جاتے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ طاقوں پر دروازوں
طرف سے دباؤ پڑتا ہے اور اس سے عمارت کے استحکام میں خلل پڑتا ہے تو انہوں نے
طاق بنانا ترک کر دیا بلکہ دیواروں اور ستونوں پر پتھر کے تختے افقی سمت میں لگائے گئے۔
طب کے کھنڈر | تمام مصریہ گار عمارتوں سے پُر تھا۔ اور تمام دیگر شہروں میں بھی اس
قسم کی عمارتیں تھیں۔ لیکن مصر مظلٰی میں رفتہ رفتہ سب تباہ ہو گئیں اور اہرام کے سوا کوئی چیز

باقی نہ رہی برعکس اس کے طب کی یادگاریں اب تک محفوظ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی آبادی ایک زمانہ میں بالکل خالی اور ویراں ہو گئی تھی۔ جب عیسائی راہب وہاں پہنچے تو انھوں نے وہیں رہنا اختیار کیا۔ اس کے بعد مصری ظالمانہ آئے اور انھوں نے معبدوں میں چھوٹے چھوٹے مکان بنائے۔

شہر طب کے موقعہ پر دو عمارتیں پائی جاتی ہیں ایک کو کرنک (Karnak) اور دوسری کو الا قصر (el-akhsar) کہتے ہیں۔ یہ دونوں نیل کے دہسے ساحل پر ایک دوسرے سے آدھ گھنٹہ کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ یہ دونوں ایک باغ کے ذریعہ سے جس کا طول دو ہزار گز کا ہے باہم متصل ہو گئی ہیں۔ باغ مذکورہ میں پتھر کی پیٹوں کا فرش ہے اور دونوں کناروں پر دو صفوں میں بڑے بڑے ابوالہول بنے ہوئے ہیں جن کا سر بارہ سینے کا ہے۔

دریائے نیل کے بائیں ساحل پر ایک قبرستان تھا اور یہاں سے کوہیسی کو مقبرہ تک جانے کا راستہ تھا۔ یہ مقبرے پاڑ کی چٹانیں کھود کر بنائے گئے تھے کھنڈر ہنوز باقی ہیں ان میں سے ایک ستی کا معبد ہے جس کو اس بادشاہ نے اپنے باپ کی یادگار میں بنانا شروع کیا تھا۔ اس نے اُسے مکمل کیا یہ معبد اب رامسوم (Ramesser) کے نام سے مشہور ہے۔

رامسوم کی دیواریں گھٹکاریوں اور تصویروں سے پُر ہیں جن سے اس کی فتوحات ظاہر ہوتے ہیں رامسوم کے احاطہ میں مہس کا مجسمہ نشست کی حالت میں بنا ہوا تھا اُس کی سترہ میٹر کی بلندی تھی۔ اُس سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر شہر ابو کے نشانات ہیں جہاں تین بڑے معبدوں کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔

۹۹ء میں جب فرانسیسی فوج کی لین ڈوڈی شہر طب کے کھنڈر کے قریب پہنچی تو سپاہی ٹھکن پائس اور گرمی سے بیجاں ہو رہے تھے لیکن جب ان کی نظر ان با عظمت عمارتوں

پر پڑی تو سب تکلیفیں بھول گئے اُس وقت سے ہزاروں سیاحوں نے ان کھنڈروں کی
سیر کی اور سب پر وہی اثر ہوا جس چیز کا اثر آدمی پر سب سے زیادہ پڑتا ہے وہ موضعِ کرناک
کا ستون دار محل جس کا سو گز طول اور پچاس گز عرض ہے۔
ایک فرانسیسی سیاح کہتا ہے۔

”مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں کرناک کے شاندار محل کا کچھ وصف بیاں کروں۔ اگرچہ
جو تفصیل میں بیاں کروں گا اُس کی وجہ سے لوگ مجھے دیوانہ سمجھیں گے۔ اگر تم

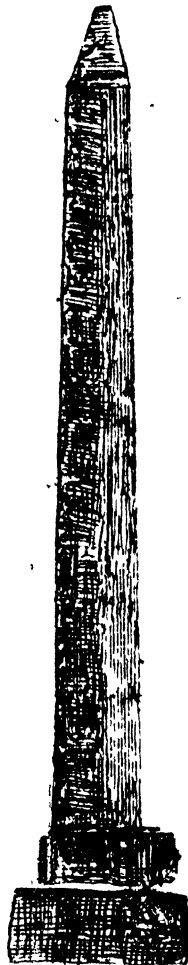


تہذیب میں مسجد کرناک کے کھنڈر

محل کا تصور کرنا چاہتے ہو تو بُرجوں اور ستونوں کا ایک جنگل فرض کر دو ستون تعداد میں ایک سو چونتیس ہیں۔ سب سے زیادہ اونچے ستون کی بلندی ۲۲ گز ہے اور ہر ستون پر چستہ تصویروں اور ہر کلینی خطوط سے بھرا ہوا ہے۔ ستونوں کے سرے کا محیط ۲۱ گز ہے بس یہی کزنک کا محل ہے۔ اور وہ اسی حالت پر اب سے تین ہزار سال پہلے تھا۔ زلزلہ سے فقط بار ستون اور ایک بڑا بُرج منہدم ہو گیا ہے جو ایک گزے ہوئے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتا ہے لیکن ایک سو چونتیس ستون ابھی اُسی طرح کھڑے ہوئے ہیں۔“

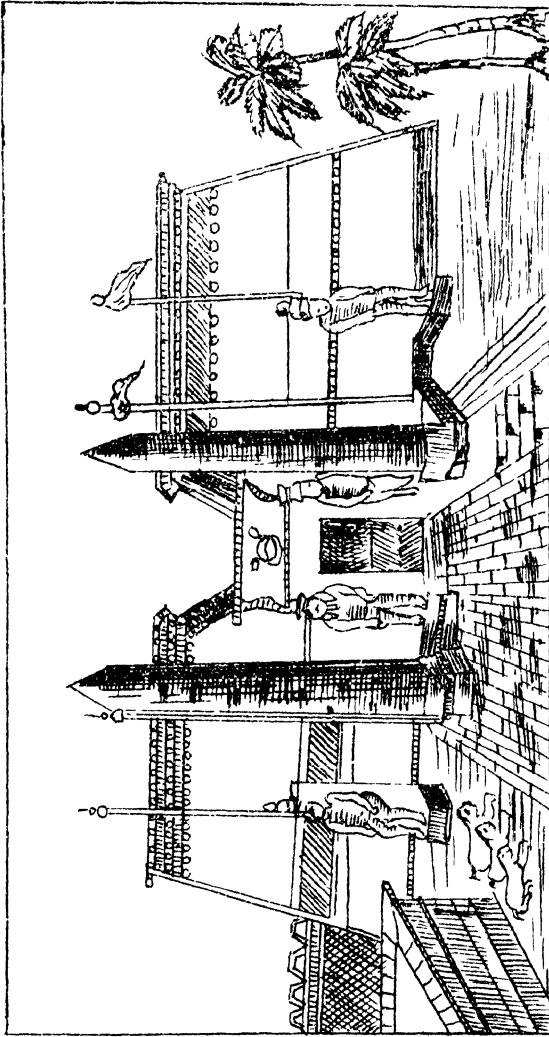
مصر کے معبد کی تعریف | مصری اپنے معبد کو خدا کا گھر سمجھتے تھے۔ اور اُس کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ ناپاک آدمیوں اور چوروں سے محفوظ رہے۔ اس لئے معبد کے گرد ایک مربع احاطہ بناتے تھے جس کی دیواریں بہت اونچی اور چوڑی اینٹوں کی بنائی جاتی تھیں معبد کی دیوار کے پہلو میں غلہ میوہ اور گھی اور پانی رکھنے کے گودام بناتے تھے۔ دیوتاؤں اور کاہنوں کا کھانا پکانے کے لئے نانبائیوں کی دکانیں بھی بنائی جاتی تھیں بتوں کے جواہر و لباس اور عطر و خوشبو رکھنے کے لئے جگرے بنے ہوئے تھے۔ اور ان عمارتوں کے پہلو میں کاہنوں خادموں پُجاریوں اور اُن کے اہل و عیال کے مکانات ہوتے تھے جب ان مکانوں کے جُھر مٹ سے جن کا ایک محلہ بنا ہوا تھا گزرتے تھے تو پتھر کے فرش کا ایک باغچہ ملتا تھا جس کے دونوں طرف ابوالہولوں کی ایک ایک صف نصب ہوتی تھی۔ یہ بڑے بڑے مجسمے سوتے ہوئے شیروں کی شکل کے ہوتے تھے جن کا سر کبھی انسان کے سر کے مانند اور کبھی مینڈھے کے سر کے مانند ہوتا تھا۔ پھر یہ باغچہ ایک دوسرے احاطہ پر ختم ہوتا تھا جو دروازے کے سامنے ہوتا تھا اس دروازہ کے کناروں پر ناقص مخروطی شکل کے دو بڑے بُرج کبتوں اور تصویروں سے بھرے ہوئے بنے ہوتے تھے (معبد کزنک میں اسی طرح کے دو بُرج پائے جاتے ہیں جن کی بلندی چولہائیس میٹر اور چوڑائی ایک سو تیرہ میٹر اور قطر پندرہ میٹر ہے) ان بُرجوں کو یونانی زبان میں پلین (Pylone)

کہتے ہیں۔ پیلن کے سامنے دو اونچے مسئلے سنگ سماق کے نظر آتے تھے جو کہتوں سے بھرے ہوئے تھے مسلوں کی اونچائی بیس سے تیس گز تک تھی۔ یہ ایک ڈال پتھر کی چٹان سے تراشے گئے تھے اور ایک ایک پایہ پر قائم کئے گئے تھے اوپر کے حصہ کو تانبہ کے ایک سرپوش سے منڈھ دیا تھا جس پر سونے کا طبع تھا اور وہ دھوپ میں خوب چمکتا تھا (چند سال قبل معبد الا قصر کے ایک مسئلہ کو جو بنیں گرنے سے زیادہ اونچا تھا پیرس میں لہا کر ایک بڑے میدان میں نصب کیا ہے)



مسئلہ الا قصر

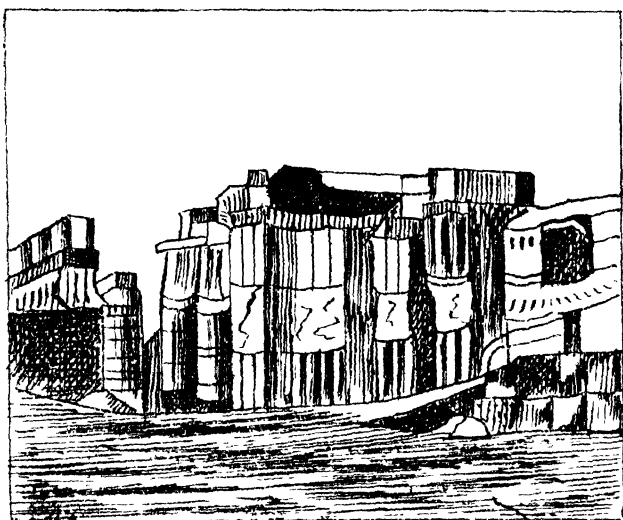
معبد کے دروازے کے دونوں طرف دو پتھر کے بیٹھے ہوئے آدمیوں کے بڑے مجسمے دکھائی دیتے تھے یہ مجسمے اُس عمارت کے بنانے والے بادشاہ کی شکل ظاہر کرتے تھے



معبد الاقصیٰ کا دروازہ

دروازہ سے گزر کر ایک احاطہ ملتا تھا جس میں تھوار کے دن کاہن اور ان کے متعلقین جمع ہوتے تھے اُس احاطہ کے آخر میں ایک قیمتی لکڑی کا دروازہ ملتا تھا جس پر سونے کا کام تھا

اور یہی معبد کا اصلی دروازہ تھا۔ اس کے اندر جانے سے پہلے ایک کمرہ ملتا تھا جس کی کھیت بڑے بڑے ستونوں پر قائم تھی۔ یہ ستون بالکل نقاشی اور مصوری سے چھپے ہوئے تھے اور ان کے سرے لولوس کے پھول یا برگ خرم کے مانند تھے جن کے اوپر سے کسی وقت روشنی کمرے میں پہنچتی تھی۔



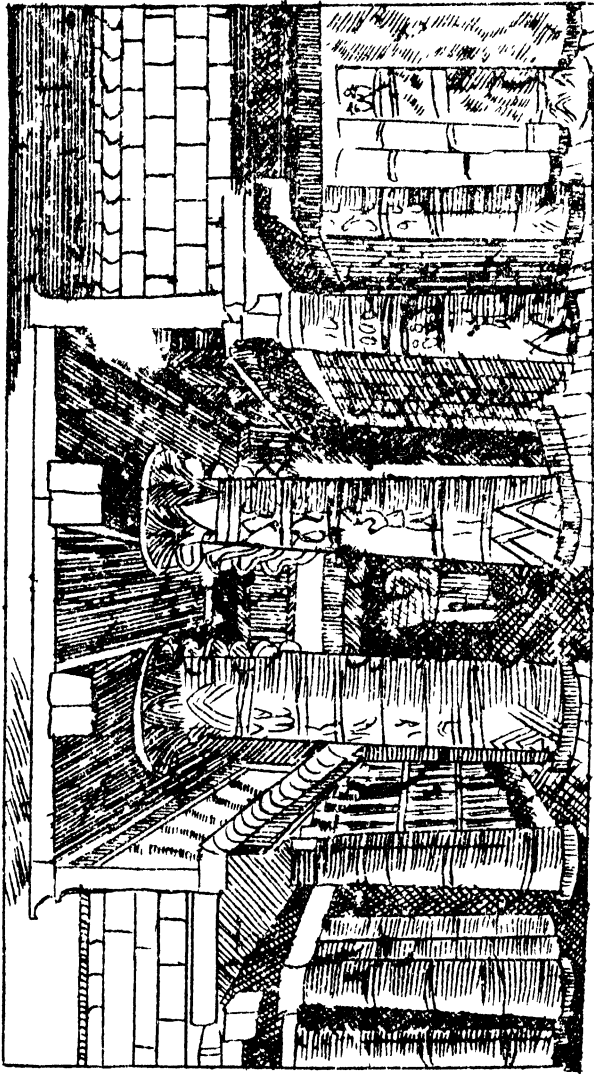
معبد الاقصیٰ میں پتھر کے ستون

مصر کے لوگ وہاں چڑھا دے پڑھاتے تھے اور قربانیاں کرتے تھے۔ کابھن اُس مکان میں جمع ہوتے تھے اور بعض معتقدین کو بھی وہاں جانے کی اجازت مل جاتی تھی تاکہ اُس بُت کی نکلے وقت زیارت کر سکیں جس کو وہ خدا سمجھتے تھے۔ اُس بُت کو ایک صندوق میں رکھتے تھے جو گشتی کے مانند بنایا جاتا تھا۔ اور جسے کابھن اپنے کاندھوں پر اٹھا کر حرم کے باہر لاتے تھے اس ہال کے آخر میں ایک دیلمز تھی جس کے آگے خاص کمرہ یا خلوت گاہ راز تھی اور یہی حق تعالیٰ حرم تھا بعض کابھن وہاں جانے کا حق رکھتے تھے اور وہ کمرہ بہت چھوٹا اور بلند ہی میں بھی بٹے

کمرے سے کم تھا وہاں بالکل اندھیرا رہتا تھا اور ایک لکڑی کی کشتی میں جس پر طسلائی کام کیا گیا تھا یا سنگِ سماق کے چھوٹے سے نماز خانہ میں دیوتا کا بہت استراحت میں مصروف ہوتا تھا۔ آخر میں اس کمرہ کے پہلو یا عقب میں اور چھوٹے چھوٹے تاریک کمرے تھے جن میں معبد کا خزانہ یا عبادت کے متعلق ہتھیار رکھی جاتی تھیں۔

معبد میں داخل ہونے سے آخر تک ہر کمرہ کی کرسی گزشتہ کمرہ سے بلند بناتی تھی اس لئے کل معبد کی سیر میں ہمیشہ بلندی پر چڑھنا ہوتا تھا معبد کی چھتیں پٹی ہوئی تھیں بسے یواریں اور ستون کتبوں نقاشیوں اور نشانات سے بھرے ہوتے تھے جن میں قمری آبی یا طلائی رنگ سے کام لیا گیا تھا۔ بڑے کمرہ میں زمین پر بھی نقاشی کی گئی تھی اس پر گھانٹوں پھولوں اور حیوانات اور ایسے اشخاص کی شکلیں بنائی گئی تھیں جو پڑھا دے کی چیزیں لیتے ہیں۔ اور دیواروں سے آسمان کی فضا ظاہر ہوتی تھی۔ خداوند کی شکلیں حرکت یا سکون کی حالت میں نظر آتی تھیں چھت میں تارے بنائے گئے تھے جن کے درمیان بڑے بڑے کرگس کی شکلیں بنی ہوئی تھیں جو اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے تھے۔

زمین کے نیچے معبد اور مقبرے | مصر کے قدیم مقبرے اہرام کی طرح زمین کے اوپر بنائے گئے ہیں لیکن بارہویں سلسلہ شاہی سے زمین کے نیچے مقبرے تیار ہونے کی ابتدا ہوئی جو پتھروں کی چٹانیں کھود کر بنائے جاتے تھے۔ زمین کے نیچے کے قدیم ترین مقبرے موضعِ نبی حسن کے مقابر ہیں۔ یہ مقبرے گویا غار ہیں جو وسط پہاڑ میں تراشے گئے ہیں ان میں جانے کے لئے ایک چھت کے درمیان سے گزرنا پڑتا ہے جو ستونوں پر واقع ہے اور ہر ستون کا سر سفید پتھر سے تراشا گیا ہے ان مقبروں میں صرف ایک کمرہ اور ایک گراٹا فتح ہے جس میں مردہ کا جسم رکھا جاتا تھا اس کی دیواریں نقاشی اور تصاویر سے بھری ہوئی ہیں۔ جن سے اس زمانہ کا تمدن اور روزِ مردہ کے واقعات زندگی معلوم ہوتے ہیں۔ پہلے پہل جب یہ کمرے کھولے گئے تو ان کی نقاشی تازہ تھی لیکن جب



محبوبہ کا ایک کمرہ

سیاحوں نے مشعل لے کر وہاں جانا شروع کیا تو دھوئیں سے کالی ہو گئی۔ بہت سی زیر زمینیں
متحارب شہر طبرک کے مغربی جانب کے پہاڑوں میں اٹھارہویں صدی شاہی میں بنائے گئے ہیں
اور تقریباً ایک فرسنگ پہاڑ میں اوپر سے نیچے تک سوراخ کئے ہیں۔ یکیں کیں صرف

سو گز کی بلندی تک پہنچا رکھ دیا گیا ہے۔ اس موقع پر کمرے اس قدر تنگ اور گرم بنائے گئے ہیں کہ یونانیوں نے ان کو ٹیٹیوں سے تشبیہ دی ہے۔ اب تک پچیس قبرستان ہاں معلوم کئے گئے ہیں جن میں بادشاہوں کی قبریں ہیں ان کے علاوہ کئی سو فاراد ہیں جن کا راستہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔

زیریں قبروں کا دروازہ پتھر سے کانٹا گیا ہے جو غالباً پتھروں اور ریت سے بند کیا گیا ہے تاکہ مردہ کو تکلیف دینے کے لئے کوئی آدمی وہاں نہ جاسکے۔ اصل دالان ڈھالواں ہے جو ۶۰ یا ۸۰ گز تک پہاڑ کے نیچے چلا جاتا ہے (رہس سوم کے قبرستان کے دالان کا طول ایک سو پچیس میٹر ہے) اور اس کمرہ میں جا کر مل جاتا ہے جہاں مردہ کا تابوت رکھا گیا ہے اس کمرہ کی دیواریں اور چھت نقاشی اور تصویروں سے مزین ہیں اور یہ تمام کام مشعلوں کی روشنی میں کیا گیا ہے تاکہ سولے مردہ کی رُوح کے کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔

قبر اور تابوت کو آدمیوں اور چوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام تدبیریں صرف کر دیتے تھے جس سیاح نے سستی اول کی قبر کو معلوم کیا ہے اُس نے پہلے ایک اور دالان پایا جہاں سے وہ دوسرے زینے اور دالان میں وہاں سے ایک چھوٹے سے کمرہ میں پہنچا جو ایک چوڑے اور گرم کنویں سے جاملتا تھا جب سیاح کنویں میں داخل ہو کر نیچے گیا تو وہاں کوئی راستہ نہ ملا۔ لیکن کنویں کے اوپر ایک تیر بنا ہوا تھا اور کنویں کے اُس طرف دیواریں جو نقاشی سے بھری ہوئی تھیں ایک سوراخ نظر آیا۔ بعض لوگوں نے اس راز کو کھولا کہ سستی اول کی قبر اُسی جگہ ہے۔ وہ اُس تیر کے رخ پر چل کر اُس سوراخ سے گزرے اُس سوراخ سے دوسرے چھوٹے بڑے کمرہ میں پہنچے کہ اُن میں سے بعض بند تھے۔ آخر کار ایک کمرہ میں پہنچے وہاں سفید سنگ مرمر کا تابوت رکھا تھا۔ شاہد یہ تابوت بھی بادشاہ کا نہ تھا اُس کمرہ کی زمین نیچے سے خالی معلوم ہوتی تھی جب اُس میں سوراخ کیا تو ایک زینہ ملا جو ایک دالان میں جاتا تھا اور وہ دالان بہت گہرا تھا۔ اُس

راستہ سے چالیں گز لگے نہ جاسکے کیوں کہ راستہ کسی خرابی کی وجہ سے مسدود ہو گیا تھا۔
 طب کے بادشاہوں نے زمین کے نیچے معابد بھی بنائے ہیں اور وہ عمارتیں کاشہ
 نیل کے کنارے ہیں۔ آبشاروں کے بالائی حصہ ملک میں جس کو ایتوپنی یعنی توبہ کہتے ہیں بے
 بڑا معبد ۸۰ گز بلند ہے اُس میں دو معبد بہت زیادہ مشہور ہیں جو موضع ایسا مبول
 (Isamboul) (ابو سمبل) میں رمس دوم کے زمانہ سلطنت میں تیار ہوئے
 ہیں۔ اُن کی تعمیر زمین کے اوپر کے معابد سے مشابہ ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ پتھر سے
 بنائے جائیں پتھر تراش کر تیار کئے گئے ہیں۔ اور اُن کا جلو خانہ بھی پتھر کا تراشا گیا ہے
 اُس کا دروازہ دریائے نیل کے اوپر کھلتا ہے۔ چھوٹے معبد کا جلو خانہ چھ استادہ مجسموں
 مرکب ہے جن کی بلندی دس گز ہے۔ اُن میں سے چار مجسمے رمس کے اور دو اُس کی
 بیوی کے ہیں۔ اور بڑے معبد کا جلو خانہ چار مجسمے ہوئے مجسموں سے مرکب ہے اور یہ چار
 مجسمے رمس کے ہیں جن کی بلندی بیس گز ہے اُن کے اوپر بائیس مجسمے ہوئے بندر لیا
 کی ایک صف ہے جن کی بلندی ۲۲ گز ہے بڑے معبد کا اندرونی حصہ دروازہ سے
 لگائے کمرہ کے آخری سرے تک پچاس گز ہے۔ سب سے پہلا کمرہ جو سب سے بڑا ہے سترہ گز
 لمبا اور پندرہ گز چوڑا ہے اور دونوں طرف کی دیواروں میں آٹھ مجسمے دس دس گز اونچے
 ترشے ہوئے ہیں۔ اور کمرہ کا تمام اندرونی حصہ کبتوں اور تصویروں سے چھپا ہوا ہے۔
قدیم سلطنت کے مجسمے | مصر میں سنگ تراش اور مجسمہ تراشنے والے اپنے
 فن میں بڑے ماہر گزرے ہیں۔ ہم اُن کے نام نہیں جانتے لیکن اُن کی بنائی ہوئی چیزوں
 سے اُن کے کام کی اہمیت معلوم کر سکتے ہیں۔ شہر نفیس کے گرد بہت سے مجسمے مقبروں
 میں پتھر اور لکڑی کے پائے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ وہ تصویروں اور
 مورتیں اُن مردوں کی ہیں جو ان قبروں میں دفن ہیں سب سے قدیم پتھر کا نبت سپائی
 (Sepa) کا بن اور اُس کی بیوی نزا (Nesha) کا بن ان مجسموں کے متعلق

منن کی طرح شکستہ ہیں۔

اہل طب خصوصاً اٹھارویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ سے گلُس بنانے کا شوق رکھتے تھے انھوں نے دروازوں کے دونوں طرف اور معبدوں کے احاطوں کے اندر اس قسم کے اکثر مجسمے بنائے ہیں۔ الاقصیٰ میں قریباً دس ٹوٹے ہوئے مجسمے اسی طرح کے پائے جاتے ہیں۔ وہ سب بادشاہوں کی تصویریں ہیں جو ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھتے ہوئے بیٹھے ہیں جسے بڑا مجسمہ میں میٹر اونچا ہے۔ یہ سب بہت سخت اور صاف پتھر کے بنائے گئے ہیں۔ چونکہ ان کے تراشنے کے لئے سنگ تراشوں کے پاس سوائے آلات برنجی اور سنگی کے کوئی اور چیز نہ تھی اس لئے یہ کام بہت مشکل اور طویلانی ہوتا تھا اور وہ لوگ مجبور ہوتے تھے کہ ان مجسموں کو دُور اور سنگین شکلوں میں بنائیں۔

نقوشِ جبرستہ | مصر کے معبدوں اور مقبروں کی دیواریں ایسے خطوط اور نقوش سے مستور ہیں جو فولادی قلموں سے کھودے گئے ہیں۔ یہ نقوش یا تو پہاڑوں کے وسط میں کھودے گئے ہیں یا پتھر کی سلوں پر کھود کر دیواریں نصب کر دیا ہے۔ یہ کندہ اور ابھرے ہوئے نقوش اکثر ان اوزار اور چیزوں کے ہیں جو نیرخ ہیں اور مجمع کی شکل میں بنائے گئے ہیں ان سے قدیم مصریوں کے واقعات زندہ کی مثلاً جنگی معرکے۔ میلے اور تہوار اور مختلف کاروبار ظاہر ہوتے ہیں۔

شاہانِ سلسلہ اول کے وقت کی اکثر تصویریں بہت اچھی بنی ہیں مصر کی گایوں اور خجروں کی شکلیں بنائی ہیں۔ لیکن اٹھارویں سلسلہ کے بعد سے اکثر صورتیں بچیاں اور بھتی ہیں۔ گھوڑے گویا لکڑی کے ہیں انسان بھی خشک اور بیجان اور ایک دوسرے کے مشابہ نظر آتے ہیں۔ سنگ تراش جس وقت چاہتے تھے کہ ایک صف سپاہیوں یا کارگروں کی بنائیا تو سب کو ایک شکل پر بنا دیتے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے صناعتوں نے دوسرے کے کاموں کی نقل شروع کر دی ہے اور وہ دنیا کی حالتِ ادب و طبیعت کا اندازہ بھول گئے ہیں

نقشہ | عصر کے لوگ اپنی عمارتوں اور مومبائی شدہ لعشوں کو نقشہ شے سے بھرتے تھے لیکن اُس زمانہ کی نقاشی اور زمانہ مال کے پردوں کی نقشہ شے میں کوئی مناسبت نہیں ہے اُن کی نقشہ شے فقط رنگین خطوط ہیں جن میں روشنی اور سایہ کا پتہ نہیں (تقریباً ہمارے زمانہ کے حماموں کی نقاشیوں کے مانند) نقاش ایک تختہ پر بال کی تلم سے کام کرتے تھے اور رنگ میں پانی اور ایک قسم کی گوندہل کرتے تھے اُن کے رنگ عام طور پر کثرت کی۔ قرمز۔ زرد۔ سبز۔ سیاہ۔ مشکلی اور سفید ہوتے تھے مگر وہ بہت چمکدار بناتے تھے کیوں کہ تین ہزار سال زیادہ گزر جانے کے بعد بھی اب تک تازہ ہیں۔

مصری خط | معلوم نہیں کہ مصریوں نے کھنا کب سے شروع کیا لیکن اس قدر معلوم ہو سکا کہ یہ لوگ بہت پرانے زمانہ سے کھنا جانتے تھے۔ پیدہ پہل ان کی تحریر یہ تھی کہ جس چیز کا نام کھنا چاہتے تھے اُس کی صورت بنا دیتے تھے۔ مثلاً اگر آدمی کھنا چاہتے تو ایک آدمی کی تصویر اور مرغ لکھنے کے لئے ایک مرغ کی صورت بناتے تھے۔ اس بنا پر مصریوں کے اکثر اشارے چھوٹی چھوٹی تصویروں کی شکل میں ہوتے تھے۔ مثلاً آدمی۔ آلات۔ اوزار۔ ہتیار۔ چشم۔ کرگس۔ قاز اور حیوانات کے سر وغیرہ۔ انہیں شکلوں میں عمارتوں کے کتبے لکھے جاتے تھے۔ ان شکلوں کے بنانے میں وہ سخت محنت برداشت کرتے تھے۔ یعنی انہیں پتھر میں کھودتے تھے اہل یورپ اس خط کو ہیر گلیف *Hieroglyph* کہتے ہیں لیکن ایک اذہم ان شکلوں کے معنی میں تغیر ہو گیا اور ایک شکل سے فقط لغت کا پہلا حرف ظاہر ہونے لگا۔ مثلاً مرغ کی شکل سے نیم اور شیر کی صورت سے شیر اور کبوتر سے کاف۔ مگر اسی لئے لگے لیکن اس خط میں اکثر مکرر نشان بھی بہت پائے جاتے ہیں یعنی چند علامتوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں اور بعض علامتیں ایسی ہیں جو بجائے ایک حرف کے پورے ایک کلمے کے معنی دیتے ہیں خلاصہ یہ کہ مصری خط کئی سو علامتوں سے مرکب ہے اور اُس کا پڑھنا بہت مشکل ہے چونکہ اس خط میں ہر علامت اپنی پہلی علامت سے ممتاز لکھی جاتی تھی اس لئے اس کی سیدھی طرف سے اُلٹا

یا لٹے یا نب سے سیدھی جانب لکھنے میں کوئی فرق نہیں تھا جب ہیر گلیف خط کے لکھنے میں وقت معلوم ہوئی اور مصریوں کو جلد لکھنے کی ضرورت پڑی تو انھوں نے اپنے علم کے دفتر اور کتابوں کے لئے علامتوں کو آسان شکلوں میں بدل دیا اس طرح ایک اور خط پیدا ہوا جس کو اہل یورپ ہیراتیگ (Hieratique) یعنی مقدس کہتے ہیں۔

یہ خط نے قلم سے سیدھی جانب سے اولیٰ طرف کاغذ پر لکھا جاتا تھا۔ اکیسویں صدی کے بعد ایک اور قسم کا خط ایجاد ہوا جس کو دیمیتیگ (Demetique) یعنی دیمیتی کہتے ہیں اس کا لکھنا تو بہت آسان تھا لیکن پڑھنا بہت مشکل تھا۔

پہلی فصل

قدیم مصریوں کے آداب اور صنعت و حرفت

فرعون | مصری زبان میں مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے اور اُسے سورج کا لڑکا جانتے تھے اور سورج کو اپنا خداوند تصور کرتے تھے بلکہ خود فرعون کو بھی خداوندوں میں گنتے تھے اور اُس کو خدائے مہربان اور ہر دس مقتدر کہتے تھے اور اُس کو برابر سجدہ کرتے تھے۔ بلکہ اُس کے واسطے مسجد بناتے تھے۔ یہ خصوصیت کسی خاص بادشاہ کے ساتھ نہ تھی بلکہ تمام فرعون مصریوں کے نزدیک یہی درجہ رکھتے تھے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فرعون نے خدائی کا بیٹا کیا وہ اسی وجہ سے ہیرس دوم کی مورت ایک جگہ قد آدم بنائی ہے گویا وہ کھڑا ہوا ہے اور اُسی کے مقابل ایک اور تصویر ہے جس میں ہیرس دو خداؤں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے کھڑا ہوا اس بیٹھے ہیرس کی پرستش کر رہا ہے اور اُس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بادشاہ دنیا پانی عبادت کرتا ہے۔

فرعون کی الوہیت کا نشان وہ تاج ہوتا تھا جسے وہ زیب سر کرتا تھا وہ پتھر کے ایک ایسے منقوش تخت پر جلوس کرتا تھا جس پر نفیس اور قیمتی پارچے کے تکے لگائے جاتے تھے اُس وقت مصریوں کا فرض ہوتا تھا کہ خداوندوں کی طرح اُس کے آگے سرِ اطاعت خم کریں اسی لئے فرعون کو تمام ملک میں پورا اختیار حاصل تھا کہ اگر وہ چاہے تو سب لوگوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے اور یہی وجہ ہے کہ مصر کے فرعون اس قدر بڑی عمارتیں اپنے بھائے نام کے لئے بنوائے۔

عمارت شاہی میں فرعون کے لئے ایک وسیع محل بنایا جاتا تھا اُس کے گرد فرعون کی بیویاں رہتی تھیں۔ خدام اور ملازم اکثر اوقات فرعون کے ساتھ رہتے تھے۔ چند نگران میں زیادہ معزز تھے۔ اُن میں سے دو آدمی دوتے جو کھیاں جھلا کرتے تھے۔ وہ فرعون کے دائیں بائیں رہتے تھے۔ اور محافظ پتر (چتر نگاہدار) و محافظ اسلحہ (کماندار شاہی) و کمانڈنگ انسرباڈی گارڈ (رئیس تحفظین بادشاہ) و خواجہ سرا (سرمدار باشی) و بخیر (مدیر انبیہ) و داروغہ صطل (میرآخور) و محرر شاہی (کتاب دار) منتم مجالس موسیقی و مناظر ذخیرہ (ناظرانبارہائے سلطنتی) و داروغہ مویشیان شاہی (صاحب جمع گلہ ہائے شاہ) و خزانچی (خزانہ دار) فرعون کے یہ نوکر جن کا اوپر ذکر ہوا سب زیادہ معزز تھے۔

فرعون کی کشتیاں طلمائی اور اُس کے بادبان زرد و زری پارچہ کے تھے اُس کے گھوٹوں کا ساز و سامان بہت زرق برق تھا۔

فرعون جس روز سرکاری طہ سے باہر نکلتا اور آدمیوں کو اپنی صورت دکھاتا تھا اُس روز عام اجازت ہوتی کہ جو چاہے بادشاہ کی زیارت کرے۔ اُس وقت بادشاہ کے ہمراہ بڑا جلوس اور شکر ہوتا تھا۔ چنانچہ اُس کے جلو میں ۲۲ کاہن آمن کے مجسمے کا ندھوں پر اٹھائے ہوئے چلتے تھے اُن کے پیچھے ایک کاہن انگیٹھی لئے چلتا تھا۔ اُس کے بعد ایک منشی نظر آتا تھا جس کے ہاتھ میں شاہی تقریر ہوتی تھی پھر فرعون ایک تخت پر بیٹھا دکھائی

دیتا تھا۔ اُس کے سر پر ایک پتھر ہوتا تھا بارہ آدمی نہایت قیمتی لباس پہنے ہوئے اس تخت کو اٹھائے رہتے تھے۔ بادشاہ کے دونوں طرف معزز لوگ ہوتے تھے جو بادشاہ پر نیکھا جھلے جلاتے تھے۔ اور بعض بادشاہ کے ہتیار اور نشان لئے رہتے تھے۔ بادشاہ کی سواری کے پیچھے شاہزادے اور شاہی محافظ ہوا کرتے تھے۔

کاہن | عبادت گاہوں کی حفاظت اور امور قربانی کے لئے کاہن مقرر تھے جن کا ذریعہ معاش اُس جائیداد کی آمدنی تھی جو فرعون نے معابد کے لئے وقف کر دی تھی۔ اُن کی تعداد زیادہ تھی۔ کیوں کہ ہر معبد میں حسب تفصیل ذیل کی کاہن ہوا کرتے تھے۔ ایک بڑا کاہن یعنی سب کاہنوں کا سردار۔ ایک معبد کا پاسبان ایک محرر جو سب مال و اسباب کی فہرٹیں لکھتا اور اپنے پاس رکھتا تھا ایک کاہن لباس کی حفاظت اور امور قربانی کے لئے۔ ایک منجم چند طبیب۔ چند آدمی جنوط کرنے والے۔ چند معبد کے ملازم اور چند آدمی مقدس حیوانات کو خوراک دینے کے لئے۔

کاہنوں کے لئے معبد ہی میں مکان بنے ہوتے تھے۔ اور اُن کا یہ کام تھا کہ عبادت و ریاضت میں عمر بسر کریں ہر ایک گورات دن میں دو مرتبہ غسل کرنا ضروری تھا۔ وہ بدن کے تمام بال حتیٰ کہ ابرو تک روزانہ ترشواتے تھے۔ کتانی لباس اور کاغذ کے جوتے پہنتے تھے۔ بکری۔ سور اور مچھلی کا گوشت اور لوبیا نہیں کھاتے تھے کیوں کہ اُن کو دیوتاؤں کے حضور میں باریاب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ پاک و صاف رہنے کی ضرورت تھی۔ نیز وہ روزانہ روزے رکھتے تھے اور ایک سے زیادہ شادی نہیں کر سکتے تھے۔

فوج | فرعون اپنی خدمت میں بڑا لشکر رکھتے تھے اس لحاظ سے اُس کے لشکر کی تعداد چار لاکھ تک پہنچتی ہے۔ اوقات صلح میں اُن کا گزارہ اُس مختصر جائیداد کی آمدنی پر ہوتا تھا جو بادشاہ نے اُن کو دے رکھی تھی۔ لیکن جب سرحد کے شہروں کی حفاظت یا سرکاری عمارتوں کی نگہبانی میں مصروف ہونے لگتے تو اُہرت یا مخصوص تنخواہ لیتے

تھے۔ لشکر کے لوگ زمانہ جنگ میں شاہی السلحہ خانہ میں جا کر مسلح ہوتے تھے اُن کے ہتیا خود ڈو حال۔ بکمان اور نیزہ تھے۔ پہلے شاہی سلسلوں کے زمانہ میں تمام فوج پیادہ چلتی لیکن سلاطین ہیکس کے زمانہ میں فوج کا ایک دستہ بنایا گیا جو گاڑیوں پر سوار ہوتے تھے۔ فوج کے افسر سپاہیوں میں سے منتخب کئے جاتے تھے۔

ایک اہل قلم نے اپنے شاگرد کے لئے اہل فوج کے مصائب کی تشریح کی ہر منجملہ اُس کے اکتا ہی۔

تو سمجھتا ہے کہ سردار ان فوج اہل قلم سے خوش قسمت ہیں۔ آؤ ہم فوجی افسروں کا کچھ حال بیان کریں۔ پہن کے زمانہ میں اُن کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور اُن کو فوجی بارک میں قید کرتے ہیں اُن کے پیٹ پر زخم پڑ جاتا ہے آنکھوں اور ذونوں ابروؤں کا بالائی حصہ بھی زخمی ہو جاتا ہے (ان سے وہ زخم مراد ہے جو زرہ اور خود پسینے سے پڑ جاتا ہے) ان کا سر جابجا سے پھٹا اور میلا ہوتا ہے اور کاغذی گھاس کے مٹھے کی طرح جو کاغذ بننے کے لئے کوٹا جاتا ہے۔ پیتا کٹتا رہتا ہے۔ آؤ اب ہم اُن کے شام اور دوسرے دور و دراز ممالک کے سفر کی مصیبتیں بیان کریں۔ بیچارہ فوجی افسر خچر کی طرح اپنی روٹی پانی کا بوجھ اپنے کانٹے پر اٹھاتا ہے درد سے اُس کی کمر ٹوٹی جاتی ہے ناگوار اور خراب پانی پیتا ہو اپنے مقررہ مقام پر پہنچتا ہے۔ پھر جس وقت دشمن کے سامنے پہنچتا ہے تو کانپتا ہوتا ہے اور اُس کے اعضا میں قوت باقی نہیں رہتی جب وہ مصر میں پلٹ کر آتا ہے تو وہ اُس لکڑی کے مانند ہوتا ہے جسے کیرٹے نے کھا لیا ہو۔

اس کے بعد مذکورہ بالا نشانہ پر دراز جنگی سواروں کے افسروں کی طرف اپنی قلم لپکھ کر کہتا ہے۔

آؤ اب تم سے فوجی گاڑی والے افسروں کی پرشقت و تکلیف زندگی کا حال بیان

کریں۔ اور اُن کی حالتِ زار کا نظارہ کر رہیں۔ اس پیش میں انسان شاگردی کرنے اور اُس کو سیکھنے کے بعد سب سے پہلے اہل علم میں جاتا ہے کہ اُن کی حسرت کے حضور میں کوئی گھوڑا اُس کاڑی کے لئے جو اسے سپرد کی گئی ہے انتخاب کرے تو تیرکب اور اچھی سے اچھی مادہ انتخاب کرے۔ اور اُن خیال سے کہ اپنی جوڑی کو لئے کر اپنے مرکزہ قیام گاہ پر پہنچے اپنی گاڑی کو کتا ہے اور اُس پر سوار ہوتا ہے اور چاروں گھوڑوں کو ہانکتا ہے مگر یہ کام اُس کے بس کا نہیں ہے۔ مال و سبائب کے وہ گاہک جو خود بھاری ہے پھر اُس کو سامانِ میت لے لے جاتا ہے دشوار ہے جبور اُس کو پید چلنا اور خود اس کو کھینچنا پڑتا ہے۔ رستہ میں درختوں کے درمیان سے گزرتے وقت سانپ پاپوں پر چلتا ہے یہ خونخوار گزند اُس کے پاؤں میں کاٹ لیتا ہے اس کی اڑی میں سانپ کے کاٹنے سے سُورخ ہو جاتے ہیں۔ تو وعدہ و حاضری کے وقت بھی وہ آسودہ نہیں ہونے پاتا اور ذرا آرام نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذرا قصور سرزد ہونے پر اُس کو زمین پر لٹاتے اور تلو ضرب بید لگاتے ہیں۔“

اہل قلم بادشاہ کچھ ایسے لوگ بھی ضرور دیکھتا تھا جو ملک کا انتظام کریں کاشتکاروں کے حقوق مقرر کریں اور پہنچائیں۔ اُن سے محاصل وصول کریں اور تمام معاملات غور اور نگہ رانی سے انجام دیں ان اشخاص میں لکھنے پڑھنے اور حساب کی قابلیت ہو نا ضروری تھا اس قسم کے لوگوں کو دبیر کہتے تھے ایک حساب جاننے والا معزز دبیر۔ انجینئر معمار حاکم اور کاہن بلکہ سردار ہو سکتا تھا۔ حاصل یہ کہ لائق آدمی ہر جگہ اور ہر عہدہ پر پہنچ سکتا تھا دبیر مذکورہ بالا اپنے لڑکے کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

”یہ ذہنی دبیری سب فنون سے بہتر ہے میں نے جو تجھ کو مدرسہ میں بھیجا ہے تو اُس کی محبت کی وجہ سے ہی جو میں فطرتاً تجھے رکھتا ہوں کیوں کہ جو کام مدرسہ میں کئے جاتے ہیں وہ ہمیشہ رہنے والے اور ہار کی طرح سے مضبوط ہوتے ہیں۔“

رعایا | مصر کی رعایا کاشتکار تھی جو بادشاہ اور کھنوں اور مصری بزرگوں کے لئے کھیتی کرتی تھی۔ اُن کی کوئی ذاتی ملکیت اور زمین نہ تھی اُس ملک کی گرم و خشک آب و ہوا کسی زندگی میں زیادہ مصارف نہیں ہوتے تھے۔ مصری تقریباً اپنا تمام وقت جنگل میں گزارتے تھے اور جنگلی غذا کھاتے تھے بلکہ جنگل ہی میں سوتے تھے اسی لئے اُن کے گھر چھوٹے چھوٹے اور سامان سے خالی ہوتے تھے۔ وہ لوگ لباس کے بھی زیادہ محتاج نہ تھے۔ کام کرنے والے فقط لنگی باندھتے تھے وہ بھی اتنی نہ ہوتی تھی جو راتوں تک پہنچ سکے۔ عورتیں ایک قسم کا پیرہن پہنتی تھیں جو کتان کا بنایا جاتا اور لڑکے بالکل برہنہ رہتے تھے۔ خوراک بھی بالکل سادہ تھی وہ اکثر سبزی اور کاغذی گھاس کی جڑیں کھاتے تھے ایک بچہ کے کل مصارف پندرہ سال کی عمر تک ہمارے زمانہ کے ساڑھے تالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔

کاشتکاروں کے لئے ضروری تھا کہ اپنے پیداوار کا ایک حصہ بادشاہ کے یہاں داخل کریں۔ دبیر اُن کا مالی یوں دکھاتا ہے۔

شاید تم نے دہقانوں کی حالت پر غور نہیں کیا ہے جو زمین کو جتنے اور بونے میں مشغول رہتے ہیں جب تک محصول فراہم نہ ہو حصہ شاہی کی تشخیص کرنے والے اُن کے سر پر موجود رہتے ہیں۔ تحصیلدار لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے اور سپاہی خورے کی چوٹیاں لئے ہوئے اُن کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اور اُن پر دباؤ ڈال کر زور دیکر



عمال مصر کا رعایا سے تحصیل محصول

غلہ طلب کرتے ہیں اگر چہ پارہ دہقان غلہ نہیں رکھتا تو اُسے زمین پر لٹ کر بانڈتے ہیں اور نہر کے کنارے تک بکھینچ کر لے جاتے ہیں اور سر کی طرف سے پانی میں ڈالتے ہیں۔“

جس وقت بادشاہ کوئی عمارت بنوانا یا نہر کھدوانا یا مسٹرک بنوانا چاہتا تھا تو تمام اہالیانِ سلطنت بیکار کے لئے مجبور کئے جاتے تھے۔ پہلے حاکم کے نام ایک حکم صادر ہوتا تھا وہ آبادی میں اُس کا اعلان کرتا تھا اور مزدوروں کو خبردار کرتا تھا کہ حکم کتنے ہونے کے بعد سب آدمیوں کا فرض تھا کہ کام پر پہلے جائیں اور پندرہ دن یا ایک مہینے کی خوراک اپنے ہمراہ لے لیں کسی قدر میٹھی روٹیاں پیاز اور باقلا لے قبلی بھی اپنے ساتھ لے جائیں کام کی جگہ پنچر معماروں اور کام کے ماہروں کے ماتحتی میں مزدوری کریں۔ مزدوروں کو کام لینے والے مارپیٹ میں بالکل دریغ نہیں کرتے تھے۔ پندرہ یا تیس دن گزرنے کے بعد دوسری جماعت کام پر آ جاتی تھی اور یہ لوگ واپس پہلے جاتے تھے مگر اکثر آدمی واپس نہ جاسکتے تھے۔

حکومت | سلطنت کے کارکنار لوگ رعایا کے باب میں بالکل مختار تھے کہ وہ جس طرح چاہیں اُس سے کام لیں اور اُن کو اپنا میٹھ رکھیں بہت سے لوگ فراشوں کی طرح جو لکڑی سے فرش کو جھاڑتے ہیں، ہاتھوں میں لکڑیاں لئے رہتے تھے اور جب وصولِ تحصیل کے لئے جاتے تھے تو ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ اگر وصولِ مالگذا رسی میں توقف ہوتا تھا



مصری عمارت کی بنیاد

توان کے پیٹھ اور پاؤں پر لکڑیاں لگواتے تھے۔ مصر کے لوگ لکڑی کو آلہ حکمرانی اور سبباً تربیت سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جوان آدمی کی پیٹھ لکڑیاں کھانے کے لئے ہر جب کسی شخص کی لکڑی سے خبر لی جاتی ہے تو حکم پر اچھی طرح کان لگاتا ہے۔ مصر کے آدمی نرم مطیع فرماں بردار بچوں کی طرح خوش خلق تھے اور اب بھی اُسی طرح ہیں۔ لکڑی سے پٹنے کے وقت نہ کبھی مارنے والے کا مقابلہ کرتے اور نہ کبھی حکومت سے بغاوت کرتے تھے۔

یتو ہارا مصر کے لوگ میلوں اور تفریحوں کے عاشق تھے۔ وہ یتو ہاروں کے دنوں میں اپنے دیوتاؤں کے معبدوں گے قریب گانے اور ناچنے کے لئے جمع ہوتے تھے ہیرڈولس یونانی سیاح نے اُن کے بوباست کی عید کی بعض چیزیں دیکھی ہیں اور اُن کو روایت کیا ہے کہ وہ کہتا ہے :-

مُصری عورت و مرد کشتیوں میں بٹھکر دریائے نیل کو طے کرتے ہیں کشتی پلانے میں اُن کی عورتیں چٹکیاں بجاتی ہیں اور مرد نے بجاتے ہیں۔ بعض عورتیں اور مرد آواز ملا کر گاتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ جس وقت کسی شہر کے نزدیک سے گزرتے ہیں تو کشتی کو کنارے کے قریب لاتے ہیں۔ اس وقت کشتی کی بعض عورتیں گانے اور چٹکیاں بجانے میں مشغول ہوتی ہیں اور بعض بلند آواز سے شہر کی عورتوں کو نکالیاں دیتی اور محسوس کرتی ہیں وہ ان کی طرف دیکھتی اور ناچتی ہیں۔ جب بوباست میں پہنچ جاتے ہیں تو عید کی رسم اَوّل ہوتی ہے۔ اُس دن سال کے باقی دنوں کے برابر شراب پیتے ہیں۔ عید کے دنوں میں اُمراء دعوتیں کرتے ہیں بیسنہا مہمانوں کو ایک بڑے کمرے میں لیجاتے ہیں۔ غلام اُن لوگوں کے سر پر پھوپھو کے تاج رکھتے اور شراب پلاتے ہیں اُس کے بعد چھوٹی چھوٹی میزیں لائی جاتی ہیں جن پر مہنری پرندوں کا گوشت شراب روئی انجیر اور انگور کے خوش رکھے ہوتے ہیں۔ مہمان چھوٹی چھوٹی صندلیوں پر یا خالی زمین پر بیٹھ کر میوسے اور

گوشت کو ہاتھ سے اوپری چیزوں کو چھپے سے کھاتے ہیں۔ اسی دوران میں گانے
دلے آتے اور چنگ بانسری اور ڈھول بجاتے ہیں۔ عورتیں ناچتی اور لگاتی اور
گیسند بازی کرتی ہیں۔

صنعت و تجارت | مصر کے لوگ سونا چاندی تانبہ اور لوہے کا سامان بنانے

سے بے خبر نہ تھے۔ ہماری بہت سی صنعتیں انہیں معلوم تھیں۔ جب ہم چار ہزار برس پہلے
کے مقبرے کھولتے ہیں تو ہم کو ایسی چیزیں ملتی ہیں جن کی نسبت ہم خیال نہیں کر سکتے
کہ وہ اس قدر پرانی ہوں گی۔ لوہے کے عجائب خانہ میں مصر کی بہت سی قدیم مصنوعات
پائی جاتی ہیں جیسے کتاں اور اُدن کے کپڑے جو قرمزی اور آبی رنگ کے ہیں۔ کپڑے کی
چیزیں۔ گلے میں باندھنے کے کانچ کے ٹکڑے جو کبھی کبھی رنگ دار ہوتے تھے۔ روغنی
کوڑے اور برنجی نقرئی اور تلالی برتن۔ سنگ مرمر کے ٹکڑے جن پر سبز اور آبی رنگ کا
چمکدار روغن کیا گیا ہے۔ خوب اقا قیا کے ترشے ہوئے آلے۔ اور چینی کے تختے جو دیواروں
میں نصب کئے جاتے تھے انگوٹھیاں اور آرائش کا سامان جو قیمتی پتھروں سے یا زمرہ دار
یا قوت سرخ سے تیار کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مصنوعی پھول اور ہونٹوں اور بھودوں کے لوز رنگ
اور مصنوعی بال بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کے کھلونے مثلاً گڈے جن کو ریشم
کے ڈورے سے حرکت دیتے تھے اور چھوٹے ٹھوٹے جانوروں کے کھلونے۔ طرح طرح
کے برتن اور باغبانی کے اوزار بھی پائے جاتے ہیں۔

اہل مصر نے دنیا میں سب سے پہلے کاغذ ایجاد کیا۔ ان کے کاغذ بنانے کا طریقہ یہ تھا
کہ پاپیروس کی شاخوں سے جو غالباً تین میٹر چوڑی ہوتی تھیں پتلی پتلی پٹیاں کاٹتے
تھے اور ان کو پہلو بہ پہلو رکھتے تھے۔ جس سے ایک تختہ سا بن جاتا تھا۔ پھر اس پر گونہ
چھڑکتے تھے اور ایک تختہ کو دوسرے تختے پر اس طرح رکھتے تھے کہ ایک تختہ کی پٹیاں
دوسرے تختے کی پٹیوں پر زاویہ قائمہ بنائیں۔ پھر ان کو اس قدر سخت دباتے تھے کہ

وہ باہم وصل ہو جاتے تھے اس طریقہ سے اُس زمانہ کا کاغذ بن جاتا تھا جسے لکھنے سے پہلے خوب صاف کر لیتے تھے۔ یہ گویا وصلی کا کاغذ تھا جس کا رنگ میلا ہوتا تھا۔ پھرنے کے قلم لسیاہی میں ڈبو کر اُس کاغذ کو لکھتے تھے۔

جو چند پیریں مصر میں پیدا نہیں ہوتی تھیں اُن کے لئے مصر کے لوگ دوسروں کے محتاج تھے۔ اور وہ چیزیں یہ ہیں۔ عمارتی اور کشتی بنانے کی لکڑی۔ تانبہ ہاتھی دانت اور شہو کی چیزیں اگر جی وغیرہ ان چیزوں کو باہر کے لوگ کشتی پر دریا کی راہ سے یا اونٹوں پر خشکی کے راستہ سے مصر کے اُن مقامات میں لاتے تھے جہاں تجارت کرنے کی اجازت تھی لا تے تھے خود مصر کے لوگ اپنے ملک سے باہر جانا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ دریا سے مدت تک ڈرتے اور بحری سفر سے نفرت کرتے رہے۔

ایک مصری کی سرگزشت | مصر کے بادروں میں ایک شخص موسوم بہ میٹوہیت
جو مصر سے باہر گیا تھا | بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ میں محبوب
ہوا کہ مصر سے باہر جائے۔ یہ شخص اپنی سرگزشت یوں بیان کرتا ہے۔

میں پہلے پہل اُس بڑی دیوار کے باہر ہوا جو مصر کا احاطہ کے ہوئے ہے۔ اور جنگل میں قدم رکھا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ پیاس نے مجھ پر غلبہ کیا اور ضعف طاری ہو گیا میرا گلا اس قدر خشک ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ موت کا ذائقہ ہے جو میں کچھ رہا ہوں کیا ایک ایک ایسی حالت پیدا ہوئی جس نے میرے ضعیف دل کو قوی کر دیا اور میرے اعضا میں طاقت آگئی۔ وہ جا نور کی دل پذیر آواز تھی میں امیدوار ہوا کہ دیکھوں کیا ہے اس حالت میں میں نے ایک جنگلی آدمی کو دیکھا اور اُس سے خواہش کی کہ وہ کسی جگہ پہنچانے کے لئے میری رہبری کرے۔ اُس نے مجھے پانی دیا اور اپنے قبیلہ تک لے گیا۔ میں اُس قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں پہنچا اسی طرح ولایت اودم تک چلا گیا وہاں میں نے دوسرے مصریوں

کو دیکھا اُس ملک کے سردار نے مجھے اپنے پاس ٹھیرایا اور کہا کہ میرے پاس ٹھہرو اور میرے ساتھ بسر کر پھر مصری زبان سینگا (یعنی تو ابھی اپنے وطن سے باہر نہیں گیا ہے) میں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا اور وہاں رہنے کا ارادہ کر لیا اُس شہر کے بادشاہ نے اپنی لڑکی کی میہ ساتھ شادی کر دی اور خالعد کی بہت اچھی زمین مجھے دیدی۔ وہ ملک دنیا کی بہترین جگہ ہے وہاں باغیر اور انگور بہت ہیں شراب پانی کی طرح بکثرت ہے اور شہد بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح زیتون کے درخت اور ہر قسم کے میوہ دار درخت وہاں کثرت سے ہیں اس سرزمین کے غلہ اور مویشی کا کسی طرح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ نے مجھ کو اُس ملک کے قبیلوں کا معزز رئیس کر دیا اور ہر روز مجھے روٹی شراب پیر پکا ہوا گوشت اور قاز کے کباب بھیجتا تھا یہ علاوہ اُس شکار کے ہے جو میرے شکاری کئے تھے میرے لئے شکار کر کے لاتے تھے۔ کئی برس تک میں نے اسی طرح بسر کی چوں کہ میرے لڑکے دیر تھے اس لئے سب قبیلہ کے سردار ہو گئے جو مسافر میرے وطن کو جاتے تھے یا وہاں سے آتے تھے وہ میرے پاس ضرور آتے تھے کہوں کہ میں سب سے محبت کرتا تھا۔

سلطنت تنو کے بادشاہ نے مجھ کو اپنی فوج کا سردار کر دیا۔ جس ملک کو میں نے فتح کیا وہاں کے لوگوں کو مجبور کیا کہ اپنی زمین کے محاصل میں سے خراج ادا کریں۔ میں نے اُن کے مویشی لئے اور اُن کے مال کا مالک ہو گیا۔ جنگجو آدمیوں کو مارڈالا جب بادشاہ نے میری یہ بہادری دیکھی تو مجھ کو دوست کھڑا کیا۔ ایک روز تنو کا ایک بہادر میرے خیمہ میں آیا اور مجھ کو لڑائی کی دعوت دی میرا بہترین بہادری میں مشہور دبے نظیر تھا۔ اور اپنے تمام برابر والوں کو زیر کر چکا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ تجھ کو مجھے مقابلہ کرنا چاہیے کہوں کہ ابھی تو مجھ کوئی غالب

نہیں ہوا ہے۔ وہ بادشاہ اس امید میں تھا کہ میرا مال و مویشی اپنے قبیلہ میں لیجا لینگا۔ بادشاہ نے اس کے متعلق مجھے دریافت کیا۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اس کو پہچانتا ہوں اور نہ میں نے اس کا مکان دیکھا ہے۔ نہ میں کبھی اس کے دروازہ پر گیا ہوں اور نہ اس کی قیوا پر چڑھا ہوں۔ وہ ایک بیوقوف آدمی ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ میرے پیچھے گھوڑے پھٹے گائیں اور بکریاں لیجا لینگا اور ان پر قبضہ کر لے گا۔ یہ کبکریاں نے اپنی کمان کو درست کیا اور تیر جمع کئے۔ حربے صاف کئے اور خنجر تیز کیا۔ علی الصباح بادشاہ تمام قبیلے کے آدمیوں اور سب ملازموں کو لے کر میرے پاس آیا کیوں کہ وہ اس لڑائی کا شامہ دیکھنا چاہتا تھا۔ تمام دل میرے لئے تڑپتے تھے اور سب مرد و عورت فریاد کرتے تھے میرے دوستوں کے دل میرے لئے غمگین تھے اور وہ کہتے تھے۔ کہ کیا یہ بھی ایسا ہی بادشاہ ہے جو اس سے لڑتا ہے کیا یہ اس شخص کا حریف ہے جو سپر نرزد و تیر رکھتا ہے جس بت میں میدان میں لکھا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس تیر کو رو دیا تو اس جنگ نے میرے اوپر چلایا۔ میں نے ایک ایسا تیر مارا جو اس کے گردن کے پار ہو گیا۔ وہ ایک شیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔

سینوہیت نے اپنی حکایت اس جگہ ختم کر دی ہے۔

شاہمبولون اور فرانس کے فاضل جنہوں نے
تاریخ مصر میں مہارت پیدا کی ہے

اٹھارھویں صدی کے آئینک مصر
قدیم کے کچھ حالات معلوم نہ تھے
صرف یونانیوں کی تحریریں تھیں۔

چونکہ یونانیوں نے مصر کو قبضہ ایران کے زمانہ میں دیکھا اور وہ ان کے پڑائے کتبوں اور تحریروں کو پڑھ سکے اس لئے ان کے بیان میں بہت سی غلطیاں ہیں۔

۱۷۹۰ء و ۱۷۹۹ء میں فرانس کی فوجوں نے زیر حکم نپولین بونا پارٹ تمام مصر فتح کیا اس فرانسیسی فوج کے ہمراہ کچھ فرانس کے علما بھی تھے۔ انھوں نے مصر کے کھنڈروں کو دیکھ کر ان کی تعریف کی اور بعض تصویریں اور پتھر وہاں سے فرانس لے گئے بعض پتھروں پر کچھ عبادت بھی کندہ تھی لیکن اس عبارت پڑھنا ممکن نہ تھا۔ (جس کو خط میر و گلیف یعنی تحریر مقدس کہتے ہیں)

ایک فرانسیسی نوجوان کو جس کا نام شامپولون (Shamplion) تھا اور جو
 ۱۷۸۹ء میں بھام فیزاک (Bigeace) پیدا ہوا تھا خطا فری کی داستان سن کر
 اُس کے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اُس نے چودہ برس کی عمر میں جب کہ وہ مدرسہ میں پڑھتا
 تھا قبطی زبان کی صرف و نحو پرانی مصری زبان سے کھلی تھی اور اُس زمانہ میں رائج تھی
 حاصل کر کے ۱۷۸۹ء میں مدرسہ سے باہر آنے سے پہلے انجمن علوم و صنائع میں جو فرانس
 کے ایک شہر میں قائم تھی مصر کے متعلق اپنی تحقیقات کا اظہار کیا۔ اُس کے بعد پیرس میں
 آکر مصر کے آثار قدیمہ دیکھنے کے لئے گیا (جو لوور کے عجائب خانہ میں تھے)

۱۷۹۹ء میں فرانسیسی توپخانہ کے ایک افسر کو مصر کے شہر رشید میں ایک پتھر ملا تھا
 اور وہ اُسے فرانس میں لے آیا تھا۔ اُس پتھر پر ایک عبارت تین خط میں لکھی تھی۔ ان تین
 خطوں میں سے ایک یونانی اور دو مصری خط تھے فضلاء فرانس نے یونانی خط کی مدد
 سے دوسرے خط یعنی میتیک کو پڑھ لیا۔ لیکن پہلے خط یعنی ہیروگلیف (خط مقدس) کے
 سمجھنے سے عاجز رہی۔

۱۱۱ ۱۱۱ ۱۱۱

۱۱۱ ۱۱۱ ۱۱۱

۱۱۱ ۱۱۱ ۱۱۱

مصری تحریر

۱۸۲۱ء میں شامپولون نے رشید والے پتھر کے کتبہ میں اُن الفاظ پر اپنا خیال ڈال دیا
 جس کے گرد جدول کھینچی ہوئی تھی۔ فضلاء فرانس کا گمان تھا کہ یہ بادشاہوں کے نام
 ہیں شامپولون نے اُن کو پڑھا اور اُس کے ذریعہ سے اُس خط کی الف بے معلوم کر لی
 اُس نے خیال کیا کہ خط ہیروگلیف کی زبان قبطی زبان سے بہت مشابہ ہے۔ اس خیال کی بناء پر

اُس نے کوشش کر کے اُس کتبہ کی کچھ کچھ عبارت پڑھ لی۔ لیکن یہیں کے اور فضلانے جو قبطی زبان جانتے تھے اس کی تحقیقات کی تردید کی شامپولون نے خود مصری سفر کیا اور مصری زبان کی صرف و نحو لکھی۔ لیکن اس سخت محنت اور زحمّت سے وہ جانبر نہ ہو سکا اور اُس نے ۱۸۳۳ء انگلیں برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

شامپولون نے ثابت کر دیا تھا کہ خط ہیردگلیف پڑھا جا سکتا ہے۔ اُس کے علاوہ بعض دیگر علما بھی مصر کے آثار و عمارتوں کے ملاحظہ میں مصروف ہوئے۔ اس کوشش سے ایک نیا علم پیدا ہوا جس میں اُپنیوٹری (Egyptology) انگلستان میں ایپٹالوجی (مصریات) کہتے ہیں۔ مصریات کے عالم صرف فرانس ہی میں نہیں بلکہ انگلستان اٹلی اور جرمن میں بھی ہیں۔ اُن کا کام صرف کتبے پڑھنا ہی نہیں بلکہ وہ مصر میں جاتے ہیں اور نئے کتبے بدلا کرتے ہیں۔ وہ عمارتیں اور مضامین کو کھودنے ہیں اور ہزاروں نسخے مصر سے لاتے ہیں یا اُسی جگہ ان ہیکلوں کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ نوشتہ شے جو اہر اور زینت کی چیزیں حتیٰ کہ مصر کی کتابیں بھی جو پاپیرس پر لکھی ہوئی ہیں اُنھوں نے حاصل کر لی ہیں۔ مصری زبان کے لئے صرف و نحو اور لغت بھی مرتب کر لی ہے۔ وہ مصری نوشتوں کو بحال صحت کے ساتھ پڑھتے ہیں خلاصہ یہ کہ قدیم مصر کی صنعت اور تاریخ اور دیگر حالات کے متعلق ہم جو کچھ جانتے ہیں وہ انھیں کی تحقیقات کا نتیجہ ہے مصریات کا آغاز فرانس سے ہوا جن لوگوں نے قدیم مصر کے متعلق نئی نئی باتیں دریافت کیں وہ بھی زیادہ تر فرانس ہی کے تھے۔ اُن کے نام یہ ہیں ڈے سلی (Desaulcy)، ڈے روڈر (De-Rouge)، ماریت (Mariette) ماسپرو (Maspero) ماریت ۱۸۲۹ء میں پیدا ہوا اور اپنے وطن میں لڑکوں کا معلم تھا۔ اُس نے ایک مومیائی شدہ نقش دیکھی اور اُسے مصر کے عجائبات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ مصر کے آثار قدیمہ دیکھنے کے لئے پیرس میں لوڈر کے عجائب خانہ میں آیا۔ اُس کے بعد سلطنت فرانس کی طرف سے مصر کی تحقیقات پر متعین ہوا۔

ماریت نے مصر میں سلیم منفیس کو معلوم کیا۔ سلیم منفیس ایک مقبرہ جس میں می
 آپس گایوں کی مومیائی شدہ نعشیں رکھتے تھے۔ ان اکتشافات کی بدولت ماریت مشہور
 ہو گیا اور سلطنت مصر کی طرف سے اُس کو بیکی کا لقب عطا کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ
 وہ تمام مصر میں جہاں چاہے کھدائی کا کام جاری کرے اور آثارِ قدیمہ کی تحقیقات کرے۔
 چنانچہ وہ ۳۰ سال تک سرزمین ملک مصر کی چھان بین کرتا رہا۔ معبد ابو الہول۔ قبرائین
 اور سلاطین ہیکس کی عمارتیں معلوم کیں اور شہر طب کی عمارتوں کی تلاش کو اُس نے
 حدِ کمال تک پہنچایا اور جو چیزیں اُن کو ششوں میں ہاتھ آئیں اُن کو بولاق کے عجائب خانہ
 میں قاہرہ کے نزدیک جمع کیا۔ اب وہ جگہ مصری آثار کا بہترین مرکز ہو گئی ہے۔

مصر ماریت بیک نے اثنیہ میں وفات پائی وہ قدیم مصریوں کی طرح سنگ سماق
 کے تابوت میں رکھ کر بولاق کے عجائب خانہ میں دفن کیا گیا اور دو ابو الہول اُس کی
 قبر کے موکل قرار دیے گئے تاکہ اُس کی قدر و جلالت ظاہر ہو۔ بولاق کا عجائب خانہ
 ہمیشہ فرانسیسیوں کی نگرانی میں رہا ہے، انھوں نے اپنی کوششیں برابر جاری رکھی ہیں۔
 نئی نئی یادگاریں اور پائروں کے نوشتے معلوم کیے ہیں جس سے مصریات یعنی قدیم
 مصریوں کی تاریخ اور اُن کے حالات و واقعات کا علم برابر ترقی کر رہا ہے۔

دوسرا حصہ

قدیم کلدانی اور آشوری سلطنت کی تاریخ کلدہ اور آشور کی تعریف

جلہ اور فرات | آرمینا کے مند اور برفانی پہاڑوں سے دو بڑے دریا (جلہ و فرات) جاری ہوتے ہیں۔ یہ دونوں دریا دو مخالف سمتوں میں بہ کر آخر میں ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔

فرات ابتدا میں بتیز اور سیلاب کی طرح ایک آبشار سے دوسرے آبشار میں گرتا ہے پھر ایک گہرے نگنائے سے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے درمیان مغرب کی طرف سے جنوب کی طرف چلا جاتا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دریا سے تیز ترانیس گزر گیا۔ یہاں پہونگر اس کی رفتار اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ اس میں کشتی چلانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ آدمی جس وقت اسے عبور کرنا چاہتے ہیں تو بکری کی کھال کی مشکوں پر سوار ہو کر (جن کے ایک جانب لکڑیوں کے ٹکڑے باندھ دیے جاتے ہیں) گزرتے ہیں۔

کوتھان سے باہر نکل کر فرات کی رفتار میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی چوڑائی ایک سو سے ایک سو بیس میٹر تک ہو جاتی ہے اور وہ نہایت سکون کے ساتھ خزاں حسنہ بڑے بڑے غیر آباد اور دیران جنگوں میں بہتا ہوا کسی قدر مشرق کی طرف مائل ہو کر صوبہ

بے برگ و گیاہ سے گذرتا ہوا خلیج فارس میں جا گرتا ہی فقط چند چھوٹی چھوٹی ندیاں جو گزیر میں خشک ہو جاتی ہیں اُس میں گرتی ہیں۔ ان چھوٹی ندیوں میں ایک خابور بھی ہے۔ فرات کا پانی کسی قدر صحرائیں ضائع ہو کر کچر اور زرد رنگ کے پانی کی ایک نہری رہ جاتی ہے جو بدشوار ری رگیستان کو طے کرتی ہے۔

دجلہ کی لمبائی فرات سے قریباً ایک ثلث کم ہے لیکن اُس کی گہرائی تیز رفتاری اور پانی کی مقدار زیادہ ہے۔ یہ دریا تین چشموں سے مل کر پہاڑوں سے باہر نکلتا ہے ان تینوں چشموں کو تین ندیاں کہتے ہیں۔ پھر فرات کی ایک شاخ سے قریب ہو جاتا ہے اور دونوں دریاؤں کے درمیان میں صرف ایک پہاڑِ حائل ہوتا ہے۔ دجلہ شروع میں ایک ہلکے سیلاب کے مانند پہاڑی تنگناؤں سے اُبتا ہے۔ اُس کے بعد نہر کی صورت ہو جاتا ہے اور سو میٹر کی چوڑائی میں تیر کی طرح پہاڑیوں پر سے اُچھلتا کودتا گذر جاتا ہے پھر ایک جنگل میں جنوب کی طرف پھیل جاتا ہے وہاں ایک بڑی ندی اُس میں گرتی ہے وہ مدی بھی پہاڑ کی بلند چوٹیوں سے آتی ہے اُس میں ہمیشہ پانی رہتا ہے اسی وجہ سے ہر فصل میں دجلہ کی رفتار تیز اور سخت ہوتی ہے۔ بعض جگہ اس کا عرض دو سو میٹر تک پہنچ جاتا ہے چنانچہ موص سے بڑی بڑی کشتیاں اس میں آ جاتی ہیں اور بغداد سے ہزار و غیرہ بھی پھر دجلہ جنوب و مشرق کی طرف فرار ایک پست اور سطح جنگل میں پہونچتا ہے جہاں فرات بھی بہتا ہے۔

بغداد میں دونوں دریاؤں کے درمیان صرف چند فرسنگ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اور نہر کے ذریعہ سے ان دونوں کو ملایا جاسکتا ہے۔ اس زمین پر قریباً چھ فرسنگ تک ڈنوں و ریا براہر پٹے جاتے ہیں اُس کے بعد الگ ہو جاتے ہیں ساتھ فرسنگ طے کرنے کے بعد آپس میں باہل مل جاتے ہیں۔ دونوں سے مل کر جو دریا بنتا ہے اُس کا عرض پان سو میٹر ہے اُس کو شط العرب (ورپائے عرب) کہتے ہیں اور یہ آخر کار فاؤ کے قریب خلیج فارس میں گرتا ہے۔

پہلے دجلہ اور فرات کا مدخل اس جگہ نہ تھا۔ لیکن چونکہ دریا کے ساتھ بہت سی مٹی کڑھ آتی ہے جس سے خلیج بھرتی جاتی ہے۔ اس لیے دریا کا ساحل ہر چالیس برس کے بعد ایک ہزار گز کے قریب پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

دجلہ اور فرات ایک پست اور وسیع میدان میں باہم ملتے ہیں جس کی سطح سمندر سے زیادہ بلند نہیں ہے۔ اس کے آب عراق عرب کھتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں اُسے کلدہ کہتے

کلدہ اور دونوں دریاؤں کے درمیان کا حصہ

تھے۔ زمین کا وہ تنگ حصہ جو دونوں دریاؤں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور جہاں دجلہ و فرات برابر بہتے ہیں اُس کو انگریزی میں میسوپوٹامیہ (Mesopotamia) یعنی بین النہرین اور اہل عرب جزیرہ کہتے ہیں۔

کلدہ اور بین النہرین زرد رنگ کی مٹی کا ایک سطح جھل ہے جس کو یہ دونوں دیا لائے ہیں۔ اُس میں نہ کہیں پہاڑ واقع ہے اور نہ وہ کہیں ناہموار ہے۔ وہ ایک خشک ملک ہے جس میں صرف جاڑوں میں چند دن کثرت سے بارش ہوتی ہے باقی سال بھر بالکل پانی نہیں بہتا البتہ کچھ گہر پڑتا ہے وہ بھی بہت کم۔

وہاں سخت ہوائیں چلتی ہیں اور کوئی چیز ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ جاڑوں میں شمالی پہاڑوں کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اور جب آسمان بالکل صاف ہوتا ہے تو ہوا ٹھنڈی چو جاتی ہے۔ ماہ جنوری میں صبح کے وقت پانی کی سطح برف کی ٹہلی تہ جھم جاتی ہے گرد و پہر کو وہ بالکل گھل جاتی ہے اور اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

اؤٹ سردی کی وجہ سے مہشل حرکت کر سکتے ہیں اور اہل عرب جہنم کو کشت زین سے زمین پر کھینچتے ہیں ساہ اپریل دہائی کے بعد سخت گرمی پڑنے لگتی ہے گرمیوں کے موسم میں ہاں کی حدت تیز ہو کر حرارت چالیس بلکہ پچاس درجہ بڑھ جاتی ہے۔ دوپہر کو باہر آنا ممکن نہیں ہوتا وہاں کے لوگ دن کو اندھیرے کمروں یا تہ خانوں میں پناہ لیتے ہیں۔ اور شام کو باہر

نکلتے ہیں۔ بہت لوگ رات کو کوٹھوں پر سوتے ہیں مگر رات کو بھی ہوا خراب ہوتی ہے۔ ان چند ماہ کی مدت میں پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرتا۔ جنوب مشرقی ہوا جو سمندر کی طرف سے آتی ہے جب وہ جنگل سے گذرتی ہے تو خشک ہو جاتی ہے اور پانی اپنے ساتھ نہیں لے لاتی بلکہ بخلاف اس کے ہوا میں گرد و غبار بہت شامل ہوتا ہے جو طلق اور ناک میں داخل ہو جاتا ہے کلدہ کی چاروں طرف مصر کی طرح ایک بڑا ریگستان ہے۔ اگر یہ دریا نہ سوتے تو خود یہ سرزمین بھی ریگستان ہو جاتی۔

۱۔ اس سرزمین کی آبادی انھیں دو دریاؤں پر موقوف ہے جو پہلے مٹی بنا کر لاتے تھے اور اب پانی لاتے ہیں۔ اور اس کی سرزمین کو زرخیز بناتے ہیں۔ ہر سال موسم بہار میں برف گھٹنے کی وجہ سے ان دریاؤں میں طغیانی ہوتی ہے اور ہر طرف پانی ہی پانی پھیل جاتا ہے مگر اس طغیانی کی مدت کم ہوتی ہے۔ دو تین ہفتہ کے بعد دریا اپنی اصلی جگہ پر واپس آ جاتے ہیں۔ جن جھیلوں میں پانی رہ جاتا ہے اسے بھی آفتاب جلد خشک کر دیتا ہے۔ چونکہ آج کل سلطنت نادائف لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے طغیانی نقصان پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ پانی بہت تیز رفتار ہے اس لیے بہت سی مٹی بہا لے جاتا ہے۔ فرات کا دایاں کنارہ بہت نیچا ہے اس لیے مغرب کی طرف وسیع میدان کو پانی کی تہ میں چھپا لیتا ہے اور بڑے بڑے گڈھے پڑ جاتے ہیں جہاں زرک بکثرت لگا ہوا ہے۔ وہاں سے تپ شروع ہو کر تمام ملک میں پھیل جاتی ہے۔ جو نئی پانی خشک ہوتا ہے سیاہ اور بدبودار کیچڑ پانی رہ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ آبادی نہیں ہے۔ اور بابل کے کھنڈروں کے قریب سوائے بدوی اور جنگلی ڈاکوؤں کے کوئی نہیں رہتا۔ یا کسی قدر جمہول لوگ ہیں جو کسی کام کے قابل نہیں ہو سکتے۔

ان بہت جزیروں میں جنھیں فرات نے پیدا کیا ہے بعض عربوں نے مٹی اور زرک کے مکان بنائے ہیں اگر یہ وہاں سے باہر جانا چاہتے ہیں تو چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ سے تنگ رستوں میں ہوتے ہوئے نے زرار کو عبور کرتے ہیں۔

کدہ کی زمین دنیاہ کے ممالک میں سب سے زیادہ زرخیز تھی اور اگر وہاں پانی ممکن ہو تو اب بھی ہن برسے لگے چنانچہ موسم بہار میں گھاس اور طرح طرح کے پھولوں سے زمین چھپ جاتی ہے اور ان کی کثرت سے زمین پر ایک فرش گل معلوم ہوتا ہے۔ ایک انگریز سیاح موسما برلایارڈ (Layard) کہتا ہے۔

”کدہ کی زمین میں میرے تازی کتے بالکل گھاس میں چپ جاتے تھے اور جب وہاں سے باہر آتے تھے تو پھولوں کی وجہ سے ان کا رنگ زرد یا سرخ مائل یا آبی ہو جاتا تھا۔“

آخر بہار میں آفتاب کی حرارت سے صرف خشک زمین اور گرد باقی رہ جاتی ہے اور گھاس اور پھول سب ناپید ہو جاتے ہیں۔ اگر وہاں کے لوگ آبپاشی کی طرف توجہ کریں تو بہت زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قدیم کلدانی دریاؤں کی طبعیانی روکنے اور پانی کی حفاظت کرنے کے لیے بند بناتے تھے انھوں نے پانی کو جمع رکھنے کے لیے بڑے بڑے تالاب کھود رکھے تھے نیز اس پانی کو لے جانے کے لیے وہ مصنوعی نہریں کھودتے تھے اس لیے بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور اسی سبب زمین کدہ میں خود رو گیہوں بکثرت ہوتے تھے کلدانیوں کے زمانہ میں گیہوں کی پیداوار دو سو گنے سے تین سو گنے تک ہوتی تھی۔ اور اس کے پتے چار انگل چوڑے ہوتے تھے۔ فصل اس قدر جلد تیار ہوتی تھی کہ وقت سے پہلے اس کے کاٹنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ یا جانوروں کو اس میں چرنے کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ پھینے اور تلی کے درخت متوسط درختوں کی برابر ہوتے تھے۔ یونانی سیاح ہیرڈوٹس نے کدہ کو دیکھا ہے وہ کہتا ہے۔

”میں بیان نہیں کر سکتا کہ سرخینے اور تلی کے درخت کس قدر بند ہوتے ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جنہوں نے ملک کدہ کو نہیں دیکھا وہ یقیناً نہیں کر سکیں گے۔“

کلدہ کے درختوں کی تفصیل یہ ہے کہ دریاؤں کے کنارے پر تو کجور کے درخت تھے اور باغوں میں میوہ دار درخت کجور کے درخت وہاں کے باشندوں کی تمام ضرورتوں کو کافی ہو جاتے تھے۔ اُس سے وہ ایک قسم کی روٹی شرب سرکہ اور کپڑا بننے کے لیے سُوت تیار کرتے تھے۔ کجور کے تنے کے تر بناتے تھے گٹھلیاں تنور میں جلای جاتی یا جانوروں کو کھلائی جاتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ ایک فارسی کی نظم میں اُس کے تین سو ساٹھ فائدے بیان کیے گئے ہیں۔

باغوں اور میدانوں میں گائے اور بکریوں کے گلے چرتے تھے دریاؤں کے کنارے قاز اور مرغابیاں بہت پانی جاتی تھیں اُن کی پانی کی سطح مچھلیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس ملک کی سرسبزی تین ہزار برس تک رہی اُس زمانہ میں یہ ملک تمام دنیا کے ممالک سے زیادہ زرخیز اور سرسبز دشا داب تھا۔

آشور۔ اُزین کلدہ کے شمال میں شمالی و مشرقی پہاڑوں تک جو زمین واقع ہو اُسے آشور کہتے تھے۔ وہ ایک جنگل ہی جو بعض جگہ ناہوا۔ بھی ہے۔ اُس سرزمین میں ریت اور تھسہ زیادہ ہیں۔

یہ زمین طبعاً خشک اور بے جاصل ہے۔ لیکن دریاؤں کے کنارے اس میں بھی خوب پیداوار ہوتی ہے بلکہ اگر ریت میں پانی دیا جائے تو وہ بھی زرخیز ہو سکتا ہے۔ آشوری بھی کلدانیوں کی طرح دریاؤں کے پانی کو جنگلوں تک لا کر کھیتوں اور باغوں میں پانی دیا کرتے تھے۔

آشور کے نشیبی مقامات میں بھی کلدہ کی طرح خشک اور جلانے والی ہوا چلا کرتی ہے وہاں طرح طرح کے جوبات اور غلہ کی پیداوار ہوتی ہے لیکن رخت کم ہوتے ہیں۔ بلند مقامات میں خصوصاً دجلہ کی گھاٹیوں میں جن کا سلسلہ پہاڑوں کے دامن تک چلا گیا ہے اُن پہاڑوں کی چوٹیاں ہمیشہ برف میں ڈھکی رہتی ہیں۔ یہاں سردی کلدہ سے زیادہ سخت ہوتی

ہی۔ تین مہینے تک برابر کبھی پانی اور کبھی برف گرتی ہی۔ موسم بہار میں شبنم بھی بہت پڑتی ہی کبھی رعد و برق کا طوفان بھی آجاتا ہی۔

گرمی کا موسم آشوریں کلدہ کی طرح سخت نہیں ہوتا۔ اگرچہ دن میں گرمی ناقابلِ شت ہو جاتی ہی مگر رات اچھی ہوتی ہی اُس میں خشکی بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ اس زمین میں چنار شاہ بلوط اور گولر کے درخت بہت ہوتے ہیں آشوریں نرم ریت اور سفید مرمر وغیرہ پتھروں کی کانیں بہت ہیں جن کا درق اُتارنا آسان ہی مگر کلدہ میں ایسی کانیں نہیں ہیں شمالی مشرقی پہاڑوں میں لوہہ تانبہ سیسہ اور چاندی کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں جنگل میں درندے اور چرندے مثلاً شیر تیندوا، ہرن، شتر مرغ، چکوا، بھینس، گورخ، خرگوش، اڈشتار بہت چرتے رہتے تھے۔ کوہستان میں ریچھ اور جنگلی بکریاں بھی تھیں لیکن اب یہ جانور کباب ہیں۔

قدیم کلدانی اور آشوری سلطنتیں | کلدہ کے قدیم لوگ مختلف نسلوں کے تھے اُن کی اصل صحیح معلوم نہیں نہ یہ معلوم ہی کہ وہ

اس ملک میں کہاں سے آئے تھے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ اُن میں اکثر سامی قوم کے تھے کلدانی کا ہن مدعی تھے کہ اُن کے ملک میں تیس ہزار برس بلکہ اس سے بھی پہلے ہی بادشاہ ہوتے آئے ہیں منجملہ اُن کے ایک بادشاہ نے دو ہزار سات سو برس سلطنت کی ہی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ قصہ ایک پُرانا افسانہ ہی لیکن یہ یقینی ہی کہ فرات کے جنگل میں ایک بہت قدیم سلطنت ضرور تھی اور شاید وہ مصر سے بھی قدیم تر ہی۔ میلاد مسیح سے چار ہزار برس پہلے سے کلدہ کے لوگ گیسوں بوناٹھی کے پختہ مجسمے بنانا دھاتوں کا استعمال میں لانا اور لکھنا بھی جانتے تھے۔ نقاشی بھی کرتے تھے اور شہر اور عمارتیں بھی بناتے تھے کلدہ کے اکثر شہر کچی ہوئی اینٹوں سے بنائے گئے ہیں۔ اُن کے کھنڈر ٹیلوں کی صورت میں ہیں۔ فرات کے جنگل میں اس قسم کے ٹیلے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یا حولہ

بعض ٹیلوں میں محنت کر کے اُن کا پتہ لگا کر دس شہر سے زیادہ معلوم کیے ہیں جو بالکل مٹ گئے تھے۔ فرات کے نشیبی اطراف میں شہر اور (Our) اریدو (Eridou) اور وک (Ourouk) لارسام (Larsam) لگش (Lagash) کہ ان سب کو اطراف شومیر (Shoumir) کہتے ہیں اور اس سے اوپر دجلہ و فرات کے درمیان شہر نیپور (Nippure) سیپار (Sippar) اگادہ (Agade) بابلو (Babilou) یعنی بابل کہ ان سب کو ناحیہ اکد (Accad) کہتے ہیں۔ اب تک دریافت ہو چکے ہیں۔ یہ سب کلدہ کے شہر تھے جو سخت محنت سے معلوم کیے گئے ہیں۔ اور ان شہروں کی تاریخ وغیرہ کے متعلق جو کچھ ہمارے علم میں ہو وہ انہیں تحقیقات کا نتیجہ ہے۔

کلدہ کے ہر شہر میں ایک خاص خداوند کی پرستش کی جاتی تھی اور اُس کے لیے ایک معبد بنا ہوا تھا۔ اُس معبد کا کاہن اُس شہر میں سلطنت کرتا تھا۔ بعض کاہن بادشاہ ہوتے گرد و نواح کے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور اس طرح کلدہ کے ایک حصہ کو ایک سلطنت بنا کر اپنے قبضہ میں کر کے خود کو شومیر و اکد کا بادشاہ کہتے تھے اگرچہ امی تک ہم کو اُن بادشاہوں کے حالات کا پورا علم نہیں ہو سکا لیکن چھ ہزار سال پیش تک کی تاریخ مجسلاً معلوم ہو گئی ہے۔

الام دجلہ کے پار کلدہ کی مشرقی جانب ایک ملک ہو جو ایران کا ایک حصہ ہے۔ آج کل اُس کو فوژستان کہتے ہیں۔ چرنے زمانہ میں اُس کے کئی نام تھے اُن میں سے ایک نام الام (Elam) بھی ہے۔ دجلہ کے قریب اس ملک کی زمین پتہ کم و مرطوب اور کلدہ ہی کے برابر زرخیز ہے۔ جتنا شمال مشرق کی طرف بڑھتے جائے اُسے ہی سرد مقامات ملے جتنی گئے جو اکثر کوہستان ہیں۔ کرخہ اور کارون کے لیے نئے دریا بھی بستے ہیں ان کے نواح میں الام میں جو آدمی رہتے تھے وہ سامی وغیرہ قوموں کی غلط نسل سے تھے۔ اُن کا تمدن

بہت پرانا اور اکثر باتوں میں کلدانیوں کے تمدن و آداب سے مشابہ تھا۔ انھوں نے ایک بڑی سلطنت قائم کر لی تھی جس کا دار السلطنت شہر شوش تھا۔ یہ سلطنت اکثر کلدہ کے ساتھ لڑائی میں مصروف رہتی کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہو جاتی تھی۔ ہم چند سال پیش تک اُس ملک کی حالات سے واقف نہ تھے۔ لیکن آخری سالوں میں بڑی کوشش کے بعد شہر شوش اور کلدہ کے کھنڈر ظاہر ہوئے جن سے وہاں کے بہت سے بادشاہوں کے نام اور سلطنت کے حالات ہم کو معلوم ہوئے اور اب ہم واقف ہوئے ہیں کہ الام کے تمدن اور سلطنت کی قدامت اور ان کے بعض بادشاہوں کی شوکت و قدرت اگر کلدہ سے زیادہ نہ تھی تو کسی طرح کم بھی نہ تھی۔

کلدہ کے قدیم بادشاہ کلدہ کے بہت پرانے بادشاہوں میں سے جن کے حالات ہم کو معلوم ہوئے ہیں وہ مصر کے پہلے سلسلوں کے بادشاہوں کے ہمعصر تھے اور مسیح کے قریب گزرے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور سارگن تھا۔ جو مسیح قبل مسیح ۲۳۰۰ ق م کا اگلا تخت نشین ہوا۔ اُس نے کلدہ کے اکثر شہر فتح کیے اور سلطنت کلدہ کو انتہائی قوت و شوکت پر پہنچا دیا۔

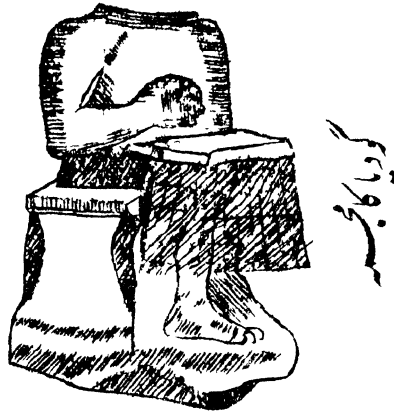
ہماری قوموں اور سلطنتوں بھی اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ الام کو کئی مرتبہ مغلوب کر کے خراج دینے پر مجبور کیا سورہ (شام) اور جزیرہ نمائے سینا تک تاخت و تاراج کیا۔ سارگن نے بعض عمارتیں بھی بنائیں اور شکستہ معبدوں کی مرمت کی۔ شہر اورک میں ایک کتب خانہ ترتیب دیا جس میں پرانی کتابیں اور اوراق جمع کیے۔ نجوم و سحر اور صرف دکنحو وغیرہ جو کچھ علوم اُس زمانہ میں معلوم تھے ان سب کا ذخیرہ فراہم کیا اسی لئے شہر اوروک بلدۃ الکعب (کتابوں کا شہر) کے نام سے موسوم ہو گیا۔

سارگن کے متعلق بھی اکثر بزرگ آدمیوں اور بادشاہوں کی طرح افسانے بنائے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اُس کے پیدا ہونے کے بعد اُس کی ماں نے اس خوف سے کہ اُس کا چچا

اُسے مار ڈالے گا ایک ٹوکری میں رکھ کر ریائے فرات میں بہا دیا۔ ایک شخص نے جو پانی بھر رہا تھا بچے کو دیکھ کر ٹوکری باہر نکالی۔ اور اُس کو اپنے بچوں کی طرح پالا آخر کار سارگن خدا کی مدد سے بادشاہی تک پہنچا۔

سارگن کے بعد اُس کا بیٹا نارمن بادشاہ ہوا۔ یہ بھی ایک طاقتور بادشاہ تھا اور اُس نے بھی اکثر فتوحات حاصل کیں جو عمارتیں اُس کی باقی ہیں اُن سے خوبی اور کمال ظاہر ہوتا ہے۔

کلدہ کے نامور بادشاہوں میں سے ایک لکش کا بادشاہ گودیا (Gudea) نامی ہوا ہے۔ اگرچہ اس نے فتوحات زیادہ حاصل کی ہیں مگر اُس کی عمارتیں لڑائیوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ شہر لکش کے کھنڈروں میں اُس کی عمارت کے آثار ملتے ہیں۔ ان عمارتوں کی اینٹوں پر اُس کا نام لکھا ہوا ہے اور مجسمے بھی پائے گئے ہیں جن کے سر کٹے ہوئے ہیں۔ غالباً یہ ایک ایسے شخص کی شکل ہیں جو ہاتھ سینہ پر رکھے ہوئے ہے اور اُس کے اعمال اُس کے کپڑوں پر لکھے ہوئے ہیں۔



شہر اور کے بادشاہوں کے آثار بھی ہاتھ آئے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوا ہے کہ ایک مدت تک شالان مذکور شومیر واکہ کی بادشاہی کا دعویٰ کرتے رہے اور تمام شالان کلدہ کے

تابع رہے۔

کلدہ کے بادشاہوں کی یہ حالت تھی کہ ہر شہر کا بادشاہ الگ ہوتا تھا ایک مدت تک کوئی بادشاہ سب پر فوقیت حاصل کر کے اُن کو اپنا ماتحت بنا لیتا تھا۔ اور اپنا لقب سلطان شو میر رکھ لیتا تھا۔ اور اپنے ہمسایوں سے لڑتا رہتا تھا اکثر غالب آجاتا تھا۔ چنانچہ ایک مدت تک انھوں نے اِلام کو بھی اپنا ماتحت رکھا۔ یہاں تک کہ تیسویں صدی قبل مسیح کے آغاز میں شوش کے بادشاہ کو تو رنجوتہ (*Kuturanakhtu*) نامی نے کلدہ پر دست اندازی کی اور اُس ملک کے بادشاہوں پر غلبہ حاصل کر کے اُن کی دیوی نمارا کے مندر کو مبدلہ اور دکن سے اپنے ملک میں اُٹھائے گیا اُس وقت سے چند شاہانِ کلدہ سلطینِ اِلام کے ماتحت رہے۔ لیکن اکیسویں صدی قبل مسیح میں ہامورانی (*Hamurabi*) شاہِ بابل نے اس حالت کو بدل دیا۔ ہامورانی جو ملکِ بابل کا حکمران تھا پہلے شاہانِ شوش کا ماتحت تھا بعد کو اُن سے بغاوت کر کے اُن پر فتح پائی تو بابل اور تمام کلدہ کے شہروں کو اُن کی اطاعت سے آزاد کر کے اپنا ماتحت کر لیا۔ بابل کو سلطنتِ شو میر واکر کا پای تخت و مرکز قرار دیا۔ پھر ملک کی آبادی اور معابد کی مرمت و غور پر داخت میں مشغول ہوا۔

نئے مبدع بنائے گئے زمین کو سیراب کرنے کے لیے نہریں بنوائیں۔ اور درجہ و فرات کی طغیانی روکنے کے لیے بند بندھولے۔ وہ اپنے ایک کتبہ میں اپنی نسبت لکھتا ہے۔

”میرے خداوندوں نے مجھ کو ملکِ شو میر واکر کا فرماں روا کیا اُن کے خراجوں کا

مجھ کو مالک بنایا میں نے اُن کی بہبودی کے لیے نہر ہامورانی کھدوائی۔ اور اُن کی

شاخیں غیر مزدور و غنچگوں میں لے گیا تاکہ شو میر واکر کے آدمی خشک سالی میں مبتلا

نہوں۔ غیر مزدور و غنچگوں میری کوشش سے زرخیز ہو گئے۔ اور بے حاصل زمینوں پر

پیداوار ہونے لگی۔“

ان امور سے مورانی ایک عقلمند بادشاہ معلوم ہوتا ہے لیکن اُس کا سب سے بڑا کارنامہ جو ہاتھ آیا

وہ قانون نامہ ہی جو اُس نے ترتیب دے کر پتھر پر کھدوایا ہے۔ یہ قانون نامہ شوش کی تحقیقات میں ملا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہامورابی کے زمانہ میں کلدانیوں کی زندگی ایک مضبوط قانون کی ماتحت تھی۔ اور اُس سے انحراف سزا کا باعث ہوتا۔ نیز یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ او لوگوں نے بھی اکثر اُسی قانون سے اخذ و اقتباس کیا ہے۔

ہامورابی کے جانشین بھی اُسی کے نقش قدم پر چلے لیکن آہستہ آہستہ ضعف پیدا ہوتا گیا یہاں تک کہ سترہویں صدی میں ایک جنگ جو قوم شمالی کوہستان سے نکل کر جہاں آج کل کر آباد ہیں، اور کلدہ پر تسلط ہو کر اصلی باشندوں میں مخلوط ہو گئی۔ سلطنت کلدہ کی اہمیت بالکل جاتی رہی روز بروز ضعف بڑھتا گیا یہاں تک کہ اُن کی طاقت و شوکت آشور کی طرف منتقل ہو گئی۔

سلطنت آشور کلدہ کے شمالی جانب دریائے دجلہ کے درے میں ایک قوم تہی تھی جو اگرچہ نسلاً کلدانیوں کے ہم قوم تھی مگر نسبتاً اُن سے زیادہ مغل اور جنگجو تھی۔ اُن کا مشہور شہر دریا کے دجلہ کے کنارے مبعدا آشور کے قریب اُسی دیوتا آشور کے نام پر بنو *Elassar* کے نام سے موسوم تھا۔

آشوری مبعدا آشور کے بڑے کاہن کے فرمان دار رہتے تھے۔ وہ کاہنی اور بادشاہی دونوں کتبے رکھتا تھا اُن کا سب سے پرانا بادشاہ جن کا نام ہم کو معلوم ہوا ہے مصر کے اٹھارہویں سلسلہ شاہی کا معاصر تھا اور اٹھارہویں یا انیسویں صدی قبل مسیح میں گذرا ہے۔ یہ کاہن بادشاہ مدت تک شاہانِ بابل کو خراج دیتے رہے اُس کے بعد پندرہویں اور چودھویں صدی میں انھوں نے تھوڑی تھوڑی قوت پکڑی اور اطراف کے ممالک پر قبضہ کر کے اپنے کو بادشاہ کہنے لگے۔ اور اپنا لقب سلطان افواج رکھا۔ کیونکہ انھوں نے پیدل فوجوں کے فستے و تہ کیے تھے۔ اور ہمہایہ سلطنتوں سے لڑائی شروع کی بلکہ تیرہویں صدی میں بابل پر بھی قبضہ کر کے شاہانِ بابل کو خراج ادا کرنے

پر مجبور کیا۔

آشوری بادشاہوں میں سب سے زیادہ مشہور نکلٹ فالازار (*Teglathphal*) *alaza* ہو اسی جو بارہویں صدی میں سلطنت کرتا تھا۔ اُس نے اپنے فتوحات کو ایک طویل کتبہ میں (جس میں سات سو سطریں ہیں) تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ یہ کتبہ اُس کے دار السلطنت کے کھنڈروں میں پایا گیا ہے۔ بادشاہ مذکور لکھتا ہے:-

”میں نکلٹ فالازار مقتدر بادشاہ اور مغلوب ہونے والی فوجوں کا سلطان ہوں۔ دنیا کے چاروں گوشوں کا مالک۔ بادشاہوں کا بادشاہ۔ اور تمام بادشاہوں کا خداوند۔ اور سلطانوں کا سلطان۔ بڑی عظمت والا بادشاہ اور بہت بڑا فاتح ہوں میں وہ ہوں جس نے سیلاب کی طرح دشمنوں کے ملکوں کو بے لیا۔ اور خداوند آشور کی ہر بات سے اپنا کوئی دشمن دھس رہا نہ چھوڑا۔ اور آشور کے تمام دشمنوں کو اپنا مطیع کیا۔“

اُس کے بعد اپنی لڑائیوں کی تفصیل شروع کر کے کہتا ہے:-

”میں ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ مشی (*Mosh*) لوگوں کو جن کی جماعت تیس ہزار کی قحی شکست فاش دی۔ اور اُن کے پانچ بادشاہوں کو مغلوب کر کے نابود کیا۔ اُن مذکور پانچ سال سے ہمارے خداوند آشور کا خرچ خود کھاتے تھے اور ادا نہ کرتے تھے۔ کسی بادشاہ میں جرات نہ تھی جو اُن سے باز پرس کرتا۔

ہنون نے کماژن (*Comanagene*) کو فتح کر لیا تھا۔ میں اپنے خداوند آشور کی عبادت کر کے جگنی گاڑیوں اور سپاہیوں کو جمع کیا۔ اور اُن کی فوج کے دستوں کو شکست فاش دی اُن کی نعمتوں سے پہاڑوں کے مے اُدھیرا بھر گئیں۔ اُن کے مقتولوں کے سر میں نے کٹوا کر اُن کے شہروں کی دیواروں میں چنوائیئے۔ بڑی غنیمت میرے ہاتھ آئی۔ دشمن کے چھ ہزار آدمی جو میرے سپاہیوں کے ہتھیاروں سے بے نفع گئے تھے وہ میرے پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں۔ میں اُن کو

گرفتار کر کے آشور لے آیا ہوں۔

تھکات فالازار نے اسی طرح اپنی سب لڑائیوں کو دکھایا۔ اس بادشاہ نے جیسا کہ وہ خود کہتا ہے، مغرب کی طرف کناٹن کو جو شمالی و مشرقی شام میں ایک ملک تھا، لے گیا۔ اور شہروں میں آگ لگا دی یا وہاں کے لوگوں کو مار کے اس طرف قلعوں میں جگا دیا۔ اور جو بادشاہ ان کی مدد کے لیے آیا تھا اس کو بے یار و مددگار کر دیا نیز اس کے معبود کے مجسمے اور اس معبود کے طلائی و نقرئی سامان پر قبضہ کر کے اس بادشاہ کے دارالسلطنت اور اس کی عمارتوں کو جلا دیا۔ ان فتوحات کے ثمرات میں تھکات فالازار نے ایک برنجی (Bronze) برتن اپنے خزانہ اور پرستار چھایا۔

دوسری لڑائیوں میں تھکات فالازار نے وجہ کے شہر تک کل زمین لے لی۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے:-

”خداوند آشور کے علم سے میں نے بنگی گاڑیوں اور سپاہیوں کو جمع کیا اور ایک سخت ملک میں داخل ہوا۔ یہ ملک ایسے پہاڑوں، درمیان واقع تھاجن کی چوٹیاں، لوگوں اور خنجر کی طرح تیز تھیں۔ وہاں گاڑیوں کو راستہ نہ ملا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو گاڑیوں کو بھنگل میں چھوڑ دیا۔ اور پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ اس ملک کو دیران کیا اور دشمن کی فوج کی گونہائی کی ان کے شہروں پر قبضہ کیا۔ ان کے خداوندوں کو منہ خزانہ کے لے لیا۔ اور خود انھیں بھی قید کر لیا ان کے شہروں کو آگ لگا کر دیران کر دیا۔ پھر اپنے خداوند آشور کا شکریہ ادا کیا“

پھر آرمینیا کی نسبت کہتا ہے:-

”نا قابل گذر اور بند پہاڑوں کو دجن میں کسی بادشاہ نے قدم نہیں رکھا تھا، اور دشوار گزار راستوں اور بڑے گھنے جنگلوں کو میں نے عبور کیا تیس بادشہ متہن ہو کر میرے مقابلہ کے لیے آئے مگر شکست کھا کر بھاگ گئے اور ایک سو بیس بنگی گاڑیاں

میرے لیے چھوڑ گئے۔

اسی طرح تھکات فالازار نے اپنے کارنامے لکھے ہیں جن کا اصل یہ ہے کہ آشوریوں نے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ اُن قلعوں کے جنگجو آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بادشاہوں کو زندہ گرفتار کیا پھر تھکات فالازار نے اُن کو رہا کر دیا مگر ایک ہزار دوسو گھوڑے اور دو ہزار گائیں مفتوح بادشاہوں سے بطور تادان جنگ وصول کیں۔ اور مغلوب بادشاہوں کے لڑکوں کو بطور اوّل اپنے پاس رکھا۔

تھکات فالازار شام والوں سے بھی لڑا ہی اور اُس نے شمالی کلدہ کو بھی فتح کیا ہے اُس کے بعد اپنی سلطنت کے پانچویں برس ہ کتبہ کھدوایا جس میں ان لڑائیوں کے واقعات تحریر ہیں۔ اس کتبہ میں اپنے شکار کی نسبت وہ لکھتا ہے:-

”میں نے خداوندوں کی توفیق سے جنگل میں چار جنگی بھینسیں اپنی قوت اور طاقت سے شکار کیں جو میری کمان تلوار اور نیزہ سے ماری گئیں اُن کی کھال اور سینگ میں اپنے شہر آشور میں لایا۔ دوسری مرتبہ میں نے جانور کے منبع کے قریب دو بڑے احمق قتل کیے اُن کے دانت اور کھال شہر آشور میں لایا۔ ایک زندہ ہاتھی بھی میں نے گرفتار کیا۔ ایک مرتبہ ایک سو بیس شیر میری تلوار سے مارے گئے۔ آخر کار میں مبعودوں کی خدمت اور محبوں کی اصلاح میں مصروف ہوا۔ اُن کی جیتیں نہی بنواں اور ممالک مغتوبہ کے رخصتوں کی لکڑی سے اُن کے سنئے دروازے بنوائے اور پرانے دروازے نخلوادیئے۔ اسی طرح میں مفتوح شدہ ممالک سے درخت کھدوا کر لایا ہوں اور اُنھیں اپنے ممالک میں لگوا دیا ہے“

اُس وقت سلطنت آشور ارمینیا کے مغرب سے فرات کے اُس پار پھیلی ہوئی تھی۔ شمال و مشرق میں ارمینیا کے پہاڑوں اور بحیرہ اسود تک اور جنوب میں خلیج فارس تک اُس کی وسعت تھی۔

لیکن مطیع قبائل نے پھر جلد بغاوت کی اور سلطنت کی یہ وسعت تھکات فالازار کی وقتاً تک بھی قائم نہ رہی اس بادشاہ کی اولاد نے اُس کی فتوحات کو ہاتھ سے کھودیا۔

نینوس اور سمیرامیس
کی داستان
یونانیوں نے بجائے اُس صحیح قدیم تاریخ کے جس کا ذکر ہم نے کیا ہے اور جس سے پہلے کوئی مطلع نہیں تھا۔ نینوس باؤشا آشور (Ninus) اور سمیرامیس (Semiramis)

اور ملکہ بابل کا افسانہ نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نینوس آشور کے پہلے بادشاہ بلوس (Belus) کا بیٹا تھا۔ چونکہ اُسے فتوحات کا بہت شوق تھا اس لیے پہلے اُس نے کلدہ پر حملہ کیا اور وہاں کے بادشاہ کو مٹھ خاندان کے قید کر کے قتل کر ڈالا۔ پھر آرمینیا کی نوبت آئی وہاں بھی قتل و غارت کا سیلاب بہایا اور آرمینیا کے بادشاہ نے نینوس کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر بادشاہ مدی (Medi) کو مغلوب و گرفتار کر کے سولی دی ان لڑائیوں میں سترہ برس صرف ہوئے۔ نینوس نے تمام ایشیا کو ہندوستان تک لے لیا۔ اور ارادہ کیا کہ دار السلطنت ایسا بنایا جائے جو تمام مغتوبہ اور موروثی مقامات سے بہتر ہو۔ اس لیے شہر نینوا (Ninive) کی بنیاد ڈالی چونکہ باختر کے لوگوں نے مغربی ہندوستان میں نینوس سے مقابلہ کیا تھا اس لیے تین کروڑ دو لاکھ پیدل اور دو لاکھ سوار اور دس ہزار فوجی گاڑیاں لے کر باختر کی طرف روانہ ہوا۔ اسی لڑائی میں نینوس اور سمیرامیس سے ملاقات ہوئی۔

سمیرامیس
ان لوگوں کے قول کے بموجب سمیرامیس اُس دیوی کی لڑکی تھی جس کی عسقلان (Ascalon) شام میں پریش کی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس لڑکی کا سرفران کا اور بدن پھلی کا تھا۔ اُس کی ماں نے اُس کے پیدا ہونے کے بعد اُسے گھن میں پتھر کی چٹانوں کے درمیان چھوڑ دیا۔ جو کبوتران اطراف میں رہتے تھے انھوں نے اُسے اپنے پردوں سے چھپایا اور گرمی پہنچائی۔ یہ کبوتر چرواہوں کے مکانات

واپس ہوئی پھر اپنے ملک کے باہر نہیں نکلی بلکہ عمارتیں بنانے میں مصروف ہو گئی۔ اُس وقت سے ایشیائی تمام بڑی بڑی عمارتوں کو سمیرامیس کی طرف منسوب کرنے لگے۔ جو عمارتیں اُس ملک نے بنوائی ہیں اُن میں بابل کے متعلق باغات بھی ہیں جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کئی باغ اور مصنوعی جنگل بلند مقامات پر بنوائے گئے تھے۔ جو اپنی خوبی کے لحاظ سے عجیب و غریب تھے۔ اگلے لوگ اُن کو اہرام مصر کی طرح دنیا کے ساتھ عجائبات میں گنتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سمیرامیس نے دنیا کی انتہائی آبادی یعنی دریائے یورانل کے جنگل میں ایک کتبہ لگا کر اُس پر یہ عبارت کھدائی تھی: ”اگرچہ خدا نے مجھے عورت کے پیکر میں پیدا کیا ہے لیکن میرے کام دنیا کے بڑے بڑے معزز مردوں کے برابر ہیں“

جب سمیرامیس کو یہ معلوم ہوا کہ اُس کا لڑکا اُسے معزول کر کے خود تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اُسے سزا دینے کے بجائے خود مملکت سے دست کش ہو گئی اور ملک اپنے لڑکے کے لیے چھوڑ کر کبوتری کی صورت میں تبدیل ہو کر آگئی۔ آشور کے آدمیوں نے کبوتر کی شکل میں دیوی کی حثیت سے اُس کی پرستش شروع کی۔

کلدانی واقعات یونانیوں نے نینوس اور سمیرامیس کے قصے کو تو نقل کیا ہے لیکن کلدانیوں کی روایات اس کے مخالف ہیں۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے زمانہ کے طوفان سے مشابہ ایک وایت نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ بل (Bel) نامی دیوتا کو آدمیوں کے گناہوں پر غصہ آیا اور اُس نے ارادہ کیا کہ اُن کو ہلاک کرے اس لیے اُس نے بادشاہ کیزدترس (Kisouthros) کو حکم دیا کہ ایک بہت بڑی کشتی اپنے اپنے متعلقین کے لیے بنائے اور ہر جنس کے جانور کا ایک ایک جوڑا اُس میں رکھے تاکہ جنس ضائع نہ ہو۔ کیونکہ میں ہر جاندار کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ کیزدترس نے اپنے لیے کشتی بنائی اور روغن قیر سے اُس پر پالش کیا پھر جو کچھ سونا چاندی وغیرہ اُس کے پاس تھا سب اُس میں رکھ لیا اور اپنے خاندان والوں اور ملازمین کو بھی اُس میں بٹھالیا۔ اور حیوانات شہری و جنگلی کا ایک ایک جوڑا بھی اُس میں رکھ کر کشتی کا دروازہ

مکرویا اُس وقت بارش سیلاب کی طرح نمودار ہوئی اور آسمان پر اندھیرا چھا گیا چھ شہباناہ روزی حالت رہی جو کچھ زمین پر تھا سب پر پانی پھر گیا اور تمام جاندار غرق ہو گئے۔ ساتویں دن پانی کم ہونا شروع ہوا اور طوفان موقوف ہوا۔ کیزوترس نے کشتی کا دروازہ کھولا۔ اُس نے کشتی کے ارد گرد پانی پر لاشیں جتنی دیکھیں۔ آخر کار کشتی آرمینیا کے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر ٹہر گئی۔ کیزوترس چھ دن کشتی میں ٹھہرا رہا پھر اُس نے کبوتر کو ہوا میں چھوڑا وہ کوئی جگہ اپنے ٹھہرنے کے قابل نہ پا کر پلٹ آیا۔ پھر بجائے کبوتر کے کوئے کو چھوڑا وہ مردار نشوں کو پانی پر دیکھ کر اُن کے کھانے میں مصروف ہو گیا۔ اور پلٹ کر نہ آیا۔ آخر کار پانی خشک ہو گیا اور کیزوترس اور اُس کے ساتھیوں نے کشتی سے اتر کر سر زمین کلدہ پر قدم رکھا۔ اور شہر بابل کا کیا۔ یہاں اُن کی اولاد پھیندا شروع ہوئی۔ جب اُن کی تعداد اور طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی تو اُن میں غرور پیدا ہو گیا۔ اُنھوں نے چاہا کہ ایک ایسا بچ بنائیں جس کی چوٹی آسمان تک پہنچ جائے۔ چنانچہ بچ بابل تعمیر کیا۔

زبان میں تفریق خداوندوں کو اُن کی اس جبارت پر غصہ آیا۔ اُس وقت تک سب لوگ ایک زبان بولتے تھے۔ مگر ایک دن اُنھوں نے دیکھا کہ کوئی ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتا۔ خداوندوں نے اُن کی بولیوں میں اختلاف پیدا کر دیا۔ اور بچ کا کام ناتمام رہ گیا۔ چونکہ وہ لوگ ایک دوسرے کے زبان نہیں سمجھتے تھے اس لئے تمام دنیا میں متفرق ہو گئے اور زمین کے مختلف حصوں میں سکونت اختیار کی۔

کلدہ کی روایات میں اسی طرح اور بھی قصے ہیں جن میں سے بعض حضرت خضر اور اُن کی داستانِ آبِ حیات اور بعض نمرود کی حکایت کے مشابہ ہیں جس کا ذکر توریت میں آیا ہے اور دَآن میں بھی دوسری طرح سے مذکور ہے۔

اب بھی کلدہ میں ایک ٹیلہ پر جہاں پہلے شہر اور آبا و تھا ایک بچ کے کھنڈر موجود ہیں جن کو بچ نمرود کہتے ہیں۔



برج بابل کے کھنڈر

دوسری فصل

سلطنتِ نینوا

نینوا جب سلطنتِ آشوری کا پایہ تخت شہر آشور میں تھا اُس زمانہ میں دجلہ کے کنارے ایک اور شہر آباد پایا جاتا تھا جس کو نینوا کہتے تھے۔ نینوا اُس جگہ واقع تھا جہاں دجلہ کشتی رانی کے قابل ہو جاتا تھا۔ کوہستان سے اُس کا فاصلہ چند فرسنگ ہی۔ وہ قطعہ زمین جس پر نینوا آباد تھا

کسی زمانہ میں نہایت زرخیز اور وسیع تھا۔ آشور کے قدیم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے نینوا میں ایستار (Istar) نامی دیوتا کے لیے ایک معبد بنایا تھا دوسرے بادشاہ نے تیرھویں صدی میں اپنے لیے ایک شاندار عمارت بنائی رفتہ رفتہ نینوا ملک کا بہترین شہر اور آشوری قوم کا پایہ تخت ہو گیا بادشاہوں نے آشور کو چھوڑ کر وہیں رہنا اختیار کیا۔ اور اُس شہر یا اُس کے حوالی میں اپنی عمارتیں بنائیں۔ ابھی تک ایسے نشانات باقی ہیں جنہیں نینوا کی عمارتوں کے کھنڈر کہہ سکتے ہیں۔ ساتویں صدی قبل مسیح میں ستائیس نامی ایک بادشاہ ہوا اُس نے اس شہر کو اور رفتی و وسعت دی۔ ایک جدید شہر بنایا ہوا اُس کے گرد و نواح کھدوائی۔ کہتے ہیں کہ اس شہر بنیہ کا دور میں زرنگ تھا جس کے اندر آبادی اور مزرعوں بڑھتی تھی اُس کا آثار ۱۹ میٹر اور اونچائی ۵۰ میٹر تھی۔ قدیم بادشاہ کا محل دریا کے کنارے بنا ہوا تھا جو اُس کی طیفانی سے شکستہ ہو گیا تھا اور پانی نے اُس کی دیوار میں سوراخ کر دیے تھے۔ اس لیے سنا خربے دجلہ کا پانی وہاں سے ہٹا کر دیوار کی دست کرائی اور عمارت کو گرا کر اُس کی جگہ ایک اور بہت بڑا محل بنوایا۔ جس کی چھتوں میں درخت مندر اُبنوس دپتہ کی گریاں چڑھائی گئیں تھیں اور اُس کی دیواریں نقوش اور خطوط سے پر تھیں۔ اُس کے گرد اگر دنگل گورہ دار چار دیواری تھی جس کے دروازے نہایت مستحکم تھے۔ اور تمام محل کے صحن کی وسعت ۲۰ ہزار مربع گز تھی۔ اس عمارت کے قریب ایک اور بہت بڑا مکان سنگ مرمر اور چوباز سے بنایا گیا تھا جس کے دروازوں پر گائے اور شیر کے بڑے بڑے مجسمے نصب تھے۔ یہ عمارت خراج خانہ کے نام سے موسوم تھی۔ کیونکہ سونا چاندی اور تمام قیمتی سامان جو قوتوں میں بطور خراج حاصل ہوا تھا اس میں جمع کیا جاتا تھا۔

چونکہ دجلہ کی طیفانی وسط شہر تک اپنا اثر کرتی تھی اس لیے سنا خربے بند ہوا کر پتھر کی دیواروں سے اُسے روکا۔ شہر میں بہتے مکانات بنوائے۔ گلیوں اور کوچوں کو سیدھا کیا۔ شہر میں آب سانی اور اُس کی حوالی زمین کی آب پاشی کے لیے پہاڑ سے نہر کھدوا کر دو

دریاؤں کا پانی شہر تک لایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نینوا کے مضافات میں گہوں اور جو کے بھرے کھیت اور انگورں کے باغ نظر آنے لگے۔ علاوہ اس کے نینوا تجارت کا مرکز ہو گیا۔
متصلہ ملکوں کی پیداوار کشتیوں پر، اور پہاڑی علاقوں کی پیداوار قافلوں کے ذریعے سے وہاں پہنچنے لگی۔ مختصر یہ کہ دوسری کے اندر نینوا دنیا کے عظیم الشان شہروں میں سے ہو گیا۔

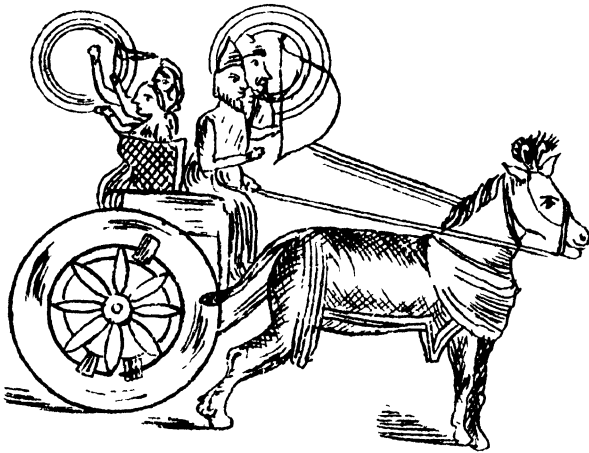
آشوری ایک مدت تک جلد کے کنارے سے مکہ تک ایک ہی سلطنت قائم رہی۔ آشوری اُس زمانہ میں نہایت جنگجو اور شجاع بلکہ خونخوار و زبردست تھے۔ انھوں نے پیدل فوج اور سواروں کے رسالے مرتب کیے تھے۔ پیادے تانبہ کے جوشن اور ایک قسم حاتی خود پہنتے تھے جس پر ایک طرہ لگا ہوتا تھا۔ لڑائی کے وقت وہ ایک گول ڈھال سے اپنی حفاظت کرتے تھے۔



آشوری پان فوج

اسلحہ میں ان کے پاس ایک نہایت خمدار کمان ہوتی تھی جس سے چھوٹے چھوٹے تیر بھیکے تھے اور ایک نیزہ استعمال کرتے تھے اور ایک چھوٹی سی تلوار بھی رکھتے تھے، جو کبھی کبھی استعمال میں آتی تھی۔ سوار چھوٹے چھوٹے گھوڑوں پر جن کی دھیں بہت لمبی ہوتی تھیں بلارین اور رزکا کے سوار ہوتے تھے۔ ایک چادر یا کبل گھوڑے کی پشت پر ڈال لیتے تھے۔ پیدلوں کی

طرح سوار بھی کمان اور نیزہ استعمال کرتے تھے۔ بادشاہ لڑائی کے وقت دو پیسوں کی گاڑی پر جو بہت ہلکی ہوتی تھی بیٹھتا تھا۔ اور دو تین گھوڑے جن پر نفیس ساز ہوتا تھا اُس گاڑی کو کھینچتے تھے۔ اور بہت معمول اشخاص کا بھی یہی طریقہ تھا۔



آشوری جنگی گاڑیاں

لڑائی کے وقت آشوری اپنی فوج کے گرد ایک مٹی کی دیوار بنالیتے تھے سپاہی خیموں میں مقیم ہوتے تھے۔ ہر خیمہ ایک ستون پر کھڑا کیا جاتا تھا۔ ایک پتھر جس پر آشوری فوج کی تصویر کھدی ہوئی ہیں دستیاب ہوا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سپاہی خیمہ میں اپنا بستر کر رہا ہو دوسرا کھانا پکا رہا ہے ایک در سپاہی ایک چھوٹی سی میز پر اپنا سامان رکھ رہا ہے۔ محاصرہ کے وقت آشوری مدافعت کرنے والوں پر صرف تیرا اور پتھر پھینکنے اور تیرا سے دیواروں پر چڑھنے ہی پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ اور آلات بھی مثلاً گرز اور بچہ وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ گرز ایک بڑی لکڑی کا بنایا جاتا تھا جس کے سرے پر کسی جانور کا سر بنا ہوتا تھا۔ اور اُس کو آگے پیچھے مارتے تھے اس طرح سے دیوار میں رخنہ پڑ جاتا تھا۔

سُبح متحرک لکڑی کا ایک مُرتع سُبح ہوتا تھا جو پتہ دار چھکڑے پر قائم کیا جاتا تھا۔ اس کی بندی قلعہ کی دیواروں کی بندی سے زیادہ ہوتی تھی۔ اُس میں بہادر اور جنگجو آدمی بیٹھ جاتے تھے چند اور لوگ اُس کو محصور شہر تک ٹھیکل کر لے جاتے تھے یہ لوگ سُبح سے مدد کرنے والوں پر تیر اور پتھر پھینکتے تھے۔

ہر سال فصلِ بہار میں آشور کا بادشاہ اپنی فوج کو جمع کرنے کا حکم دیتا اور اُسے اپنے ہمراہ لے کر کسی ملک پر حملہ کر کے اُسے غارت کرتا تھا۔ اگرچہ اُن ممالک کے لوگ بھی اپنی حفاظت اور اپنے غنیمت کا مقابلہ خوب کرتے تھے لیکن چونکہ آشوریوں کی فوج نہایت تیز اور باقاعدہ تھی اس لیے وہ اکثر فتح پا جاتے تھے۔ لڑائی تمام ہونے کے بعد مقتولوں کے مکہ بدن سے الگ کر دیتے اور قیدیوں کو زنجیروں میں باندھ لیتے بلکہ اکثر کو قتل کر ڈالتے تھے۔



آشوریوں کا مقتولوں کے سر شمار کرنا

اُس کے بعد دار السلطنت کا محاصرہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیتے تھے اور وہاں معبودوں کے مجسمے اور مذنظون اور محلوں کے لباس اور فرش وغیرہ کے اقسام سے جو کچھ تاسیب غارت کر کے شہر میں آگ لگا دیتے تھے اس طرح اُس ملک کو ویران و خراب کر دینے کے بعد واپس

ہوتے تھے۔

آشور کا بادشاہ اور اُس کا لشکر مفتوحہ ممالک کے عملہ کے آدمیوں، جنگی قیدیوں، عورتوں مردوں، جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ آشور میں لے آتا تھا۔ گائے بکریوں کے گلے گاڑیاں اونٹ اسباب لباس کپڑے اور غلہ اور میوے تھیلے بھی لوٹ کے مال میں شمار ہوتے تھے۔ جب آشوری اپنے ملک میں پہنچتے تھے تو مالِ غنیمت اور قیدیوں کو بادشاہ اور لشکر کی سب آپہیں تقسیم کر لیتے تھے۔

فوج کا سردار اکثر بادشاہ ہوتا تھا جو لڑائی اور شکاریں بہت مہارت رکھتا تھا۔ لڑائی کے وقت گاڑی پر سوار ہو کر تیر اندازی کرتا تھا۔ اور آسن کا زمانہ اپنے قصرِ سلطنت میں بسر کرتا تھا۔ بادشاہ کا لباس بہت قیمتی اور سنہرے کام کا ہوتا تھا۔ وہ ایک چھوٹا سا کوٹ پہنتا تھا۔ اُس کی ٹوپی اکھیل یا نوک دار تاج تھی۔ بازو بند گلوبند اور گوشوارے بھی پہنتا تھا۔ دو خادم اُس کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک چتر بردار اور دوسرا پگھلا جھلنے والا۔

بادشاہ مطلق خود مختار ہوتا تھا اور اُسے رعایا کا چرواہا کہتے تھے۔ وہ اسی طرح اپنے بادشاہ کی اطاعت کرتے تھے جیسے بکری چرواہے کی۔ آشوریوں کے خیال میں خداوند آشور نے اُسے بادشاہ کر کے اور سلطنت کا حکمران قرار دے کر یہ خواہش کی ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے بادشاہوں پر اپنا اقتدار جمائے۔ لہذا ہماری بادشاہ مجبور تھے کہ دنیا میں اگر آشوری بادشاہ کے پانوں پر گریں اُسے سجدہ کریں اور اپنے کو اُس کی رعایا سمجھیں اور سونا چاندی قیمتی کپڑے اُس کے لیے تحفہ لائیں۔ جو بادشاہ یہ نہ کرتا تھا وہ باغی سمجھا جاتا تھا۔ اُسے گرفتار کر کے اُس کی زندہ کھال کھینچتے تھے یا سولی پر چڑھا دیتے تھے یا لکڑی اُس کے بدن میں داخل کرتے تھے۔

آسور زمانہ میر بال میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ تھلات فالزار کے جانشینوں نے

اُس کے فتوحات کو ہاتھ سے کھودیا تھا اور آشوری سلطنت کی وہ دعوت باقی نہیں رہی تھی۔ چنانچہ ایک مدت تک یہی تنزل پذیر حالت رہی۔ یہاں تک کہ کچھ کچھ اُس ملک کے پادشاہوں کو چھپنے مقبوضات کی دعوت کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے قرب و جوار کے ممالک میں دست اندازی شروع کی۔ نویں صدی قبل مسیح کے آغاز میں آسورنازیربال (Nimrod) نامی بادشاہ ہوا۔ اور مشہد قبل مسیح میں اُس نے فتوحات شروع کیں۔ جو تحریر اُس نے خود لکھی ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی فوج اور گاڑیاں لیکر وجہ سے اوپر کی طرف گیا اور آرمینیا کے پہاڑوں تک جا پہنچا وہاں کے باشندوں نے پہاڑوں کی ان چوٹیوں پر پناہ لی جو خنجر کی طرح تیز تھیں۔ اور فقط پرند ان تک پہنچ سکتے تھے۔ آشوریوں نے وہیں پہنچ کر ان کے دوسو آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور ان کے گلے اپنے ساتھ لیے۔ ان کی نعشیں رختوں کے پتوں کے مانند پہاڑ پر بجایا پھیلی پڑی تھیں۔ ان اطراف کے رہنے والوں نے اس واقعہ سے خوف زدہ ہو کر بادشاہ کے حضور میں آئے اسے سجدہ کیا اور بہت سے گھوڑے گائیں بکریاں اُس کی نذر میں پیش کیں۔ اس کے بعد آشوری فوجوں نے تقریباً دس شہر اُدھر فتح کر کے غارت کر دیئے۔ ایک قلعہ کے لوگوں نے البتہ ان کا مقابلہ کیا مگر آشوریوں نے اُسے بھی فتح کر لیا۔ بادشاہ نے اُس قلعہ کے تمام جنگجو آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے سر کٹوا کر فتنوں کو سولی پر لٹکا دیا اور اُس قوم کے سردار کو قید کر کے آربل (Arbel) میں لایا۔ آربل میں اُس کی کھال کچھا کر دیواریں لٹکوائی۔

آسورنازیربال نے ان مفتوحہ ممالک میں سے ایک شہر اپنے نام پر آباد کیا اور اُس کے دروازہ پر اپنا ایک مجسمہ اور کتبہ نصب کرایا۔

مگر اُس نے انھیں فتوحات پر قناعت نہ کی بلکہ موسم گرما میں وہ پھر حملہ آور ہوا اور مینگو فتح کر کے جلا دیئے اُس کے بعد اُسے اطلاع ملی کہ بین النہرین میں ایک جماعت باغی ہو گئی ہے اور اپنے حاکم کو قتل کر کے احباب کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا ہے۔ آسورنازیربال نے فوراً لشکر لکڑا کر

کچ کیا وہ لوگ نہایت خوف زدہ ہو کر اُس کے پاؤں پر آکر گر پڑے اور رحم کی استدعا کی۔



آسور نازیر بال کا مجسمہ

بادشاہ آشور نے خود اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:-

”میں نے اُن آدمیوں میں سے نصف کو قتل کر ڈالا۔ اور نصف کو غلاموں کی طرح اپنے ساتھ لے گیا۔ شہر کے باہر ایک ہرم بنوایا اور بعض باغی مزاروں کی کھالیں کچھو کر اُس ہرم پر لٹکوائیں۔ بہت لوگوں کو دیوار میں چنوا یا اور بہت لوگوں کے بدن میں لکڑی داخل کرائی۔ بہت باغیوں کو اپنے سامنے بھرا کر اُن کی کھالیں کچھو ادیں اور دیواروں پر لٹکوائیں۔ اجنبیوں کو بھی چنوا میں لے آیا۔ اور وہاں اُس کی کھال کچھو کر شہر پر

پر لٹکوائی۔“

اس کے بعد آشوری فوجیں واپس آئیں۔ غلاموں اور جانوروں کے گلے اور بے شمار مالِ سنیت سے بھری ہوئی گاڑیاں اپنے ساتھ لائیں۔ بادشاہ نے اپنے مکان میں اپنا ایک بہت بڑا مجسمہ نصب کرایا۔

ایک بادشاہ نے آسور نازیر بال کے دربار میں آکر اظہارِ طاعت کیا اور بہت بڑی مقدار میں پانڈی کی پیش کی اور اپنے لڑکے کو دربار شاہی میں بطور اڈل کے چھوڑ گیا۔ اسی زمانہ میں جب وہ لڑائیوں سے فارغ ہو کر آرام میں مصروف تھا اس نے سنا کہ آشوری حکام میں سے ایک شخص نے دجلہ کے کوہستان میں خود مختاری کا دعویٰ کیا ہے اس نے وہاں حملہ کیا اور باغی کا قلعہ فتح کر کے ایک گروہ کو قید کیا اس میں سے اکثروں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کی آنکھیں کھولیں اور ناک کاں کنواڈالے۔ حاکم کی زندہ کھال کھجوائی اور اس کے شہر کو برباد کر دیا۔ پھر وہاں ایک ہرم بنوا کر اس پر اپنا مجسمہ نصب کرایا۔

آسور نازیر بال نے اپنی سلطنت کے پہلے سال میں یہ کام کئے لیکن اس کے بعد بھی وہ نچلانہ بیٹھا چنانچہ دوسری سال زاکرس (Zagros) (کردستان اور ایران کے پہاڑ) کے پہاڑی آدمیوں سے لڑائی لڑی۔ تیسری سال ارمنیا پر حملہ کیا۔ چوتھی سال دجلہ کے بالائی حصہ تک گیا۔ آسور نازیر بال خود ایک مستحکم شہر کی فتح کے واقعات (جواہر) پہاڑ پر واقع تھا، لکھتا ہے۔

”میں نے اپنے خداوند آشور کی مدد سے شہر پر ویش کی اور وہ دن نکاس کے

شرق کا محاصرہ کیے رہا۔ تیرجورایاں نامی دیوتا برساتا ہے دشمن پرادلوں کی طرح

برستے رہے۔ آخر میرے سپاہی عقاب کی طرح شہر پر چھائے اور اُسے لے لیا۔

اٹھ سو آدمی کو قتل کر کے اُن کے سر کاٹ ڈالے۔ اُن کی نعشوں سے ایک ہرم

بنوایا۔ سات سو آدمیوں کو سولی دیدی۔ اور اُس شہر کو تباہ و برباد کر دیا“

آسورنازیرباں نے ایک اور شہر کے دو سو آدمیوں کو قید کر کے اُن کے ہاتھ کٹوا ڈالے پھر اس بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک نیا دار السلطنت اُس مقام پر جہاں دریائے زاب کبیر و جلع میں گرتا ہی بنوئے۔ دجلہ اور زاب کبیر کے درمیان ایک قلعہ موسوم بہ کالاک (Kallak) تھا اس غرض کے لئے اسے برباد کر کے بجائے اُس کے ایک نیا شہر آباد کیا۔ یہ شہر ایک مدت تک شاہانِ آشور کا پایہ تخت رہا اس شہر میں ایک بہت اونچا محل بنوایا جس کی بلندی دریائے دجلہ کی طرف سے اور بھی زیادہ تھی۔ یہ محل اور وہ ہرم جو ایک معبد کے متصل اُس نے بنوایا تھا تمام شہر سے بلند تھا۔ غروب آفتاب کے وقت جب شفق کے رنگ کالاک کے مشرقی حصہ پر پڑتے تھے تو وہ گویا پروں کا ایک شہر معلوم ہوتا تھا۔ اس عمارت میں بادشاہ نے اپنا ایک مجسمہ نصب کرایا۔ اس کے ایک ہاتھ میں عصائے سلطنت اور دوسرے ہاتھ میں ایک گرز ہواؤ سینہ پر حسبِ نیل کتبہ ہے۔

”آسورنازیرباں عظیم الشان بادشاہ، قدرت والا بادشاہ، فوجوں کا بادشاہ اور آشور کا بادشاہ ہے۔ دجلہ کے کنارے سے لبنان تک کی سر زمین اُس کے قبضہ میں ہے۔ سمندر اور تمام ممالک جو آفتاب کے طلوع ہونے کی جگہ سے اُس کے غروب ہونے کے مقام تک پھیلے ہوئے ہیں سب اُس کی اطاعت کرتے ہیں“

آسورنازیرباں نے ۲۵ سال تک سلطنت کی۔ مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ اُس نے اور بہت سی لڑائیاں لڑیں اور ملکِ شام کا شمالی حصہ فتح کیا۔

آسورنازیرباں کا لڑکا سالمانا زار سیوم (Salmanazar) باپِ نچلے ملک سرکش قبیلوں کو مطیع کرنے کے بعد شاہانِ دمشق اور قوم بنی اسرائیل کے ساتھ معرکہ آرائی پر متوجہ ہوا۔ سوریہ میں اُس نے بڑی فتح حاصل کی۔ دمشق کو وہ فتح نہ کر سکا مگر وہاں کے تمام درخت کٹوا ڈالے۔ صورتِ مصید کے بادشاہوں اور بنی اسرائیل کے بادشاہ نے خوف زدہ ہو کر اُس کی اطاعت کر لی۔ اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ اُس کی نذر کے لئے بھیجے

سالمانا زار نے بابل اور کلدہ کو بھی فتح کیا اور اپنی فتح کی یادگار میں ایک عمارت بنوائی جو آئینج غزوہ کے نام سے مشہور ہے۔ اُس میں اپنی فتوحات کی تصویریں اس طرح بنوائیں کہ مغلوب سلاطین اُس کے پاؤں پر گر کے اُسے سجدہ کر رہے ہیں اور بادشاہ کے پیچھے خدمت گار کھڑے ہیں جو مالِ غنیمت لیے ہوئے ہیں اور اونٹ گھوڑے ہاتھی اور بذرِ ہمرہا ہیں۔ اس کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ نے ۳ لڑائیاں فتح کی ہیں۔

سارگن شاہانِ آشور سو برس تک دہرمدی اُدھر بجرِ احمربک اپنی فتوحات کو وسیع کرتے رہے مگر اُس کے بعد جو ممالک کہ قطع ہو گئے تھے وہ تمام باغی ہو گئے۔ ۲۵ قبل مسیح میں تھکلاتِ فالازار دوم تختِ سلطنت پر متمکن ہوا اُس نے آشوریوں کی حکومت پھر قائم کی۔ وہ پندرہ برس تک لڑتا رہا اُس نے بابل۔ دمشق کلدہ اور سورہ کو فتح کر لیا ہزاروں قیدیوں کو گرفتار کر کے اُن سے کالاک میں ایک عالی شان محل بنوانے کا کام لیا اور وہاں ایک کتبہ اس مضمون کا کھدوایا۔

”میں نے قبیلوں کو قطع کیا پھاڑا اور جنگل کے رہنے والے لوگوں پر غلبہ حاصل کیا

بادشاہوں کو سرنگوں کیا اور اُن کی جگہ اپنی طرف سے حاکم مقرر کیے۔“

اس فتح کا لڑکا سالمانا زار چارم اپنی سلطنت کے پانچویں سال میں مر گیا جب کہ اُس کی فوجیں بنی اسرائیل کے پایہ تخت شہرِ ساماری کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ سالمانا زار چارم کی فوج نے سارگن کو جو تمام فوج کا سردار تھا اپنا بادشاہ بنالیا۔ (۲۲ قبل مسیح) ساماری تین برس کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ آشوری سپاہیوں نے اُس کو غارت کر دیا سارگن نے مالِ غنیمت میں سے ۵۰ ہنگی گاڑیاں اپنے لیے رکھ لیں اور باقی تمام مال سپاہیوں میں تقسیم کر دیا وہ اُس شہر کے ۲۰ ہزار دوسوا تھی آدمی کو غارت کر کے اپنے ساتھ لایا بعض کالاکیں اور بعض کو قابو کے قریب ہننے کی اجازت دی کلدہ شوش اور عرب کے لوگوں کو جنھیں وہ زبردستی اُن کے وطنوں سے نکال لایا تھا بجائے ساماری کے لوگوں کے وہاں آباد کیا۔ پھر بادشاہِ شوش

ہمبانیگاس (Humbanigas) کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔
 جس نے سارگن کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے بابل پر حملہ کیا تھا۔ چنانچہ سارگن فرانس کو
 شکست دی



سارگن اور اُس کے وزیر اعظم

اُس زمانہ میں سوریہ کے ایک حصہ کے لوگ بادشاہ حماتہ کی سرپرستی میں باغی ہو گئے
 انھیں املینان و یقین تھا کہ مصری فوجیں اُن کی مدد کے لئے آرہی ہیں لیکن مصریوں کے
 پہونچنے سے پہلے سارگن سوریہ میں پہونچ گیا۔ اور بادشاہ حماتہ کو گیر کر قید کر لیا اور اُس
 کی زندہ کھال کچھوالی۔ پھر سارگن نامی بادشاہ مصر کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ سارگن نے
 چاہا تھا کہ اپنی فوجیں بادشاہ گازا کی فوجوں سے متفق کر کے سارگن پر حملہ آور ہو۔ مگر اُس
 سے قبل سارگن مقام رافا میں دشمن پر غالب ہوا۔ اُس نے بادشاہ گازا کو معہ اُس کے
 خاندان کے قید کر کے آشور میں بھیج دیا اور شہر پر قبضہ کر کے اُسے جلا ڈالا۔ میں ہزار تینتیس آدمی
 گازا کے قید کیے۔ پھر عرب کے رئیسوں کی تہنیمہ کے لئے روانہ ہوا جنھوں نے اُس سے مقابلہ

کیا تھا۔ ۳۰ گاڑیاں اُن سے وصول کیں اور سات ہزار آدمی قتل کر کے اور اپنا ایک نائب وہاں مامور کر کے واپس آیا۔

ملک آشور کے شمال میں آرمینیا کے پہاڑوں پر ایک مقتدر بادشاہ تھا جس کا نام اویا (Uria) تھا۔ اُس کے پاس فوجی اور جنگی گاڑیاں بہت تھیں اور سائے آشور بادشاہ کی رعایا کے ساتھ سازش کر کے انھیں شور و شغب پر آمادہ کیا۔ سارگن باغیوں کی طرف روانہ ہوا۔ اور اُن کے دو شہر فتح کر کے جلا ڈالے اور وہاں کے باشندوں کو قید کر کے ملک سوریا میں لے آیا۔ جب سارگن مجبوراً دوسری طرف روانہ ہوا اور دو برس تک شمال کی طرف نہ آسکا تو اس مدت میں بادشاہ مذکور نے سوریا میں تخت و تاراج شروع کی اور شہر کارمیش (Karkemish) کو برباد کر دیا۔ بادشاہ مصر اور عرب کی ملکہ نے اونٹن عود کتے اور چاندی ہڈیاں بھیجی۔

آرمینیا میں سارگن کا ایک با وفادوست آزاد (Aga) نام داں (Van) کا بادشاہ تھا اور سا اور اُس کے شریک حکمرانوں نے متفق ہو کر اُسے مار ڈالا اور اُس کی نعش زندوں کے سامنے کوہستان میں ڈلوادی۔

سارگن نے جب یہ سنا تو فوراً کوہستان کی طرف روانہ ہوا اور اُن حکمرانوں میں سے ایک کو گرفتار کر کے اُسی جگہ جہاں آزارا گیا تھا اُس کی کھال کھجوائی۔ اور آزارا کے بھائی اولوزون (Ullusun) کو وہاں کا بادشاہ کر دیا۔ مگر جو نبی سارگن چلا گیا اور ایک فتنہ کے فرو کرنے پر متوجہ ہوا تو اولوزون نے دوسرے رئیسوں کے ساتھ متفق ہو کر بغاوت کی۔ اس خبر کو سُن کر آشوری ٹڈی دُل فوجیں اُمنڈ پڑیں اور پلٹ کر اُس ملک کو فتح کر کے برباد کر دیا۔ اولوزون مغلوب ہو کر سارگن کے پاؤں پر گر پڑا سارگن نے اُس کا قصور معاف کر دیا لیکن اُس ملک کے قریب پہنچنے والے لوگوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔ پھر شمال و مشرق کی طرف روانہ ہوا تاکہ بد کے باغیوں کی سرکوبی کرے۔ چنانچہ اُن کے رئیس

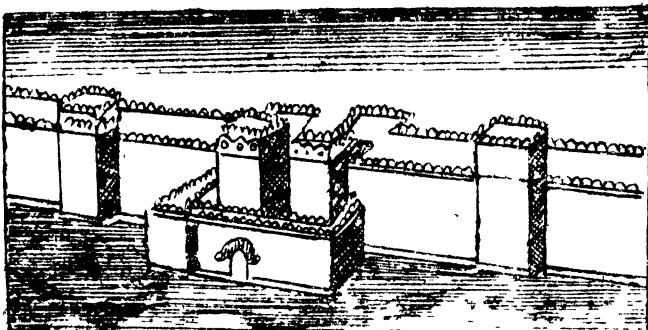
کو بھی گرفتار کر کے شہر میں کوہرباد کر دیا اور چار ہزار آٹھ سو بیس آدمی قید کر کے انھیں سوتے کی طرف روانہ کر دیا۔

سارگن پھر دوسری بار آیینیائیں گیا اس دفعہ اور سا باکل مغلوب ہو گیا۔ اور اُس کی تمام فوج اور کل خاندان کے آدمی گرفتار کئے گئے۔ اور یہ سب ملک اور شہر برباد ہو گاڑگ کی نذر ہو گئے۔ دوسرے بادشاہ نے اور سا کو نپاہ وی سارگن نے اُس کے ملک پر بھی حملہ کر کے دارالسلطنت کو فتح کر کے برباد کر ڈالا۔ اور بیس ہزار ایک سو آدمی وہاں سے قید کیے۔ اور اُس شہر کے خداوند کا مجسمہ معہ سید مال غنیمت اور چھ سو بیس خچروں کے لے گیا اور سانے جب یہ دیکھا تو مایوس ہو کر خود کشی کر لی۔

بد کے لوگوں نے دوبارہ بغادت کی سارگن پھر اُن کی سرکوبی کو گیا۔ اور اُن کو اطاعت پر مجبور کیا۔ بد کے پنتیا لیس رئیسوں نے آشوری بادشاہ کو اپنا خداوند تسلیم کیا۔ موشیوں اور گھوڑوں کے گلے خراج کے طور پر دیئے۔ اس کے بعد سارگن مغرب کی طرف ایشیائے کوچک کی سرحد پر پہونچا وہاں کا بادشاہ شاہان آشور کا تابع تھا۔ اُس کے لڑکے نے اُسے سلطنت سے معزول کر دیا تھا۔ سارگن نے اُس غاصب کو قید کر کے اُس کی جگہ دوسرا بادشاہ مقرر کیا گیا پھر وہاں سے جنوب کی طرف فلسطین (Philistens) کے ملک میں گیا اُنھوں نے خراج دینے سے انکار کیا تھا۔ اور اپنے بادشاہ کو نکال کر ایک غاصب کو تخت نشین کر دیا تھا اور اپنے شہر کے گرد گہری گہری خندقیں کھود کر پانی سے بھر دی تھیں جب آشوری لشکر وہاں پہونچا تو غاصب مصر کی طرف بھاگ گیا۔ سارگن نے شہر پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا اور اُن کی جگہ اُن لوگوں کو جنھیں وہ مشرق سے پکڑ لایا تھا مقیم کر دیا۔

جزیرہ قبرس کے بادشاہوں نے خود بخود سارگن کو خراج بھیجا۔ کلدے کے بادشاہ نے بارہ برس سے خراج بھیجنے میں تامل کیا تھا اور اس فکر میں مبتلا تھا کہ کسی طبع آدمیوں کو

آسٹوریوں کے قبضہ سے چھوڑائے اس لئے اُس نے شوش کے بادشاہ کے ساتھ اتفاق کر لیا شوش کے بادشاہ نے شاہِ کلدہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیج دیں سارگن نے وجہ سے اُتر کر شوش پر تاخت و تاراج شروع کی شوش کی فوجیں یہ سب اپنے ملک کی طرف واپس آئیں۔ سارگن نے کلدانیوں پر حملہ کر دیا بابل نے مقابلہ کی جرأت نہ کی اور سارگن بے لڑائی کے شہر میں داخل ہو گیا۔ اور وہاں کے خداوندوں کے لئے قربانی کر کے اپنے کو بابل کا بادشاہ قرار دیا۔ کلدہ کا بادشاہ شہرِ دوریاکن میں دریا کے قریب قلعہ نشین تھا اُس نے دریا کے بند توڑوا کر اُن کا پانی جنگلوں میں بہا دیا تھا۔ آخر اس شہر کے سامنے لڑائی ہوئی، کلدانی فوج اور اُن کا بادشاہ بھاگ گیا اور اپنا سونے کا تخت رواں۔ سونے کا تخت سلطنت۔ سونے کا عصا۔ سونے کا اور ساہا اور چاندی کی گاڑیاں ہمیں چھوڑ کر خود قلعہ دوریاکن میں پناہ لی۔ سارگن نے حملہ کر کے قلعہ لے لیا اور بادشاہ مع اپنے بیوی بچوں اور خزانہ و خدمتگاران محل اور تمام باشندوں کے گرفتار ہو گیا۔ اس کے بعد سارگن نے شہر میں آگ لگا دی۔ اور شہرِ پستہ کو توڑوا ڈالا۔ جب آشور کا بادشاہ سب ملکوں پر قابض ہو گیا تو اُس نے چاہا کہ ایک شہر سب سے الگ اپنے نام پر تعمیر کرے۔ اس لئے مینواسے پندرہ کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سے دیہات کے کنارے غیر آباد جگہ انتخاب کر کے وہاں ایک شہر بنام دورسایوگن بنایا۔ (Dursayogin)



دورسایوگن کا دروازہ

یعنی قلعہ سارگن تعمیر کرایا۔ اس شہر کے راستے عمدہ اور شہر پناہ مضبوط تھی۔ شہر پناہ کے کنارے مغرب کی طرف ایک بلند سطح سطح بنائی۔ جس کی وسعت ایک ہزار میٹر مربع تھی اس کے بنانے میں دو کروڑ تین لاکھ میٹر کعب میٹرو صرف ہوئی جو قیدیوں کے ذریعہ سے ڈھلوانی گئی تھی۔

اس بلندی پر قصر سارگن بنایا گیا جس میں دو سو سے زیادہ کمرے تھے اور اس کی چھتوں کی کڑیاں از سرسروبتہ اور آبنوس کی لکڑی سے بنائی گئی تھیں۔ محل کے دروازوں کے دونوں جانب بڑے بڑے مجسمے کائے کے نصب کئے گئے جن کا سر آدمی کا تھا اور دیواریں مینا کارینٹوں اور مرمری نقوش سے مزین تھیں۔ جن میں سارگن کی لڑائیوں کے نقشے اور تصویریں تھیں۔ اور فتوحات کی تفصیل بطور کتبے کے درج تھی۔

سارگن پندرہ قبل مسیح میں اپنا تمام دربار خزانہ اور بت جن کو وہ خدا سمجھتا تھا اس نے پایہ تخت میں لے گیا اور وہاں ایک سال رہنے کے بعد وہیں مار ڈالا گیا۔

سنّا خریب اور آسار ہادون | سارگن کا بیٹا سنّا خریب جو اُس وقت باپ کی جانب سے بابل کا حاکم تھا آشوریوں کے بادشاہ ہوا لیکن شاہ آشور کے تمام باجگزار بادشاہ سارگن کے مرنے کی خبر سن کر باغی ہو گئے۔ سنّا خریب پھر انہیں مطیع کرنے پر مجبور ہوا چنانچہ دو سال اس میں صرف ہوئے۔ پھر وہ شاہ کردونیا (Kardunias) پر جو کلدہ پر قابض ہو گیا تھا حملہ آور ہوا۔ بابل سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر بڑی زبردستی لڑائی ہوئی آخر شاہ کردونیا اپنے گاڑیاں گھوڑے اور اونٹ سب چھوڑ چھپ کر دلدلی علاقہ کی طرف بھاگا۔ اور پہاڑ کی گھائیوں میں پناہ لی۔ سنّا خریب نے بابل میں پہنچ کر شاہی خزانہ پر قبضہ کر لیا اور شاہ کردونیا کی بیویوں درباری امرا اور سپاہیوں غرض سب کو قید کر لیا۔ پھر اُس نے قلعے اور آٹھ سو اٹھائیس گانوں فتح کر کے ان باشندوں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ بابل کے ایک نجومی کے لڑکے کو جس نے دربار

میں پرورش و تربیت پانی تھی بابل کا حاکم بنا دیا۔ واپسی کے وقت ساحل فرات سے گزرتے ہوئے دو ہزار آٹھ سو زن و مرد قیدیوں اور سات ہزار پانچ سو گھوڑوں پر ہزار تین سو تیس اونٹوں اور ستر ہزار گایوں اور دس ہزار آٹھ لاکھ بکریوں کو ہمراہ لے نینوائس داخل ہوا۔



سناخریب لشکر کشی کے وقت

اب سوریہ کی نوبت آئی اس ملک کے بادشاہوں نے بھی خراج دینے سے انکار کیا تھا۔ اور مصر کے بادشاہ کے ساتھ مل گئے تھے۔ سناخریب کو ہتان سے گزر کر اچا سوریہ میں پہنچ گیا اکثر بادشاہ بھاگ گئے۔ عسقلان کا بادشاہ مقابلہ کے لئے نکلا مگر اپنے اہل و عیال اور خاندان سمیت گرفتار ہوا آشوری اُس کو آشور میں لے آئے۔

نیشی مصر کے بادشاہوں نے بڑھکر آشوریوں پر حملہ کیا مگر انہوں نے بھی شکست کھائی۔ یہود ابرباد ہو گیا اور دولاکھ آدمی قید ہوئے۔ پھر سناخریب نے سرزمین مصر کی طرف قدم بڑھایا۔ شاہ ایتوپنی اپنی فوجوں کو لے کر یہاں آگیا تھا مگر جیسا کہ تاریخ مصر

میں مذکور ہے آشوری فوجوں میں بیماری پھیل گئی تھی لہذا سنا خرب بغیر لڑائی واپس چلا آیا
 کلدانیوں نے پھر بغاوت کی سنا خرب ناگمانی طور پر بابل کی طرف بڑھا۔ اور بغیر لڑائی
 کے اُس ملک میں پہنچ کر دریا کے ساحلی ملک کو فتح کر لیا۔ بادشاہ بیت یاکن (Bitiyakun)
 اُن بتوں کو جنہیں وہ اپنا معبود سمجھتا تھا لے کر کشتی کے ذریعہ سے بھاگ گیا لیکن اُس کا سارا
 خاندان گرفتار ہوا۔ آشوریوں نے بیت یاکن کے شہروں کو برباد کر دیا اور وہاں کے
 معزز لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ سنا خرب نے اپنے بڑے لڑکے کو کلدہ کی سلطنت دیدی
 بیت یاکن کے لوگ جو بھاگ گئے تھے۔ اُنھوں نے شوش میں پناہ لی اور پھر دوبارہ
 آمادہ جنگ ہوئے۔ سنا خرب نے قنیقیہ سے ایک کپتان ملایح کو لاکر اُس کی نگرانی
 میں نینوا کی قریب کشتیوں کا ایک دستہ مرتب کرایا۔ اور پانچ دن میں دجلہ کو طے کر کے
 سمندر کے قریب پہنچ گیا۔ اوّل سمندر کے دیوتاؤں کے لئے قربانی کی پھر بطور نذر کے
 سونے کی چھوٹی کشتیاں اور مچھلیاں سمندریں ڈالیں اُس کے بعد شوش میں پہنچ کر اس
 حکومت کے بہت سے شہروں کو منہدم کر دیا۔ اور وہاں کے باشندوں کو گرفتار
 کر کے کشتیوں پر اپنے ساتھ لے آیا۔ اس عرصہ میں بابل والوں نے بغاوت کی سنا خرب
 نے واپس جا کر باغیوں کے سردار کو گرفتار کر کے آشوریوں میں بھیج دیا۔ فصل بہار میں پھر
 دوبارہ شوش پر حملہ کیا اور اس سرزمین کے چونتیس قلعوں کو فتح کر کے ان قلعوں کے
 باشندوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور جن لوگوں کو وہ مغرب سے لایا تھا اُنھیں وہاں آباد
 کیا لیکن جو باغی بادشاہ بابل سے بھاگ گیا تھا اُس نے پھر پلٹ کر تخت پر قبضہ کیا
 اور بڑے معبد کے خزانوں پر متصرف ہو کر شوش کے بادشاہ سے مدد کی درخواست
 کی۔ چنانچہ کلدانیوں اور شوشیوں نے مل کر سنا خرب سے جنگ کی مگر مغلوب ہوئے۔
 سنا خرب خود اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے۔

ہمارے گھوڑوں کے زین اور لڑنے کے ہتیار دشمنوں کے خون میں ایسے ہو گئے

تھے جیسے دریا میں تیرتے ہوں۔ فوجی گاڑیوں نے نعشوں کو کچل ڈالا تھا اور بس فتح کی نشانی کے لئے مُردوں کی اُنھکیاں کٹوا دیں اور جن لوگوں کو میں نے زندہ گرفتار کیا یا سنا اُن کے ہاتھ کٹوا دیئے۔“

سنا خربے فتح کے بعد بابل سے انتقام لیا۔ شہر کو جلا ڈالا۔ شہر سپاہ اور عیدوں کو گودا اُن کے ملبہ کو دریائے فرات میں ڈلوادیا۔ پھر آشوریوں واپس آکر شہر نینوا کی توسیع اور نہروں کے کھودنے اور ایک عالی شان محل کے تعمیر کرنے میں جنگی قیدیوں سے کام لیا اور کتبہ ذیل لکھوایا۔

خداوند آشور نے مجھ کو زمین کی تمام سلطنتوں کا حاکم کر دیا۔ میرے تمام دشمن مجھے ڈرتے ہیں۔ کسی میں یہ جرأت نہیں ہے کہ مجھے مقابلہ کرے۔ رب کے سب میرے سامنے سے پرندوں کی طرح اڑتے ہیں۔“

تھوڑے عرصہ کے بعد سنا خرب جب کہ وہ اپنے خداوند پر قربانی چڑھا رہا تھا اپنے دو لڑکوں کے ہاتھ سے مارا گیا (۱۸۰ ق م)۔

مگر آشوریوں نے قاتل لڑکوں کی اطاعت قبول نہ کی بلکہ سنا خرب کے دو بیٹے آسارہادون (Assarhaddon) نامی کو اُس کے باپ کا جانشین بنایا اُس نے پھر بابل کو از سر نو تعمیر کرایا جسے سنا خرب نے خراب کر دیا تھا اور خود معماروں کا لباس پہن کر اس تعمیر کی پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی۔ آسارہادون نے بھی مشاہد آشوری کی طرح اپنی زندگی شمالی کوہستانوں اور کھدانیوں اور اہل شام سے لٹنے میں گزاری اس نے ارادہ کیا کہ عرب کے جنگلوں کو عبور کر کے ولایت افریقہ میں جائے۔ کیوں اُس نے سنا تھا کہ وہاں بڑے بڑے خزانے جمع ہیں چنانچہ اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اور ایسے ملک میں پہنچا جو بالکل ویران تھا آشوریوں نے اُس زمین کا نام ارض عطش (پاس کی سرزمین) رکھا آسارہادون نے جب کئی روز تک پتھروں اور سانپ بچھوؤں کے سوا وہاں کچھ نہ دیکھا تو ایک پہاڑ کے دامن

میں کچھ دیر ٹھہر کر واپس چلا آیا۔ آسارہا دونے دوسرے بار سورہ پر پھر حملہ کیا۔ اور اس مرتبہ مصر کو بھی لے لیا۔ بادشاہ ایتوپی کو شکست دے کر بھگا دیا پھر درہ نیل سے اوپر کی طرف گیا۔ شہر طبع فتح کر کے پامال کیا۔ وہاں کے مجسمے اور معبدوں کی آرائش کا سامان وغیرہ آشوریوں میں بھیج دیا۔ اس کے بعد آشوری بہادروں کو مصر کے ڈیلٹا کے قلعوں میں چھوڑ دیا اور مصر کو میں بادشاہوں میں تقسیم کر دیا انھوں نے آسارہا دونے کو اپنا حقدانہ تسلیم کیا اور اُسے خراج دینا منظور کر لیا۔ آسارہا دونے نے اپنا لقب مصر کے بادشاہوں کا بادشاہ (شاہنشاہ مصر) قرار دیا (۶۷۰ ق م) اور اسی کے وقت سورہ سے گزرا۔ اُس سرزمین میں اُن پہاڑیوں پر جو نہر الکلب کا احاطہ کئے ہوئے تھیں بادشاہ مصر مرس دوم نے اب بہت پہلے اپنی تصویر اور اپنی فتوحات کے متعلق ایک کتبہ لگایا تھا آسارہا دونے نے اس کتبہ کے پہلو میں اپنی تصویر بنوائی اور ایک کتبہ میں فتح مصر کی تفصیل لکھوائی۔ پھر حکم دیا کہ تمام شاہانِ سورہ اگر معیت و اطاعت کا عہد کریں ۲۲ بادشاہوں نے اگر اطاعت کا حلف اٹھایا آسارہا دونے نے آشور واپس آکر کلاک میں ایک نیا محل بنوایا جس کے جلوخانہ میں دارشیرد (شیربر) کے مجسمے اور ابوالہول نصب کئے اس محل میں داخل ہونے سے پہلے ایک بڑے زینہ اور اس جلوخانہ سے گزرنا پڑتا تھا۔ اُس کا دروازہ آبنوس کا تھا۔ جس کی چوکھٹ اور کواڑوں میں لوہے ہاتھی دانت اور چاندی کے ٹکڑے جڑے ہوئے تھے۔ اُس کے ستون سردکی لکڑی کے تھے جس پر دہاتوں کے ٹکڑے جڑے تھے۔ اور چھت ارزکی نقش لکڑی کی تھی۔

آسوربانی پال | جب آسارہا دونے بوڑھا اور ضعیف ہو گیا تو وہ بابل چلا گیا اور اپنے لڑکے آسوربانی پال اور *Assurbanipal* کو شہنشاہ قبل مسیح میں اپنی جگہ تخت نشین کر دیا آشوری فوجوں نے پھر مصر سورہ آرمینیا اور شوش سے لڑائی شروع کی

مصر میں آشوری فوجیں ایٹوپنی کے لشکر کو شکست دے کر طب تک گئیں اُس بعد آسوریانی پال واپس چلا آیا۔ لیکن اُس کی واپسی کے ساتھ ہی ایٹوپنی کے بادشاہ نے بھی مراجعت کی اور طب اور نینس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ جو آشوری مصر میں رہ گئے تھے وہ مغلوب ہو کر قید ہو گئے اور آسوریانی پال کو مجبوراً پھر دوبارہ فتح مصر کے لئے جانا پڑا اس مرتبہ اُس نے طب کو براہِ کردیا اور جو کچھ سونا چاندی جو اہرات کپڑے گھوڑے اور غلام اُس کے ہاتھ آئے سب کو لیکر آشور چلا آیا۔ دوستوں جو معبد طب کے دروازہ کے سامنے نصب تھے اور جن پر سر سے پاؤں تک نقوش کندہ تھے انہیں بھی وہ اپنے ساتھ لے گیا شام میں قنیقہ کے بادشاہ جنہوں نے خود سری اختیار کی تھی اب وہ بھی مجبور ہوئے کہ اپنی بیٹیاں بادشاہ آشور کے حوالے کریں۔ آخر وہ مجبور ہو کر اپنی لڑکیوں کو نینواسے گئے۔ لیکن مشرق کی طرف یعنی شوش اور کلدہ میں سخت لڑائیاں لڑیں شوش کا بادشاہ تومانی نامی مغلوب و گرفتار ہوا اور فوج کے سامنے اُس کا سر کاٹا گیا۔ جو نینواس کے دروازے پر لٹکتا رہا۔ دو قاصد جو تومانی نے اپنی شکست سے پہلے بادشاہ آشور کے پاس بھیجے تھے وہ سنجرمی کی حالت میں نینواس میں پہنچے اور اپنے آقا کا سر کاٹا ہوا دیکھ کر ایک نے خودکشی کر لی اور دوسرا گرفتار کر لیا گیا۔ شوش کے دو دیگر سرداروں کو بابل میں لے جا کر پہلے اُن کی زبان کاٹی۔ پھر زندہ کھال کھینچی پھر انہیں دھکیتی آگ میں ڈال دیا۔ تومانی کے لڑکوں کے ہونٹھ کاٹ کر انہیں اُن کے ملک میں واپس بھیج دیا تاکہ وہ دوسروں کے لئے موجب عبرت ہوں اور پھر بغاوت کا قصد نہ کریں۔

آسوریانی پال کا چھوڑا بھائی کلدہ میں بابل کا حاکم تھا۔ اُس نے بھی بغاوت کی اور کچھ ماں و اسباب معبدوں میں جمع تھا اُس سے فوج مرتب کی۔ لیکن شہر بابل میں محصور کر لیا گیا۔ اُس کی فوج میں اس قدر قحط پڑا کہ لوگوں نے اپنے لڑکے لڑکیوں کا گوشت کھانا شروع کیا آخر کار وہ گرفتار ہو کر زندہ چلا گیا۔ اُس کی فوج کے بعض آدمی بھوک سے مر گئے اور بعض نے خودکشی کر لی جو لوگ زندہ گرفتار ہوئے وہ بھی اپنے ساتھیوں سے زیادہ خوش قسمت نہ تھے چنانچہ آسوریانی پال خود دکھتا ہی۔

اُس فوج میں جن لوگوں نے خداوند آشود کے متعلق کلمات کفر کے تھے میں نے اُن کی زبانیں کٹوائیں اور مار ڈالا جو سپاہی زندہ گرفتار ہوئے انھیں میں نے پردار گالوں کے سامنے جن کو میرے دادا سنا خزیب نے بنوایا تھا اُس کے مقبرے میں لے گیا اور اُن کی کھالیں کچھوئیں اور اُن کا گوشت گیدڑوں، ہوائی پرندوں اور دربار کی مچھلیوں کو کھلادیا اور اس طرح اپنے خداوندوں کا غصہ فرو کیا جو اُن کے اعمال قبیح سے تیز ہو گیا تھا۔

شوش کے بادشاہ نے پھر لڑائی شروع کی آشوریوں نے اُس کا ملک لے لیا اور اُس کے دار السلطنت کو غارت کر دیا آشور بانی پال نے سلطان شوش کا سونا ناچاندی اور اُس کو خداوند کے ہیکلون کا سامان لوٹ لیا۔ پردار شیروں اور گالیوں کے مجسمے توڑ ڈالے۔ مقدس جنگلات اگ لگائی قبریں کھدوا دیں اور بادشاہوں کے مجسمے خراب کر دیئے۔ خاندان سلطنت کے لوگوں، سرداروں اور جنگجو آدمیوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا چنانچہ خود آشور بانی پال کتاہ۔ اُس ملک میں کوئی بستی اور کھیتی اور مویشی کا گھڑ باقی نہ رہا۔ اور اُس سرزمین کو میں نے ہرنوں گور خروں اور درندوں کے لئے چھوڑ دیا۔

آشور بانی پال کے محل میں فتح شوش کی تصویریں بنی ہیں کہ قیدیوں کی کھالیں کھینچی اور آنکھیں نکالی جا رہی ہیں۔ کان اور ناخن کاٹے جا رہے ہیں۔ آشور بانی پال نے اس فتح کی خوشی میں نینوا میں جشن کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر نکلا جس کو چار قیدی بادشاہ کھینچتے تھے۔ آشور کا یہ بادشاہ شکا ربھی غوب کھیلتا تھا۔ چنانچہ وہ خود اپنی تعریف میں لکھتا ہوں کہ میں نے کئی شیر اپنے ہاتھ سے مارے اور شکا ربھی ایک شیر کی دم بکڑ کر ڈال *Nargah* دیوتا کی مدد سے جویری مدد کرتا ہے گرز کی ایک ضرب اُس کا سر توڑ ڈالا۔

آشور بانی پال کبھی گاڑی میں سوار ہو کر اور کبھی بیدل شکا ربھی جا یا کرتا تھا۔ اور کبھی کشتی میں میٹھ کر جاتا تھا۔ اس بادشاہ کے پاس کئی باغ تھے جن میں درندے پالے گئے تھے۔ وہ کبھی کبھی تفریح کے طور پر اُن کی طرف تیر چلاتا تھا۔ شیر خربے میں بند کر کے اُس کے سامنے لاکر چھوڑا جاتے تھے۔ بادشاہی محل میں ایک تصویر اس واقعہ کی بنی ہے۔ ایک شخص پتھر کے کا دروازہ

کھول رہا ہے اور شیر اُس سے باہر نکل رہا ہے۔

آسور بانی پال نے نینوا کی زینت میں بھی بہت کوشش کی اس نے سانخریہ کے محل کو بہتر بنا دیا۔ اور کئی کمرے اضافہ کئے دیواروں پر لائینوں کی اور شکاروں کی تصویریں بنوائیں۔ اس محل میں ایک کتب خانہ بھی دیکھا گیا ہے جس میں اوراق کی جگہ اینٹیں استعمال کی گئی ہیں ہر اینٹ پر دونوں جانب باریک خط سے لکھا گیا ہے۔ یہ اوراق (اینٹیں) شکستہ حالت میں ایک تو وہ کی طرح دستیاب ہو چکے تھے جو انگلستان بھیج دیئے گئے۔ اور وہاں پڑھے گئے۔ ان میں آشوری زبان کی صرف و نحو اور لغت اور ممتاز سرداروں اور شہروں کے نام درج تھے۔ نیز نخر، ریاضی اور علم سحر کے رسالے تھے۔ جس جگہ یہ اینٹیں رکھی تھیں ان کی دست سومیٹر محبت زیادہ تھی۔ انداز دیکھا گیا ہے کہ ان اوراق کا مجموعہ پانچ جلد تھا اور ہر جلد میں پانچ سو صفحے تھے۔

نینوا کی تباہی | ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آشوریوں کا آخری مغر ز بادشاہ آسور بانی پال ہی تھا اُس کے بعد اُس کا لڑکا تخت نشین ہوا لیکن اُس کے واقعات مفصل معلوم نہیں ہوئے البتہ اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس زمانہ میں شمالی جنگوں سے سواروں کے ایک دستے نے آکر آشور اور ایشیا نو کو کئی سال تک تاخت و تاراج کیا اُس کے بعد بابل کے حاکم نابو پلا سار *Nabopolassar* نامی بغاوت کر کے کلدان کے تخت و تاج کا مالک ہو گیا۔ مد کے بادشاہ نے بھی اس عرصہ میں اپنی سلطنت اور طاقت بہت بڑھائی تھی۔ نابو پلا سار نے اُس سے سازش کی مد کے بادشاہ کی لڑائی کے ساتھ نابو پلا سار کے لڑکے نے شادی کر لی۔ پھر کلدانیوں اور مدیوں نے متفق ہو کر آشوریوں پر حملہ کیا اور نینوا کو چھین لیا۔ کہتے ہیں کہ جب آشوری بادشاہ نے دیکھا کہ دشمن اپنی پٹ میں داخل ہو گیا ہے تو اُس نے اپنے کو شاہی محل میں جلا ڈالا (۶۰۵ قبل مسیح)۔

اس بادشاہ کا صحیح نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے ساراکوس لکھا ہے۔ حملہ آوروں نے تمام آشوری شہروں مثلاً کالاک - دور - ساریوکن - آشور - اور نینوا میں آگ لگا دی۔ اور سب کو کچھ اس طرح برباد کر دیا کہ پھر آباد ہی نہ ہو سکے۔ فاقین نے وجہ کا بند نینوا کی طرف کھول دیا۔ جس سے زمین صاف ہو کر برابر ہو گئی۔ اور اُس شہر کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ اور یہ حالت

ہو گئی کہ کوئی شخص نہیں معلوم کر سکتا تھا کہ آشور کا دار السلطنت کہاں تھا۔ ایشیا کی جو قومیں ان نینوا کے ہاتھ سے تکلیف میں تھیں نینوا کی خرابی پر وہ بہت خوش ہوئیں جیسا کہ یہودیوں کے ایک پیغمبر نے کہا ہے۔

نینوا کیا ہوا جو شیروں کی جگہ اور بہادروں کا مقام تھا اس خونخوار پر ظلم اور چھوڑی شہر پرانی تو آشوری قوم بھی آشوری دار السلطنت کے ساتھ معدوم ہو گئی۔ اور ملک کو فاتحین نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ بادشاہ مد نے شمال و مشرق کی طرف وجہ تک لے لیا۔ باقی ملک پر کاکہ کے بادشاہ نے قبضہ کر لیا۔

ساردانا پال کا افسانہ | چون کہ یونانی آشوریوں کی تاریخ نہیں جانتے تھے اس لیے انھوں نے سلطنت نینوا کی تباہی کا ایک افسانہ نقل کیا ہے جو بہت مشہور ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ نینوا کا بادشاہ ساردانا پال *Sardanapal*، نامی اپنی ناقابلیت کی وجہ سے عورتوں کے کپڑے پہننے پر بہت مائل تھا۔ اُس کی فوج کا ایک سردار جس کا نام آرباس تھا اور جو باشندگان مدی میں سے تھا۔ ایک مرتبہ اتفاقاً اُس کے محل کے کمرہ میں چلا گیا۔ اور بادشاہ کو عورتوں کے لباس میں دیکھ کر اُسے بادشاہ سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اُس نے حاکم بابل سے کہا کہ بہت اچھا ہے کہ اسے سلطنت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ حاکم بابل نے فوج کے سرداروں کے ساتھ متفق ہو کر حملہ کیا ساردانا پال نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگ نکلا پھر دو برس تک نینوا میں مدافعت کرتا رہا آخر کار وجہ میں طوفان آیا اور شہر تباہ کا ایک حصہ منہدم ہو گیا ساردانا پال نے جب یہ دیکھا کہ اب مدافعت نہیں ہو سکتی تو محل پر ایک زبردست بمبھین قائم کر کے کھل سونا چاندی اور قیمتی لباس وہاں جمع کر کے مع اپنے بیوی اور اپنے غلاموں کے آگ لگا کر جل گیا۔ یونانی اس واقعہ کا اسمبھویں صدی قبل مسیح کے وسط میں پیش آنا بیان کرتے ہیں۔

تیسری فصل

سلطنت بابل

نئی سلطنت کلدہ کی بنا | جس زمانہ میں آشوری کلدہ پر حکمراں تھے اس ملک میں ایک نئی قوم نمودار ہوئی جو قدیم کلدانیوں سے مختلف تھے یہ نئے کلدانی بھی آشوریوں کی طرح بڑے جنگجو تھے۔ یہودیوں کے ایک پیغمبر نے ان لوگوں کی تعریف میں کہا: *جدید کلدانی ایک میرحرم اور جلد باز قوم ہے۔ اس قوم کے لوگ تھوڑے عرصہ میں تمام ملک میں گشت کر لیتے ہیں تاکہ دوسروں کے مکان چھین لیں۔ اُن کے گھوڑے تیندوں سے زیادہ چالاک اور بھیڑوں سے زیادہ تیز رو ہیں۔ جورات کو جنگلوں میں دوڑتے ہیں۔ بابل کا ایک حاکم نابوپلا سار نامی جیسا کہ ادھر بیان کیا گیا ہے آشوریوں کے بادشاہ سے باغی ہو کر کلدہ کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ نینوا کی خرابی کے بعد تمام بین النہرین اور فرات کے ساحلی ممالک اُس کے قبضہ میں آ گئے، فنیقیہ اور سوریہ کے بادشاہوں کو بھی وہ اپنا میطع سمجھتا تھا چنانچہ جو خراج یہ لوگ سلاطین آشور کو دیتے تھے اُس کا مطالبہ اس بادشاہ نے اُن سے کیا۔ اس غرض کے لئے اپنے بیٹے کو کچھ فوجیں دے کر ان بادشاہوں کے مقابلہ میں بھیجا۔ اُس نے نہروں کی مرمت اور فرات کے بند بندھوائے۔ بابل اور کار کے بت سے شہروں کی عمارتیں برباد ہو گئی تھیں اُن کی بابل کی شہرینہ کو بلنبہ کیا شاہی محل کی تجدید کی اور مرمت کرائی اسواربانی یاں کے حمد حکومت میں یہ تمام عمارتیں شکستہ اور منہدم ہو گئی تھیں یہ کام ابھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے تھے کہ نابوپلا سار عمر طبعی کو پہنچا لوٹھا*

ہو گیا اور آخر ایک دن تمام کاموں کو ا دھو را چھوڑ کر مر گیا (۶۵۲ قبل مسیح)

بنوکدنزر | نابو پلا سار کا لڑکا بنوکدنزر (Nabushodonasars) جو اپنے باپ کے زمانہ ہی میں شاہی کا لقب رکھتا تھا ایک بہت مشہور بادشاہ ہوا ہے۔ اس بادشاہ نے کئی لڑائیاں سر کیں۔ مگر لڑائی کے ایام میں اُس کی توجہ مغرب ہی کی طرف مبذول رہی مصر کے بادشاہ نچا کو نے سلطنت آشور کی تباہی دیکھ کر سوریہ پر حملہ کر دیا اور اُس ملک کے چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کو مجبور کیا کہ اُس کی اطاعت کریں۔ بنوکدنزر اُس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا دونوں میں بمقام کارمیش جو فرات کے کنارے واقع ہوا لڑائی ہوئی آخر مصر کو نے شکست کھائی اور بنوکدنزر نے ملک شام کو لے لیا اور پلو ز تک جو مصر کی سرحد ہے بڑھتا ہوا چلا گیا (۶۰۵ قبل مسیح) اُسی زمانہ میں اُس کا باپ مر گیا اس لئے مجبوراً واپس چلا آیا۔ بادشاہ مصر نے شاہانِ فلسطین اور فنیقیہ کو کلدانیوں کے خلاف اُبھارا اور بادشاہِ ثرو دا (یہودا) سے بھی تحریک کی بنوکدنزر پھر اُس علاقہ میں پہنچ گیا اور اُس نے یہودیوں کو جبراً مطیع کیا (۵۹۷ قبل مسیح)

چند سال کے بعد آپری میں مصر کے نئے بادشاہ نے سوریہ پر دوبارہ حملہ کیا۔ یہودیوں نے بھی اس موقع کو فینیت سمجھ کے بغاوت کر دی بنوکدنزر پھر سوریہ میں آیا اور چھ مہینے وہ اس مرتبہ اس قصبے کو فیصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور اُسے فتح کر کے تباہ و برباد کر ڈالا اور وہاں کے لوگوں کو قید کر کے بابل لے گیا۔ اُس کے بعد صور کے محاصرہ کی طرف متوجہ ہوا (کستے ہیں کہ اس محاصرہ نے تیرہ سال تک طول کھینچا) مگر جب کلدہ کا بادشاہ اُسے فتح نہ کر سکا تو اُس نے وہاں کی تجارت بند کر دی اور اس طرح صور کے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ اُس کی اطاعت قبول کرے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بنوکدنزر مصر کی تسخیر کے لئے بھی آیا تھا۔ لیکن دراصل اُس نے صرف مختصر لشکر کشی پر رفاعت کی تھی بنوکدنزر نے اپنے کبتوں میں ان لڑائیوں کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے لیکن ہیشیا میں وہ غازی کے نام سے

مشورہ۔ بلکہ اکثر یونانی بطور حکایت کے کہتے تھے کہ اس بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ یورپ کا بھی سفر کیا اور جبل طارق تک پہنچ گیا تھا۔ یہودی جن کو بنو کد نذر قید کر کے لے گیا تھا وہ اُسے دُنیا کا عظیم الشان بادشاہ سمجھتے تھے مگر عداوت کی وجہ سے ظالم اور بوالہوس کہتے تھے۔ توریت کی تحریروں کے مطابق ایک دن بنو کد نذر نے ایک بہت بڑا مجسمہ خواب میں دیکھا جس کا سر سونے کا اور بازو اور سینہ چاندی کا اور پیٹ اور رانیں پتیل کی اور پنڈلیا لہسے کی اور پاؤں گلِ سنخ کے تھے۔ بنو کد نذر اس مجسمہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس اُتار میں ایک پتھر بپاڑے الگ ہوا اور بغیر اس کے کہ کوئی اُسے اٹھا کر پھینکے خود بخود مجسمہ کے پاؤں پر گر کر اس سے مجسمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ٹکڑے بھی غائب ہو گئے۔ پھر اُس پتھر نے بڑھنا شروع کیا یاں تک کہ تمام دنیا اُس کے پھیلاؤ سے بھر گئی۔

بنو کد نذر نے اس خواب کی تعبیر دریافت کی مگر کوئی نہ بتا سکا۔ البتہ دانیال پنیر نے اس خواب کی تعبیر بیان کی۔ توریت میں لکھا ہے۔

بنو کد نذر اپنے غرور کی وجہ سے پاگل ہو گیا۔ ایک دن وہ اپنے کو ٹھٹھے پر کھڑا ہوا تماشا دیکھتا تھا کہ اُس حالت میں اُس نے آسمان سے یہ آواز سنی کہ یہ ہے جو تجھ پر ظاہر کیا گیا تھا۔ اے بنو کد نذر تیری سلطنت دوسروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی اور تو انسانی جماعت سے بھاگ کر جنگلی جانوروں کے ساتھ بسر کرے گا اُس وقت تو یقین کریگا کہ خدا تمام سلطنتوں اور حکومتوں پر پورا اقتدار رکھتا ہے اور جسے وہ چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔

بنو کد نذر دیوانہ ہو گیا اور سمجھنے لگا کہ میں مسخ ہو کر کھائے کی صورت ہو گیا ہوں پھر شاہی محل سے بھاگ کر بلغمیں رہنے لگا وہاں جانوروں کی طرح سے چلتا تھا اور گھاس کھاتا تھا چاروں ہاتھ پاؤں سے چلتا تھا اور اُس کی کثافت انتہا کو پہنچ گئی تھی جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی۔ اُس کے بال بڑھ کر عقاب کے پر سے مشابہ ہو گئے تھے اور ناخن گویا شکاری جانوروں

کے بچے تھے۔

لیکن سات مہینے کے بعد اُس نے صحت پائی اور یہودیوں کے خدا کی قدرت کا قابل ہو گیا (نبوکدنزر ہماری تاریخوں میں بخت نصر کے نام سے مشہور ہے اور بہت سی باتیں اُس کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔

بابل | نبوکدنزر زیادہ تر بابل کے شہروں کے استحکام اور زینت کی طرف مائل رہا۔ اُس نے بابل کو دنیا کا عظیم الشان شہر اور ایشیا کی مکہ یا بالفاظ دیگر 'عروس البلاد' بنا دیا تھا۔ ہیرڈوٹس جس نے اُسے ایک سو پچاس برس بعد دیکھا، کہتا ہے کہ بابل کے ساتھ کسی شہر کو کوئی نسبت نہیں۔ بابل فرات کے دونوں طرف بنایا گیا تھا اور اُس کے گرد دو فصیلیں تھیں ایک بڑی فصیل جو تمام شہر کے گرد تھی یہ مربع تھی اور اس کی ہر سمت پندرہ کیلو میٹر لمبی تھی اس دیوار کے چاروں طرف ایک گہری اور چوڑی خندق تھی جس کی وجہ سے کوئی دشمن دیوار تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جو مٹی خندق گھودنے سے غلی تھی اُس سے اینٹیں تیار کر کے ان اینٹوں سے شہر بنا ہ کی تعمیر کی تھی اور نگاری کے عوض رال بکا کر کام میں لائی گئی تھی۔ ان اینٹوں کو درجہ بدرجہ رکھتے تھے اور ہر تین درجے کے درمیان بانس کا ایک مٹھا لپیٹ کر رکھتے تھے جو حصار اس طرح بنایا گیا تھا وہ پچانوے میٹر لمبہ تھا۔ اور ۲۵ میٹر دیوار کی موٹائی تھی۔ دیوار کے سرے پر اس قدر چوڑائی رکھی گئی کہ اُس پر دو گاڑیاں برابر چل سکتی تھیں اس شہر بنا ہ کے دو سو پچاس بُرج تھے۔ دو در بروج ملا کر بنائے گئے تھے۔ گویا ان بُرجوں کے ایک سو پچیس جوڑے تھے۔ سودر واخے بھوس پیل کے تھے۔ دریائے فرات بچ شہر میں سے گزرتا تھا اُس کے دونوں کناروں پر دو بند بہت اونچے بنائے گئے تھے جن میں چھوٹے چھوٹے رستے تھے۔ دریا کے اوپر ایک پتھر کا پُل بنا ہوا تھا جس کی چھت چوبارون کی چوب کڑیوں سے پاٹ دی گئی تھی۔ رات کو یہ چھت اٹھالی جاتی تھی اور دن کو رکھ دی جاتی تھی گویا رات کو دریا بغیر پُل کے رہتا تھا۔ ہیرڈوٹس کہتا ہے کہ رات کو دریا کا پُل اٹھا لیتے تھے

تاکہ اس طرف کے آدمی اُس طرف چوری کے لئے نہ جاسکیں نہ اُدھر کے آدمی ادھر آسکیں
شہر بابل کے مکانات دو مندر لہ نہ مندر اور سب ایک ہی صف میں تھے سڑکیں سیدھی اور
ترتیب کے ساتھ تھیں اور ایک دوسرے کو قطع کرتے ہوئے زاویہ قائمہ بناتی تھیں شہر مربع
حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ۲۵ سڑکیں فرات کے متوازی اور ۲۵ عمود کی طرز تھیں۔ ہر سڑک
کے دونوں طرف ایک ایک دروازہ شہر نہاد کا تھا۔ سڑکوں کی تقسیم نے قلعہ کی زمین کا کچھ
زیادہ حصہ نہیں گھیرا تھا۔ اُس کی فضا کا زیادہ تر حصہ باغوں اور گیہوں کے کھیتوں میں چھپا
ہوا تھا۔ درحقیقت بابل صرف شہر ہی نہ تھا بلکہ ایک ملک کی شکل پر اس قدر وسیع تھا کہ تمام
ضروری چیزیں لوگوں کو بغیر بیرونی امداد کے وہیں مل سکتی تھیں۔

بابل کی عمارتیں | بنو کہ نذر نے دار السلطنت کو فرات کے بائیں کنارے ایک اصاطحہ کے
اندر بنوایا۔ چنانچہ وہ اپنے کتبہ میں لکھتا ہے۔

چوں کہ مار دوک خداوند (دیوتا) نے مجھ کو بادشاہ کیا ہے میں نے شہر بنوانے میں
مخت محنت اور کوشش کی بابل میں جسے میں آنکھ کی پتلی کی طرح عزیز رکھتا ہوں میں نے
ایک ایسا محل بنوایا جس کو دیکھ کر لوگ حیرت کرتے ہیں۔ یہی میرا مقام سلطنت ہوا اور
ایک بالاخانہ ساحل دریاے فرات سے شہر کے کنارے تک بنایا۔ میرے باپ
نابو پلا سار نے یہ عمارت اینٹوں کی بنوائی تھی اور اُسی میں سکونت پذیر تھا مگر اُس کی
بنیاد پانی کی طغیانی کی وجہ سے خراب ہو گئی۔ میں تمام کندڑوں کو صاف کرتا ہوا
فرات کے پانی کے برابر تک پہنچ گیا۔ وہاں میں نے اینٹوں اور رال سے ایک بند

+ — زاویہ قائمہ۔ ۹۰ درجہ کا زاویہ ہوتا ہے * □ برج کے چاروں ضلعے ایک دوسرے کے برابر اور
چاروں زاویے قائمہ ہوتے ہیں x = متوازی اُن دو خطوں کو کہتے ہیں جو اپنے دونوں جانب بڑھائے
جانے سے ایک دوسرے سے نہ ملیں * — عمود اُس خط کو کہتے ہیں جو دوسرے خط پر یہ ساکھڑا ہو کر
اپنے دونوں جانب زاویہ قائمہ بنائے۔

نہایت مضبوط بندھوایا۔ اس بند کی بلندی ایک پہاڑ کے برابر تھی۔ پھر میں نے اس کے
بڑے بڑے کمرے بنائے جو ارض کی لکڑی سے پٹے ہوئے تھے۔ اسی لکڑی کو دروازے
بھی تھے (Bronze) جن پر تیل کے پتھر بٹے گئے تھے۔

یہ عظیم الشان عمارت جس کے کھنڈر ایک سو چالیس میٹر مربع زمین گھیرے ہوئے ہیں شہر کی
جانب اُس محکمہ عمارت تک ختم ہوتی تھی جس کے اوپر سفید سنگ مرمر کے کنگرے تھے اور اُس کے
گرد ایک محافظہ کھڑا تھا۔ یعنی ایک نہایت مضبوط قلعہ جو عمارت کی بخوبی حفاظت کرتا تھا۔
محل کے نزدیک دریا کے کنارے وہ مشہور و معروف مُعلق باغ تھے جن کو دنیا کے سات
عجائبات میں گنتے تھے یہ مُعلق باغ کیا تھے؟ درحقیقت مختلف بلندیوں کے کوٹھے تھے جن کی
نہایت بڑی بڑی چھتیں اور متعدد درجات تھے پہلا درجہ فرات کے کنارے تھا اور بتدریج
وہاں سے بلند ہوتا گیا تھا۔ نادر و نایاب درخت اور عجیب و غریب پھولوں کے درخت اور
صد ہا قسم کی دہن اُس میں لگائی گئی تھیں۔ کلدہ کی تیز دھوپ میں ان نادر اور عجیب و غریب
دہنوں اور درختوں کی پردرخت نشوونما کے لئے ہر کوٹھے کی دیوار کے اندر ایک نہایت
زوردار نل لگایا گیا تھا جو دریا کے پانی کو پوری طاقت اور نہایت خوبی سے اوپر چڑھاتا تھا
اور باغوں کے قریب حسب ضرورت آبیاری کرتا تھا تھوڑے دنوں کے بعد لوگوں نے یافثا
گھر لیا کہ بابل کا ایک بادشاہ ایک عورت رکھتا تھا جو مدی میں پیدا ہوئی تھی اور وہ کلدہ
کے بے برگ و گیاہ جنگل میں رہ نہیں سکتی تھی۔ بادشاہ نے یہ باغ اُس کی خاطر سے بنائے
تھے جو اُس کی ولایت کے پہاڑوں اور جنگلوں کا نمونہ تھے۔

نہوکلہ نر نے تمام بابل کے معبدوں کی مرمت کرائی اور خود وہ آٹھ معبدوں کا ذکر کرتا
ہے جو اُس نے بنوائے تھے۔ اُن میں سب سے بڑا معبد مار دوک دیوتا کا تھا جو اسازیل ^{۱۴۹} کے نام سے موسوم تھا۔ لبنان کے پہاڑوں سے بڑے بڑے ارز کے درختوں کی لکڑی لاکر
اُس میں صرف کی گئی تھی۔ اور اُس کے شہتیر سونے اور چاندی سے منڈھے گئے تھے۔ بابل کے

نزدیک دو شہر تھے جن میں مہترک مکانات تھے۔ یہ دونوں شہران مکانات کی وجہ سے مشہور تھے ایک کوتا (Cutha) شمال میں اور دوسرا برسیپا (Barsippa) جنوب میں تھا اُس زمانہ میں یہ دونوں ایک نژادِ حاظ کے اندر تھے۔

بنوکہ نزر نے نرگال دیوتا کے معبد کو تمام کیا جو کوتا میں تھا۔ اور برسیپا میں ناتادیو کے لئے تین معبد بنوائے۔ دیوتا کے مندر کی مرمت پر جو ازیدا کے نام سے مشہور تھا اپنی زوجہ خصوصیت کے ساتھ مبذول کی۔ اس کا نام برج بابل بھی ہے۔ یہ عظیم الشان برج ۲۵ میٹر بلند سطح پر واقع تھا اور اُس کے سات درجے تھے حرم سب ادبے نچے درجے میں تھا اُس کے دروازوں میں ہاتھی دانت جڑا گیا تھا اور شہتیر سونے سے مرصع تھے۔ بنوکہ نزر خود کتاؤں میں نے لوگوں کو متحیر و متعجب کرنے کے لئے برسیپا کے معبد کی مرمت کرائی جو تمام دنیا کی عبادت گاہ اور برسیپا کی نادر ترین عمارت ہے۔

میں نے اُس کی جگہ میں کوئی تغیر نہیں کیا بلکہ اُسے زیادہ بلند کیا اور دوبارہ ایسے طریقے سے بنوایا کہ تمام معبدوں پر اُس کی فوقیت حاصل ہو۔ اس کے علاوہ بنوکہ نزر نے کلدہ کے تمام شہروں کے معبدوں کی بھی مرمت کرائی چنانچہ وہ نہایت فخر کے ساتھ کہتا ہے۔

”میں مرمت کرنے والا بادشاہ اور تمام آبادی کا کاہن ہوں۔ میں وہ ہوں کہ میں نے تمام مقدس شہروں کی مرمت کرائی“

ابھی تک بابل کے شہروں میں ایسے پتھر ملتے ہیں جن میں یہ کتبہ کھدایا ہوا ہوتا ہے۔

”میں بنوکہ نزر ہوں میں بابل کا بادشاہ ہوں میں اسازیل وازیدا کی مرمت کرنے والا ہوں میں نابو پلا سار کا خلف الرشید ہوں“

بابل کی تجارت | بنوکہ نزر نے ملک کی قدیم شاہی نگر کی بھی مرمت کی اس نگر کو ایک نگر دوسو برس پہلے حمورابی بادشاہ نے کھدوایا تھا اور اس کے بعد سدود ہو گئی تھی۔ اُس نے

اور بھی نہریں جنگلوں اور کھیتوں کو سیراب کرنے اور دجلہ و فرات کو ملانے کے لئے کھدوائیں۔ بابل کی بالائی حصہ میں ایک تالاب بھی کھدوایا جس کا دور ستر ہزار میٹر سے زیادہ تھا۔ فرات میں جب طغیانی ہوتی تھی تو اُس کا پانی اس تالاب میں گر کر جمع رہتا تھا جو خشک سالی میں بہت کام آتا تھا۔ بنو کہ نزر جن لوگوں کو لڑائیوں میں گرفتار کر کے لایا تھا ان کے لئے جدا گانہ احاطہ بنایا تھا اور اس طرح آبادی میں وسعت ہو کر بابل ایشیا کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہو گیا ہندوستان اور عرب کے براہِ خلیج فارس فرات ہو کر کشتیاں آتی تھیں۔ ان میں کپڑے، عطر، دوائیں، ہاتھی دانت، آبنوس اور قیمتی پتھر لائے جاتے تھے۔ آرمینیا کے پہاڑوں کی طرف سے تجارت اس طرح ہوتی تھی کہ چھوٹی چھوٹی مدد کشتیاں بناتے تھے اور کشتیوں کے پیندے بید کی شاخوں سے بنائے جاتے تھے جن پر چھرا منڈھ دیتے تھے ان کشتیوں کی تہ میں خشک گھاس بچھا کر تجارتی اسباب بار کیا جاتا تھا۔ ہر کشتی کو دو آدمی لکڑی سے کھیتے تھے اور ایک گدھا بھی ساتھ ہوتا تھا۔ اس طرح سے فرات یا دجلہ ہو کر بابل پہنچ جاتے تھے۔ سامان اُتارنے کے بعد وہ کشتیوں کو توڑتے اور لکڑیاں بیچ ڈالتے تھے اور چمڑا گدھے پر لاد کر کوہستان کو واپس چلے جاتے تھے۔

نیتکرس کی داستان | جس وقت ہیرڈوٹس (مؤرخ و سیاح) بابل میں آیا ہے اُس وقت بنو کہ نزر کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ لوگ اُس کے کارناموں کو ستمبر میں 'د' نیتکرس (Nithocris) دو ملکاؤں کے طرف منسوب کرتے تھے۔ ہیرڈوٹس ذیل کی حکایت نیتکرس کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

”یہ ملکہ ایک کوٹھے پر دفن کی گئی جو شہر بابل کے ایک دروازے سے زیادہ بلندی پر تھا اور اُس کی قبر پر یہ کتبہ لکھا گیا جو بادشاہ بابل میں میرے جانشین ہوں اگر اُن میں سے کسی کو کسی وقت روپے پیسے کی ضرورت ہو تو میری قبر کھود کر ضرورت لائق نکل لے لیکن اول تو کسی اور ضرورت و خیال سے یہ کام نہ کرے دوسرے

بغیر اشد ضرورت کے میری قبر ہرگز نہ کھولے۔ نینکریں کی قبر کو ایران کے فوجوں کی دست برد اور غلبہ کے وقت کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا لیکن جب داریوش بابل پر قابض ہوا تو اُس نے اس قدر کثیر روپیہ کا بے فائدہ بند رہتا لعلو بھکر قبر کو کھدوا ڈالا مگر اُس میں صرف ملکہ کی نعش اور یہ عبارت نکلی۔ اگر تجھے سونے چاندی کی حرص نہوتی تو ایک مروجے کی قبر نہ کھودتا۔“

بابل کی سلطنت کا خاتمہ | بنوکدنزر کے جانشینوں نے کوئی بڑا کام نہیں کیا اُن کا چوتھا بادشاہ نابونید (Nabonid) ہوا جو بنوکدنزر کے خاندان سے نہ تھا۔ اُس نے کلدہ کے بہت سے قدیم معبدوں کو دوبارہ بنوایا اور دیوتاؤں کی پرستش اُن شہروں میں پھر جاری کیا لیکن اُس نے خود شہر بابل کے باہر ایک چھوٹے سے شہر میں رہنا اختیار کیا اس وجہ سے مار دوک دیوتا کے معبد کے کاہن اُس سے نضا ہو گئے۔

ایران کے بادشاہ سیروس نے مہی اور لیڈی فتح کرنے کے بعد بابل پر حملہ کیا نابونید مغلوب ہو کر قید ہو گیا اور ایرانی فوجیں بابل میں داخل ہو گئیں (۳۳۰ قبل میلاد) تو ریت میں اس شہر کے فتح کے متعلق یہ لکھا ہوا کہ

جو بادشاہ ایرانیوں کا مقابلہ اور اُن کی مدافعت کرتا تھا اُس کا نام بائسازار (Balthazar) تھا وہ یہ خیال کرتا تھا کہ یہ شہر فتح نہیں ہو سکتا اس لئے وہ قصر سلطنت میں عورتوں اور غلاموں کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف رہتا تھا ایک دن اُس نے بہت بڑی دعوت کی جس میں ایک ہزار آدمی موجود تھے اُس نے حالت نشہ میں کہا کہ وہ چاندی اور سونے کے برتن جو بیت المقدس سے آئے ہیں لائے جائیں وہ جب برتن آگئے تو اُس نے اور اُس کے خادموں نے اُس میں شراب پی اُس کو کمرہ کی دیوار میں ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اُس نے دیوار پر کچھ لکھ دیا بادشاہ نے اُس ہاتھ کے انجلیوں کی حرکت دیکھی تو اُس کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا دونوں ہاتھ زانوؤں

پردے مارے اور غمرہ مارا۔ کلدانی جادو گروں اور بنجیومیوں کو بلا کر اُن سے کہا کہ تجھ
 اس خط کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھا جاوے میں اُس کو اور غوانی کپڑوں اور طلائی کلو بند ونگا
 اور وہ سلطنت کا تیسرا شخص ہو گا۔ سب لوگوں نے وہ خط دیکھا مگر کوئی اُس کو نہ پڑھا
 اُس وقت حضرت دانیال علیہ السلام یہودیوں کے پیغمبر لائے گئے اُنھوں نے فرمایا
 کہ دیوار پر لکھا ہے۔ ماتہ۔ تسلس۔ فارس۔ ماتہ یعنی خدا نے تیری سلطنت کو تو لا اور
 اُسے انتہا تک پہنچا دیا۔ تسلس یعنی خدا نے تجھے تو لا تو بہت ہلکا ثابت ہوا۔ فارس
 یعنی تیری سلطنت مدیون اور ایرانیوں میں تقسیم ہو جائے گی۔
 اسی شب کو ایرانی فوجیں شہر میں داخل ہوئیں اور بالتازار مارا گیا۔

بابل مینو کی طرح برباد نہیں ہوا بلکہ مدت تک ایشیا کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا
 رہا مگر پھر اُس کو دار السلطنت ہونا نصیب نہوا ایران کے بادشاہ اپنے ملک میں رہا کئے اور
 بابل میں ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کرتے رہے۔

چوتھی فصل

آشوریوں اور کلدانیوں کے آداب، مذہب اور علوم و عادات

آشوری آداب و تمدن میں بالکل کلدانیوں کے مقلد تھے اور علوم و فنون و عقائد
 وغیرہ سب اُنھوں نے اُسی قوم سے اخذ کئے تھے وہ خود قتل و غارت کے سوا کچھ نہیں جانتے
 تھے۔ اس لئے جو کچھ آداب و عقائد و علوم کلدہ اور آشور کے ہم بیان کرتے ہیں وہ سب حقیقتاً
 کلدانیوں کے ہیں کیوں کہ آشوریوں نے سب کچھ کلدانیوں سے لیا تھا۔ بالفاظ دیگر وہ کلدانیہ
 کے پورے شاگرد تھے۔

آواب | کلدانی ایک کاشتکار قوم تھی جو چھوٹے پلوں اور سیلوں سے زمین جوتی اور پانی تھی اور نہروں سے یا بوکوٹ کے ذریعہ سے گڑھوں سے پانی نخل کر آبپاشی کرتے تھے اور گائے بکریوں کے گھے بھی رکھتے تھے۔

جو کھیت کئی لوگوں کی شرکت میں ہوتے تھے وہ حدود کے ذریعہ سے پہچانتے تھے اور اُن کا بھیکہ دیدیا جاتا تھا جس کی خرید و فروخت بھی ہوتی رہتی تھی۔ اکثر کلدانی اور آشوری شہروں میں رہتے تھے اُن کے مکانات اکثر چھوٹے چھوٹے اور تاریک ہوتے تھے اُن کی چھتیں اکثر مٹی کی ہوتی تھیں جو آفتاب کی حرارت سے بچا سکتی تھیں۔

بڑے شہروں میں کاریگر بہت رہتے تھے کلدہ میں کتانے اور دوائی کپڑے عمدہ عمدہ بنے جاتے تھے اور اُن کا لباس فرش بنایا جاتا تھا۔ یہ کپڑے چمکار ہوتے تھے ان پرادیو و رختوں اور پھولوں وغیرہ کی شکلیں زرد و وزی کے طریقہ سے بناتے تھے۔

کلدہ کی مصنوعات نے تمام اطراف ملک میں شہرت حاصل کر لی تھی۔ ان اطراف اور نینوا شہر میں سنہرے اور روپے کام کے ہتیار اور ہاتھی دانت اور لکڑی کے آلات جن پر طلائی و نقرئی کام ہوتا تھا اور چمڑے کے زین اور کاٹھیاں وغیرہ جرمی سامان بہت عمدہ بنایا جاتا تھا۔

یہاں کے اُمرا باز و بند گلو بند گوشوارے اور کتانے قبائیں اور زرد و وزی کپڑے استعمال کرتے تھے اُن کے بال بڑے بڑے اور گھونگھڑالے ہوتے تھے جو کوشش سے حلقے دار بن جاتے اور اُن کے کاندھوں پر پڑے رہتے تھے اُن کی ڈاڑھیاں سینہ تک لمبی ہوتی تھیں جن کی لیٹس بٹ لی جاتی تھیں عام لوگ صرف قبائیں پہنتے تھے اور ننگے پاؤں پھرتے تھے۔ بادشاہ اور اُمرا کسی کئی بیویاں کرتے تھے اور اُن کو گھروں میں قیدیوں کی طرح رکھتے تھے۔

لے چمڑے لکڑی کا ایک جلع کی صورت کا اکہ ہوتا تھا جیسا کہ آجکل نہروں سے آبپاشی کرتے وقت بلند زمینوں پر پانی پہنچانے کے لئے چمڑے کا دیسا ہی آلہ بنا کر اس کے دونوں جانب تیاں باندھ کر دوا دی پانی اُلچتے ہیں انکھیتوں کو

کوئی اُن کے سامنے نہیں جاسکتا تھا نہ وہ عورتیں مکان کے باہر نکل سکتی تھیں۔ بخلاف اس عام لوگوں کی عورتیں آزاد تھیں اور غالباً نہ کھول کر باہر آتی تھیں۔

مذہب اور دیوتا | کلدہ اور آشور کے بڑے بڑے شہروں کے باشندے اور تمام مختلف قومیں ابتدائیں الگ الگ دیوتاؤں کی پرستش کرتی تھیں یہ اُن دیوتاؤں کو اپنا حامی اور مالک و مختار سمجھ کر بوجہ تھے پھر سب شہروں میں تمام دیوتاؤں کی پرستش کی جانے لگی بڑے بڑے دیوتا بارہ تھے۔ بابل کے دیوتا مار دوک (Marduk) نامی کو کو بل مار دوک بھی کہتے تھے اور اُسے آفتاب کا دیوتا اور ستاروں کا بادشاہ جانتے تھے۔ کبھی اُس کی صورت ایک جنگجو کی ہوتی تھی جو نیزہ و کمان سپر اور گرزے مسلح ہے (یہ شکل دفع جن کے لئے بناتے تھے) اور کبھی دیوتا کی تصویر ایک بادشاہ کی شکل میں بناتے تھے جو تخت پر بیٹھا سر پر تاج رکھا ہے تاج پر گائے کے دو سینگ ہیں یہ قوت کی علامت تھی دوسرے خداوند کا نام آشور تھا یہ آشوریوں کا معبود تھا۔ اُس کی شکل ایک سادہ جنگی سپاہی یا بادشاہ کی تھی غالباً اُس کی تصویر اس طرح بنائی جاتی تھی کہ وہ کمان ہاتھ میں لئے ہوئے فضا کی بلندی میں اُڑ رہا ہو۔ انھیں دیوتاؤں میں سے ایک ہیسا (Esa) تھا جس کا بدن مچھلی کا اور سر انسان کا تھا یا شکل انسان کی مگر دم عقاب کی اور کھال مچھلی کی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ یہ خداوندات ان کو علوم اور صنعتیں اور عمارتیں بنانا اور کھیتی کرنا سکھانے کے لئے پانی سے نچلا تھا۔ ایک دیوتا کا نام سین (Sinn) تھا جو شہر "اُور" معبود تھا اُس کو کھنے والا کہتے اور چاند کا دیوتا سمجھتے تھے۔ شہر سیپارہ کا معبود شمش (Shamash) شمش نامی تھا اور اُسے آفتاب کا دیوتا خیال کرتے اور اُس کی تصویر اس طرح بناتے تھے کہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ایک ہاتھ میں آفتاب اور دوسرے ہاتھ میں لکڑی لئے ہوئے ہے۔ ایک دیوتا مانی تیبہ (Mannan) تھا گویا یہ ایک زبردست شکاری ہے جو اپنے ہاتھوں سے شیر کا گلا گھونٹ رہا ہو۔ اسے صاحب قوت اور تلو

اور فوج کا خداوند کہتے تھے۔ شرکوتا کا دیوتا نرگال (Nergal) تھا جسے شیر کا دیوتا کہتے تھے۔ اُس کا جسم شیر کا اور سر انسان کا بناتے تھے۔ ایک دیوتا راماں (Ramman) تھا جو آسمان کی بجلی اور بارش کا دیوتا تھا اور اُسے انہار اور پیداوار اور طوفان کا دیوتا کہتے تھے۔ یہ ایک مسلح جنگجو تھا جس کے ہاتھ میں تیر سر پرچہ پوشیہ تلج اور ہاتھ میں بجلی تھی ایک بنودر (Nabow) تھا جو خط علم اور غیب گوئی کا دیوتا تھا وہ ایک پیر مرد کی شکل میں تھا جس کی ڈاڑھی لمبی قبائلی اور تاج پر ایک گاکا سینگ تھا وہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ ستاروں کو راستہ بتاتا ہے اور بادشاہوں کا مددگار ہے۔ ایک دیوی ایستار (Istar) نامی تھی جسے بابل اور نینوا کے باشندے پوجتے تھے۔ یہ دیوی مختلف صورتوں میں بنائی جاتی تھی کبھی تو وہ مکہ جنگ اور فوجی لباس میں ہتیاروں سے مسلح ہوتی تھی اور کبھی عشق کی دیوی تھی کہ اُسے کیو تری کے پیکر میں ظاہر کرتے تھے اور کبھی ماں کے پیکر میں تھی جو بچہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ اس طرف کے لوگ بلیت (Belit) زر پانیت (Zarpanit) اور میلٹا (Mylitta) نام کی دیویوں کی پرستش بھی کرتے تھے یا شاید یہ ایک ہی دیوی تھی جس کا ہر موقع پر یا ہر وقت پر ایک جداگانہ نام رکھ لیتے تھے۔

کلمہ اینوں کا اعتقاد تھا کہ ان بڑے بڑے دیوتاؤں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے خداوند اور بھی ہیں جو کم قوت رکھتے ہیں مثلاً ایک دیوتا کا سر انسان کا اور دھڑ ساپ کا تھا۔ ایک دیوتا بڑے مرغ کی صورت کا تھا جس کو مرغ طوفان کہتے تھے اسی طرح ایک خرمن کا اور ایک فرات کا دیوتا تھا۔

ان دیوتاؤں کے علاوہ یہ لوگ ایک قسم کے فرشتے بھی مانتے تھے جن کو بڑے دیوتا کے خادم کہتے تھے اُن فرشتوں کی صورت یا تو انسان کی ہوتی تھی جس کے شانوں پر بڑے

بڑے چار پر بناتے تھے یا بہت بڑی پردار گائے کی شکل ہوتی تھی جس کا سر انسان کا اور دم شیر کی بناتے تھے۔ ان فرشتوں کے مجسمے بادشاہوں کے دروازوں کے سامنے نصب کئے جاتے تھے تاکہ ان کی پاسبانی کریں۔



فرشتہ

ان دیوتاؤں کے مجسمے پتھر یا سونے چاندی کے بنا کر انھیں قیمتی کپڑوں کا لباس پہناتے تھے اور عمدہ مکانون کے اندر بہت حفاظت سے رکھے جاتے تھے۔ جہاں فقط کاہن جاسکتے تھے تو ہمارے دنوں میں البتہ انھیں باہر لاتے تھے اور ان کو نہایت احترام و عزت سے گشت دے کر پھر رکھ دیتے تھے دیوتاؤں کی پرستش کے لئے جانوروں کی قربانیاں کرتے اور بطور بخور کے کندر جلاتے تھے اور اپنے کی چیزیں زمین پر گراتے اور گیت گاتے

تھے۔ نمازیں پڑھتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ بنو کہ نذر نے جو دعائیں اپنے مجسمہ پر کھدوائی ہو
اُس کا مضمون یہ ہے۔

اُسے اردوک سلطنت کے صاحب اختیار میرے کلمات کو سن! میں نے تیرے لئے
معبد بنوایا تاکہ اُس کی شوکت شکوہ غفلت پر میں ناز کروں اور میں بابل میں بڑھاپے
کے وقت خاندان اور اولاد زیادہ رکھتا ہوں۔ اور تمام دُنیا کے بادشاہ مجھ کو خراج
دیں۔ ایسا کہ میرے جانشین آخری زمانہ تک سب آدمیوں پر حکومت کریں۔“

ستاروں کی پرستش | کلدہ کی صاف ہوا میں رات کو ستارے بہت چمکتے ہیں۔

بجلاف دیگر اطراف کے جہاں آسمان پر ابریا کٹر چھائی رہتی ہے۔ کلدانیوں نے جب ان
چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھا تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور معلوم کیا کہ بعض اپنی
جگہ سے ہٹ جاتے ہیں اس لئے اُنھوں نے ثابت اور سیاروں میں باہم فرق امتیاز کیا
کلدانی پانچ سیاروں عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ مشتری۔ اور زحل کو چاند سورج کے ساتھ
ہلا کر اپنے دیوتاؤں کی خاص تجلی سمجھتے تھے۔ اُنھیں دیوتاؤں کا ترجمان کہتے تھے ہر
ہر سیارہ کو ایک خداوند کا نمائندہ جانتے تھے اور اُسی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔
اُن دیوتاؤں اور سیاروں کے لئے ایک ایک خاص رنگ قرار دیا تھا۔ مثلاً عطارد کو ستارہ
بنو کہتے اور اُس کا رنگ آبی بیان کرتے تھے۔ زہرہ کو ستارہ ایستار اور سفید بتاتے تھے
مریخ کو ستارہ نرگال اور سرخ۔ مشتری کو ستارہ ماردوک اور ارغوانی۔ زحل کو ستارہ
نی نیت اور سیاہ۔ چاند کو ستارہ سین اور قمری۔ سورج کو ستارہ شمس اور طلانی۔

اس کے علاوہ کلدانی یہ بھی جانتے تھے کہ آفتاب روزانہ ایک نقطہ سے ہٹ کر
طلوع ہوتا ہے اور سال بھر میں آسمان کا دورہ کر لیتا ہے۔ اُنھوں نے اُن بارہ برجوں کو بھی
معلوم کر لیا تھا جن میں سے ہو کر متواتر درپے درپے سورج نکلتا ہے اور ان برج کو معبود
کے وجود اور تمام معبودوں کا معبود جانتے تھے۔

نجوم اور اُس کے احکام | کلدانی خیال کرتے تھے کہ ستارے خداوندوں کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں اس لئے اُن کے حرکات کا کھوج لگاتے اور اُس سے اپنے خیال میں آئندہ کے واقعات معلوم کر سکتے تھے۔ چنانچہ ستاروں کو دیکھ کر اُن کے کاہن غیب گوئی کرتے تھے۔ اور پہلے سے ہوا پانی طوفان سخت گرمی اور اچھی بُری پیداوار کی خبریں دیدیتے تھے۔ اسی طرح سلطنت کے آئندہ واقعات بادشاہوں کی قوت اور لڑائیوں کی فتح و شکست کے متعلق بھی رائے زنی کرتے تھے۔ لیکن کلدانیوں کی شہرت پیشین گوئی زیادہ تر انسانی زندگی کے واقعات سے تعلق رکھتی تھی۔ کلدانیوں کا خیال تھا کہ بچے کی پیدائش کے وقت ستارہ کے موقع اور محل کو دیکھ کر اُس بچے کے آئندہ کے واقعات زندگی معلوم کر سکتے ہیں اور ہر آدمی کے لئے ایک خاص ستارہ ہوتا ہے جس کے اثرات میں انسان عمر بسر کرتا ہے اگر ستارہ نیک ہو تو آدمی خوش قسمت ہوتا ہے اور اگر نحس ہے تو بد قسمت۔ اس طرح اُس مختصر کا طالع معلوم کر کے یہ بتلاتے تھے کہ اُس کی تقدیر میں کیا واقعات ہیں اس کو زائچہ کہتے تھے اور علم پیشین گوئی کو علم نجوم کہتے تھے۔

کلدانیوں نے سیاروں کی حرکات کے حساب چاند گن معلوم کر لیا تھا اور بیشتر اُس کی خبر دیدیتے تھے انھوں نے بارہ برجوں کو معین کر دیا تھا اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ سال تین سو پینسٹھ دن اور ایک چوتھائی دن کا ہوتا ہے اور اصطرباب بھی ایجاد کر لیا تھا درحقیقت یہ کتنا چاہیے کہ کلدانی علم نجوم کے موجد اور اُستادِ اوّل ہیں۔

شیاطین اور جادو کا اعتقاد | کلدانی خیال کرتے تھے کہ دنیا غیر محسوس روحوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ روحوں انسان کو تکلیف دیتی رہتی ہیں۔ وہ ان تکلیف دینے والی روحوں کو ”ارواحِ ظلمت“ یا ”دام گستر“ کہتے تھے اُس قوم کے عقیدے میں فضا ہے ہوا پانی کی تہ۔ زمین کی گہرائی۔ اور جنگل کی وسعت سب ان روحوں سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ وہیں رہنے سے مانوس ہیں لیکن رات کو اپنی جگہ سے نکل کر آدمیوں کو ستاتی ہیں۔ اُن کی

شکلیں مختلف قسم کی ہیں۔ بعض کو مردوں کی رُوحیں جانتے اور کہتے تھے کہ یہ زندہ آدمیوں کو ڈرانے کے لیے زمین پر آتی ہیں کلدانی اس کے بھی معتقد تھے کہ بعض مردے اپنی قبر سے نکل کر آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔ اور بعض کو بُری اور ہیبت ناک صورتوں کے شیطان فرض کرتے تھے۔ اُن میں سے بعض کا سر شیر کا اور بدن انسان کا اور چنگل عقاب کے اور بعض کا سر کفتار کا بدن ریکھ کا اور پاؤں شیر کے تصور کرتے تھے۔

پریس کے عجائب خانہ لوور میں ایک چھوٹا سا برنجی مجسمہ ہے جو ایک شیطان کی صورت ہے وہ کھڑا ہوا ہے اُس کا سر ایک مردے کے مانند ہے جس پر بکری کے سینگ ہیں بدن کتے کا ہے پاؤں عقاب کے دم بچھو کی دُم کی طرح ہاتھ انسانوں کے ہاتھ کے مانند ہیں جو آخر میں شیر کے پیچے کی طرح ہو گئے ہیں۔ اُس کے پر بڑے بڑے ہیں جس کو وہ پھیلائے کھڑا ہے۔ یہ شیطان اُن کے خیال میں جنوب مغربی ہوا مٹی۔ یہ ہوا سخت گرم ہوتی ہے جو صحرا کی طرف سے آتی ہے اور جس چیز پر سے گزر جاتی ہے اُسے خشک کر دیتی ہے۔



جنوبی مغربی ہوا کا شیطان۔

کھدانی تمام حوادث خصوصاً امراض کو شیطانوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ایک طاعون کا شیطان تھا ایک بخار کا اور ایک زخموں کا۔ جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو فرض کر لیتے تھے کہ کوئی شیطان اس کے بدن میں داخل ہو گیا ہے جنوں، مرگی، تشنج وغیرہ بیماریوں میں وہ ایسا ہی تصور کرتے تھے، وہ جب مریض کا علاج کرتے تھے تو گویا مریض کے جسم سے شیطان کو باہر نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس غرض کے لیے کھدائیوں نے بہت قدیم زمانہ سے کچھ عمل مقرر کر رکھے تھے۔ جو ہزاروں برس تک اُن میں جاری رہے۔ مثلاً وہ مار دوک سو شیطان کے دفع کرنے میں مدد مانگتے تھے۔ (جسے وہ آگ کا دیوتا سمجھتے تھے) اور اُس سے کہتے تھے :-

”اے آگ اے دشمنوں کے جلا دینے والی اے خوف ناک حربے جو طاعون کو دو“

کرتا ہے، اے چمکنے والی آگ اس دو کو کو دور کر“

اسی طرح کھدائیوں کا ایک عمل یہ تھا کہ وہ کسی دیوتا فرشتے کو مکان کے دروازے پر مامور کرتے تھے کہ وہ حفاظت کرے۔ اور شیطانوں کو ڈرے پر ڈار گایوں کے مجسمے جن کا سراٹھان کا ہے اور جو محل سارگن کے دونوں طرف پابانی کرتی ہیں اُن کا یہی مقصد ہے کہ موذی رومیں اس محل میں داخل نہ ہو سکیں۔

اسی محل کی ڈیوڑھی کے نیچے بل نرگال اور نبودیوتاؤں کے مجسمے پائے گئے ہیں اسی طرح اور قسم کی بھی صورتیں ہیں جو اُن کے خیال میں اُن کے معبودوں کے نمائندے ہیں اور موذی رومیں کو دفع کرتے ہیں۔ ان کی صورتیں شیر یا گائے کی ہیں۔ اس کے علاوہ کھدانی یہ بھی خیال کرتے تھے کہ شیطان بھی شیطانوں کو دفع کرنے اور ڈرانے کے لیے کافی ہیں۔ اور اس کے لیے انھیں کی صورتیں اُن کو دکھانا چاہئے۔ اسی لیے وہ اپنے مکانات میں بہت عجیب شکل کے شیطانوں کی تصویریں اور مجسمے بنواتے تھے۔ قصر آسورانی پال میں جو شیطان اُنھوں نے نصب کئے تھے اُن کا سر شیر کا اور پائوں عقاب کے تھے اور وہ

خجراتوں میں لیے آپس میں لڑتے تھے۔



قصر آسور بانی پال میں شیاطین کی تصویر

جو کام اُن میں زیادہ معروف تھا وہ سحر و طلسمات کے منتر تھے۔ کلدانیوں کا اعتقاد تھا کہ بعض الفاظ اور بعض اشاروں میں ایک خاص قوت ہے جو شیطانوں میں نہیں ہے۔ خاص الفاظ کو دوسرا یا اُن کے لکھنے یا اُن کے اشاروں کو ادا کرنے سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں، مریض کے علاج کے لیے ایک عمل اُس کے سر ہانے پر پڑھتے اور اپنے خیال میں وہ اسی موذی روح کو نکلنے کے لیے حکم دیتے تھے۔ مثلاً کہتے تھے۔

”برا شیطان باہر جاے۔ شیطان ایک دوسرے کو بکڑیں اور اچھی روح مریض کے بدن

میں داخل ہو“

اور کہتے تھے۔

”ایک اور خجراتی جو ملک کو تباہ کرتے ہیں۔ برا شیطان اور تعلیم پہنچانے والا آدمی

نظر بد اور بُرا کھنے والے کی زبان اس کے بدن سے باہر جائیں۔ اس کے پیٹ سے غلج ہوں۔ اب وہ کبھی میرے بدن میں داخل نہ ہو سکے گی میرے سامنے بُرائی نہ کر سکیں گی اور میرے گھر میں نہ آسکیں گی۔ اے آسمان کی روح اس کا اچھی طرح خیال رکھ۔ زمین کی روح اس کا اچھی طرح خیال رکھ۔“

کھدائیوں کا عقیدہ تھا کہ بعض حبسری بوٹیاں بھی شیطان کو بدن سے باہر نکال دیتی ہیں اس لیے وہ بعض حبسری بوٹیاں مریض کو پکا کر کھلایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ جادو کے گنڈ بھی استعمال کرتے تھے۔ مثلاً درود سرفراخ کرنے کے لیے یہ عمل کرتے تھے۔

”مینڈھیوں کے بال لے کر داہنی جانب گرہ دی جائے اور بائیں جانب ان کا بند لگایا جائے دو دفعہ کر کے اس میں سات بند لگائے جائیں۔ پھر اُس کو مریض کے سر پیشانی، ہاتھ اور پاؤں کے گرد لپیٹا جائے اس کے بعد مریض کو بستر پر بٹھا کر اس کے سر پر جادو کا دم کیا ہو اپنی دھارا جائے۔ اُس کا مریض تیرہ سو اکی طرح آسمانوں کی طرف چلا جائیگا اور پانی کی طرح زمین میں اتر جائیگا۔“

ظلم اُس پکڑے کو کہتے تھے جس پر جادو کی عبارت لکھی ہوتی تھی۔ یا گلے میں پہنے گے جواہرات ہوتے تھے جن پر کسی مسموم کی تصویر یا جادو کی کچھ عبارت کھود دیتے تھے۔ اور وہ عبارت اس طرح کی ہوتی تھی۔

”اے شیطان جمعیت اے طاعون بہ زمین کی روح تم کو اس کے بدن سے نکال دے۔“

اور نیک فرشتہ اچھی سیکل۔ اور نیک روح زمین کی روح کے ساتھ آئے۔ سو خدائے قادر

قادر قادر کا بچہ

ان ظلموں کو مریض کی گردن میں ڈالتے یا لباس کے ساتھ باندھتے یا کمرے میں رکھتے تھے۔ یا ڈیوڑھی میں گاڑ دیتے تھے تاکہ وہ شیطاں کو دُور کرے۔

کھدائی چال کرتے تھے کہ جس طرح شیطاں کو دُور کرنے کے لیے خاص عبارتیں ہیں

اسی طرح اُن کے حاضر کرنے کے لیے بھی مخصوص عبارتیں ہیں اور جس طرح شیطان کو باہر نکال کر مریض کو اچا کیا جاسکتا ہی اسی طرح شیطان داخل کر کے تندرست آدمی مریض بنایا جاسکتا ہی اسی بنا پر وہ جادو گردوں سے بہت ڈرتے تھے اور اُن کو موذی آدمی کہتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ جادو گر فصل کو خراب کر سکتے ہیں، اودے برسا سکتے ہیں اور امراض پیدا کر سکتے ہیں وہ کوئی عبارت پڑھ کر یا جادو کی چیز کھلا کر جس کسی کو چاہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں یا وہ قاصص شکل بنا کر جب کسی کی طرف دیکھتے ہیں وہ فوراً کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہی۔ قدیم زمانہ میں کلدانی غیب گوئی اور جادو گری میں شہرت رکھتے تھے۔ بابل کا سرحد جادو مشہور ہی۔

جادو۔ نظربندی۔ طلسم اور تنوید گنڈے انھیں کے عقائد میں سے تھے جو بعد میں رفتہ رفتہ تمام قوموں میں سرائت کر گئے۔ اور سرزمین مشرق میں اب تک جاری ہیں۔ مغرب میں بھی بعض جاہل آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو ان چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ درمیانی صدیوں میں موذی روحوں کے دفع کرنے کے لیے آشوری زبان میں عبارتیں یا منتر پڑھتے تھے۔ جیسے ”ہیلکا ہیلکا بشا بشا“ یعنی جابجا حیث جہیث۔

وزن اور مقدار۔ طول و زن اور وقت کی مقداریں جن کو قدیم قومین استعمال کرتی تھیں وہ سب کلدانیوں کی ایجاد کی ہوئی ہیں۔ انھوں نے سال کو بارہ حصوں پر یا درمیانہ کو تیس یا اونیس دنوں پر تقسیم کیا تھا۔ اس لیے اُن کا سال ۳۶۵ دن سے کم ہوتا تھا جو سال شمسی کی اصلی مدت ہی۔ اُس کے پورے کرنے کے لیے ہر چھ برس کے بعد ایک میں دن کا مہینہ بارہ مہینوں پر اضافہ کرتے تھے۔ ہفتہ سات دن کا ساتوں ستیاریوں کے نام پر مقرر کیا تھا ساتویں دن کو (یوم المراتہ) آرام کرنے کا دن قرار دیا تھا۔ کہ اُس دن نہ لڑتے تھے نہ داد رسی کرتے تھے بلکہ اُس دن دوا بھی نہ پہنتے تھے۔

دن کو چوبیس گھنٹہ میں گھنٹہ کو ساٹھ دقیقوں میں دقیقہ کو ساٹھ ثانیہ میں تقسیم کرنا کلدانیوں کی ایجاد ہے۔

اسی طرح دائرہ کو تین سو ساٹھ درجہ میں اور ہر درجہ کو ۶۰ دقیقہ میں اور ہر دقیقہ کو ۶۰ ثانیہ میں اور ہر ثانیہ کو ۶۰ ثالثہ میں تقسیم کرنا بھی کلدانیوں سے رواج پذیر ہوا تھا اسی طرح درجہ کی علامت (°) دقیقہ کی علامت (′) ثانیہ کی پہچان (″) اور ثالثہ کی نشانی (‴) بھی انہیں کی مقرر کی ہوئی ہے۔

مقدار وزن کے لیے کلدانیوں نے ایک کامل سلسلہ ترتیب دیا تھا۔ اُن کے لمبائی کا اندازہ بالشت تھا جو ۲ سینٹی میٹر کا ہوتا تھا اور گرم سینٹی میٹر کا اور ذراع ۱۲ ہاتھ کا (Perche) اور استاد ایک سو آٹھ ذراع کے برابر تھا۔

سطح کا پیمانہ کلدانیوں نے مربع قدم، مربع ذراع، اور مربع استاد مقرر کیا تھا۔ اُن کے وزن کا پیمانہ مین تھا جو بالسنو پانچ گرم کا ہوتا تھا اور تالان ستاٹھ مین کا اور مین ساٹھ درم کا ہوتا تھا۔

پانچویں فصل کلدانیوں اور آشوریوں کی عمارتیں اور کتبے

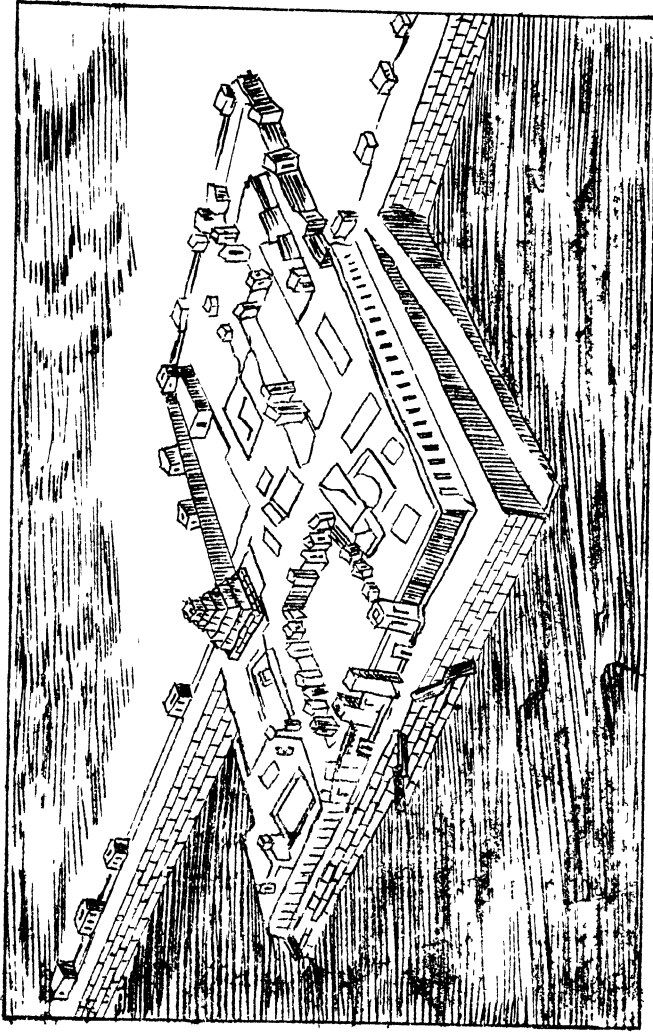
معماری کلدانیوں اور آشوریوں نے بہت سی بڑی بڑی عمارتیں اور کار کے لیے بنائی ہیں۔ اب بھی اُن کے ملک میں عمارتوں کے کھنڈر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ چونکہ کلدہ میں عمارتیں بنانے کے لیے پتھر نہ تھے اس لیے مٹی کو گوندھ کر سانچہ میں ڈھال کر مٹی بناتے تھے۔ پیرامینوں اور مین کھر پکاتے تھے وہ مٹی میں سرخ رنگ کی بہت مضبوط ہوتی تھیں اور کچی مٹی میں جو فضا آفتاب میں خشک کر لی جاتی تھیں وہ سفید اور بہ نسبت اُن کے کمزور ہوتی تھیں جو چھتوں اور بڑی دیواروں کے بیرونی حصوں کے کام میں لائی جاتی تھیں۔ کلدانیوں کی اینٹوں کا طول اکثر ۳ سینٹی میٹر اور قطر دس سینٹی میٹر

ہوتا تھا۔ اینٹوں کے نرم ہونے کی حالت میں اُن پر کوئی سبب بارت کھڑے تھے۔ عمارت بناتے وقت مٹی کے گارے یا چونے یا رال سے اینٹوں کی جڑائی کرتے تھے اور عمارت کی مضبوطی کے لحاظ سے ضروری تھا کہ دیواریں بہت موٹی نسبتاً چھوٹی اور نسیہ کسی خلو کے بنائی جائیں۔

آشور کے تمام معمار ایک مدت تک اسی طریقہ سے عمارتیں بناتے رہے حالانکہ آشوری پہاڑوں میں پتھر بہت تھا جو صرف فرش کے کام میں لایا جاتا تھا۔ اس پر کچھ عمارت کھودتے تھے۔

گارا بنانے اور گردورہا اینٹیں تیار کر کے کام میں لانے اور تعمیر کے صرف میں ہم پہنچانے اور بڑے بڑے پتھر عمارتوں میں لگانے کے لیے ہزار ہا آدمیوں کا ہونا لازم تھا اس لیے قیدیوں سے کام لیا جاتا تھا جن کو بادشاہ گرفتار کر کے دوسرے ملکوں کو لاتے تھے۔ یہ لوگ لکڑیاں مار کر کام کرنے پر مجبور کیے جاتے تھے۔ جب کسی عمارت کی تعمیر شروع ہوتی تو یہ اُن کی مذہبی رسم تھی کہ بادشاہ وہاں آکر اپنے ہاتھ سے سنگِ بنیاد رکھتا تھا اور اُسی وقت ایک کتبہ نصب کیا جاتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے مجسمے بہت سے تونید و نقش اور سونے پانڈی تانبے کے کمرے وہاں رکھتے تھے۔

اب تک سات یا آٹھ آشوری بادشاہوں کی عمارتوں کے کھنڈر پائے گئے ہیں۔ اُن میں جو سب سے زیادہ بہتر اور مضبوط ہے وہ سارگن کی عمارت ہے۔ جو خستہ بادیں معلوم کی گئی ہے۔ یہ عمارت ایک مربع سطح پر واقع ہے وہ سطح دس ہزار میٹر مربع دست رکھتی ہے اور اُس کے چاروں کنارے ٹھیک چاروں گوشوں کے نقطوں پر واقع ہیں۔ پیدل آدمی ایک چوڑے زینہ سے اور گاڑی نیشب سے عمارت کے اوپر آہستہ آہستہ پہنچتی تھی۔ پہلے ایک پٹا ہوا دروازہ ملتا تھا جس کے اوپر دو کنکرے درج تھے۔ دروازے کے بیرونی رخ پر دونوں جانب دو پردار گائیں تھیں جن کے سران کے تھے اور نیم رخ بنائی گئی تھیں



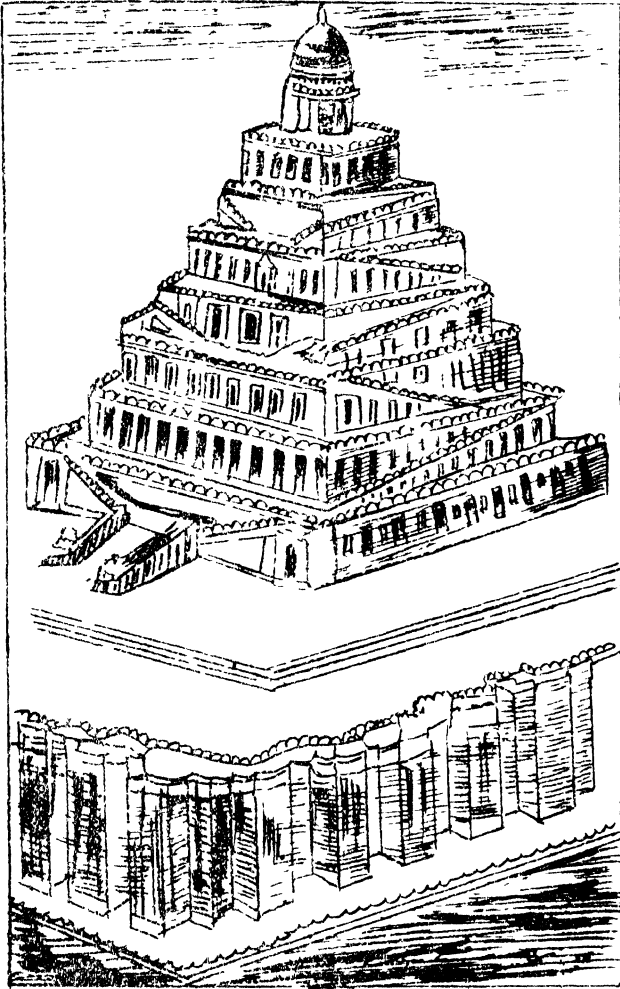
عمارت سارنگ

اور رُخ اُن کا دروازے کی طرف تھا اسی طرح دروازے کے اندر بھی دو گائیں بنی ہوئی
 تھیں۔ گویا اندر جانے کے وقت ہمیشہ دو فرشتے کے سر نظر آتے تھے۔
 دروازے کے بعد ایک بڑا احاطہ تھا جس کی سطح نو سو چتر میٹر تھی۔ یہ احاطہ آٹے

دالوں کے استقبال اور مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے مخصوص تھا اُس کے دونوں طرف بڑے بڑے کمرے بنے تھے جن میں احاطہ کی طرف دروازے تھے۔ اکثر کمروں میں بڑے بڑے مجسمے تھے یہ کمرے دوسرے احاطوں سے ملے ہوئے تھے اُن میں بھی اسی طرح دونوں طرف کمرے تھے۔ اس قسم کے دو بڑے چھوٹے احاطے معہ ساڑھ سے زیادہ کمروں کے اس عمارت میں دیکھے جاتے تھے۔ دیوار سفید سنگ مرمر کے پتھروں سے چھپی ہوئی تھی جس پر بادشاہ کے کارنامے منقوش تھے اور زمین پر جہاں کہیں فرش بچانے کی ضرورت تھی اینٹوں کا فرش کر دیا گیا تھا۔ اور جہاں فرش بچانے کی ضرورت نہیں تھی وہاں پتھر بچائے گئے تھے اور پتھر پر مختلف قسم کے گل لگوئے بنے ہوئے تھے۔ عمارت کے اس حصہ میں مرد رہتے اور مہمانوں کا استقبال کرتے تھے عمارت کے ایک گوشہ میں معبد کے برابر سات درجہ کا چھوٹا سا ہرم بنا ہوا تھا جو ستاروں کی سپیش کے لیے مخصوص تھا۔ مردوں کے کمروں کی پشت پر ایک اور عمارت تھی جس میں فقط دو مضبوط دروازے تھے۔ یہ عمارت عورتوں کے لیے تھی اس کی وسعت ۹ ہزار ۵ سو میٹر بلع می اُس کے دونوں طرف متعدد کمرے اور کئی احاطے تھے۔ چاروں طرف رنگین مجسمے رکھے ہوئے تھے ہر احاطہ کے اندر ایک ہی قطار میں بہتے ستون بنے تھے جن سے مکاتبت ظاہر ہوتی تھی۔ تلوں پیتل کے پتروں (Bronze) سے چھپے ہوئے تھے اور ان ستونوں کے سروں پر کججوری پتوں کے گلدستے بنائے گئے تھے جو پیتل کے تھے۔ (Bronze) باقی عمارت میں ملازموں کے مکان اور اجناس رکھنے کے گودام تھے خانے، بادرچی خانے، صطل اور سلخ خانہ (جس میں نیزے، ڈھالیں اور جنگی گاڑیاں رکھی جاتی تھیں) اور حسنہ (جس میں سونا، چاندی مال غنیمت یا خرچ کا مال رکھا جاتا تھا) وغیرہ مکانات بنے تھے۔ تمام عمارت میں مختلف وسعت کے دو سو ساڑھ کمرے تھے۔ سب کمرے تنگ تھے اور بڑے کمروں کی لمبائی نسبت چوڑائی کے بہت زیادہ تھی۔ جس سے دہلیز کی شکل پیدا ہوتی تھی۔ کسی کمرے میں دشمن نہیں تھا بلکہ روشنی اور ہوا ایک بڑے دروازہ سے پہنچتی تھی جس کی اونچائی کبھی میٹر

ہوتی تھی۔ اور وہ دروازہ احاطہ کی طرف کھلتا تھا۔ اس طریقہ سے گرم ہوا سے محفوظ رہتے تھے۔

کئی درجوں کے معبد | کھدائیوں اور آشوریوں کے معبد گویا بلند اور مربع سات درجے کے برج ہوتے تھے۔ آشوری بادشاہوں کی ہر عمارت میں اس قسم کے معبد تھے۔ لیکن بڑا



بڑا معبد بابل میں تھا۔

کچھنڈ جو بُجِ بابل کے نام سے مشہور ہے اب بھی اُٹھ میٹر لمبی ہے۔ یہ معبد بابل کے آثار ہیں جو ہر طرف سے تین سو تتر میٹر تھا۔ اس کے بیچ میں ایک نہایت بلند چوڑے پر ایک بڑا بُج تھا جس کے ہر ضلع کی لمبائی ایک سو چالیس میٹر تھی۔ اُس کے اوپر ایک چھوٹا بُج اُسی شکل کا تھا اور اس دوسرے بُج کے اوپر اس سے چھوٹا ایک اور بُج تھا اسی طرح سات بُج ایک دوسرے کے اوپر لگے گئے تھے ہر بُج بہ نسبت پہلے بُج کے چھوٹا تھا اور ہر بُج ایک سیارہ کے نام پر مخصوص تھا اور سیارہ کے رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ نیچے سے اوپر تک اس ترتیب رنگ کیے گئے تھے۔ سفید، سیاہ، انگوٹھی، آبی، سرخ، لعلی، اور طلائی۔ باہر کی طرف ایک رتیج زینہ تھا جس کے ذیلے ایک بُج سے دوسرے بُج تک جاتے تھے۔ آخری بُج ہکے اور عبادت خانہ تھا۔ جہاں ایک سنہری اور بہت مزین میز رکھی ہوئی تھی۔ عبادت خانہ کے اوپر ایک طلائی گنبد تھا جو دھوپ میں خوب چمکتا تھا۔ ان سب کی لمبائی بہت زیادہ تھی۔ اور شاید ایک سو چالیس میٹر تک پہنچتی تھی۔ ایک کاہن اس عبادت خانہ کی پاسبانی کرتا تھا۔

سارگن کے محل کا ہر ضلع تینتالیس میٹر لمبی رکھتا ہے اور ہر طبقہ کی میٹر اونچائی ہے۔ کلدانی اور آشوری مجسمے بہت کم دستیاب ہوئے اور وہ بہ نسبت مصر کے مجسموں کے بہت خراب ہیں۔ اس زمین میں اس کام کے لیے اچھا سالہ نہیں ملتا تھا۔ آشوری پتھر چونے کا اور نرم ہوتا تھا جو نقوش کے لیے بہت اچھا لیکن مجسموں کے لیے بہت بُرا تھا کیلکہ میں کسی قسم کا پتھر نہ تھا۔ جو مجسمے شہر لگش میں پائے گئے ہیں وہ اُن سیاہ پتھروں سے بنائے گئے ہیں جو سمندر پار سے لاتے گئے تھے۔ یہ مجسمے کھڑے یا بیٹھے ہوئے انسانوں کی تصویریں ہیں جو نیچی اور زردوزی جہاں پہنے ہوئے ننگے پاؤں ہیں۔

آشوری سنگ سازوں نے اکثر سفید اور نرم سنگ مرمر کے تختوں پر نقوش برجستہ بنائے ہیں جن کو وہاں کے لوگ دیواروں اور عمارتوں کی زیب و زینت کے کام میں لاتے تھے۔

جو زیادہ بڑے ہوتے تھے اُن کو باہر کی دیواروں میں نصب کرتے تھے۔ آشوریوں کے پھروں کے نقوش بہت بڑے فرشتوں کی صورتیں ہیں جن کا سر کبھی عقاب کا ہوتا تھا اور کبھی دیو کی طرح جو کسی شیر کا گلا دبا رہا ہو اور کبھی پردار گائے بناتے تھے جس کا سر انسان کا تھا خرس تباد میں چھتیں پردار گائیں چار چار پانچ پانچ میٹر اونچی پانی گئی ہیں جو دیوار کے دونوں طرف بنائی گئی تھیں۔ اُس مجسمہ کی طرح جو دیوار کے اندر ہو۔ ان گایوں کے پانچ پاؤں ہوتے تھے۔



بال دار گائے

ایک طرف سے چار پاؤں دکھائی دیتے تھے دوسری طرف سے دو پاؤں گائے کے سر پر تین ہوتے اُس کے بال گھونگھروالے ہوتے تھے وہ گائیں تیز نکالیں سے دیکھتی ہوتی تھیں جو شخص کو در کے عجائب خانہ کے اُس کمرہ میں داخل ہوتا ہے جس میں آشوریوں کے عجائبات ہیں وہ ان تصویروں اور ہیکلوں کے بنانے والوں کی قدرت اور عظمت پر بے اختیار تعجب کرتا ہے۔ اندر کی دیواروں پر عمارت بنانے والے بادشاہوں کی زندگی کے واقعات لکھے جاتے

خزستہ بادیں اس قسم کے نقوش و ہزار میٹر تک نبھنے پائے گئے ہیں۔ عمارات کا لاکھ و نینوا میں اس سے بھی زیادہ نقوش ملے ہیں۔ پتھروں پر نقش کھودنے کے کام میں کئی سال صرف ہوتے تھے۔ اس بنا پر ضروری تھا کہ ہمیشہ کارگر ایک ساتھ اس کام پر لگائے جائیں اور یہی وجہ ہو کہ سب نقوش یکساں نہیں ہیں۔ جنگی مجلسیں یا لالچھی اور خوبصورت ہیں کیونکہ ان کے بنانے والوں نے جزییات تک فراوانوش نہیں کئے۔ مثلاً وہ بند جس سے قیدی باندھے جاتے تھے یا مردوں کی نعشیں جو میدان جنگ میں پڑی ہوتی تھیں ان کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔

دوسری قسم کے نقش پہاڑی درختوں کے یا شاخوں اور آشیانوں میں طیور کے یا پانی میں مچھلیوں کے ہوتے تھے لیکن یہ نقوش اکثر خراب اور مٹے مٹے ہوتے تھے۔ جیسے کئی تفریحاً بنایا کرتے ہیں ان میں تناسب اور باقاعدگی نہیں ہے مثلاً آدمی گھوڑوں بلکہ قلعوں کی بھی بڑے ہیں اور مچھلیاں کشتیوں کے برابر ہیں۔ گد ان لاشوں کی برابر ہیں جنہیں وہ کھاتے ہیں اور پرند درختوں کے برابر اونچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف کے کارگر یہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ دُور سے کتنی بڑی چیز کتنی نظر آتی ہے بلکہ عام طور پر اپنی طبیعت کے موافق بڑائی اور عظمت ظاہر کرنے کے لیے بڑی بڑی تصویریں بناتے تھے۔ مثلاً بادشاہ کو ذرا سے بڑا اور آشوریوں کو ان کے دشمنوں سے بڑا بناتے تھے اور ان کے سرفقہ نیم رخ رکھتے۔ اگر سیدھا بنانے کی ضرورت واقع ہوتی تب بھی نیم رخ بناتے تھے چہرہ ایک ہی طرح کا بنایا جاتا تھا جس سے نہ رونے کا اثر ظاہر ہوتا تھا نہ ہنسنے کا۔ بدن سنگین لباس پوشیدہ ہوتا تھا اور سر ہاتھ اور پاؤں کے سوا کوئی چیز ظاہر نہیں ہو سکتی تھی۔ باوجود ان عیبوں کے ان اطراف کے کارگر قابل دید کام کرتے تھے یہ وہ بڑے بڑے نقوش ہیں جسے بادشاہ اور اس کے خدام اور ملازموں کی تصویریں معلوم ہوتی ہیں صنایع دارمی اور گھوڑے والے بال اور جبہ و تاج اور قبلہ کے دامن کے ریشمی ریشے بہت اچھی طرح ظاہر کرتے تھے کبیر کبیر آدمیوں کی صورتیں بھی باقاعدہ بنائی ہیں۔

آشوریوں کی بہترین صنعت دُندے جانور اور شکاری کتے ہیں۔ آسور بانی پال کے ایک
شکار کی تصویر میں ایک شیرنی بانی ہی جو تیر کھا کر اپنے دونوں بچے اٹھائے ہوئے غزا رہی ہے
اس کے بدن کا وہ پچھلا حصہ بھی ظاہر کیا ہی جو تیر سے بیکار ہو گیا ہی یہ تصویر نہایت خوب اور
بہت صحیح بنائی ہے۔

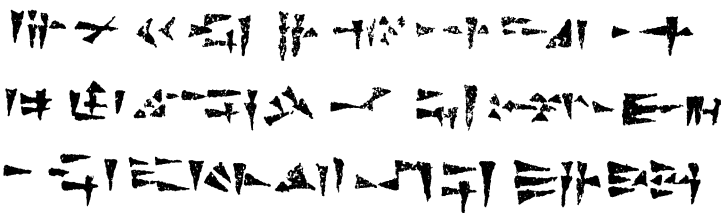
بلکہ کتنا چاہیئے کہ یونانیوں نے بھی جانوروں کی تصویریں بنانے میں اس سے بہتر کام
نہیں کیا ہے۔

زینت اور آرائش | جو اینٹیں عمارت بنانے کے لیے بنائی جاتی تھیں پہلے اُن پر سفید
چونے سے گلے کرتے تھے۔ جب وہ سفید ہو جاتی تھیں تو اُن پر نقاشی کی جاتی تھی وہ آدمیوں
کی تصویریں ہوتی تھیں۔ ہر اینٹ پر کامل تصویر کا ایک حصہ بنایا جاتا تھا۔ پھر اس پر ایک قسم کا
روغن پھیرا جاتا تھا۔ اُس کے بعد وہ آوے میں پکانی جاتی تھی پھر اُن اینٹوں سے دیوار کو زینت
دی جاتی تھی۔ دیوار میں اینٹوں کو اس خوبی سے جوڑتے تھے کہ سب اینٹوں کے تمام نقش ملکر
کامل تصویر بن جاتی تھی۔ جو تصویریں وہ پتھروں اینٹوں فرشوں یا کیرٹوں پر بناتے تھے



وہ اکثر عجیب درختوں اور جانوروں کی ہوتی تھیں۔ گل بوٹے پتے اور عجیب و غریب شکلیں جو مشرقی ممالک میں معمول ہیں اور اہل مغرب بھی ان کا تعجب کرتے ہیں یہ سب کلدانیوں کی ایجاد ہیں۔

خطوط مسمیٰ | کلدہ اور آشور کے تمام کندروں میں بلکہ بہت قدیم ویرانوں میں بھی کتبے پائے جاتے ہیں جو حضرت عیسیٰ مسیح تین ہزار برس یعنی آج سے پانچ ہزار برس پہلے سے ہیں اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس قدیم زمانہ سے کلدانی لکھنا جانتے تھے۔ اکثر کتبے اینٹوں



آشوری مسمیٰ (یا پکیانی) خط کا نمونہ

پر منقوش ہیں۔ جن کی شکلیں مختلف ہیں۔ بعض مسطح ہیں بعض ہاتھ دھونے کے صابن سے اور بعض چھوٹے پیپوں کے مانند ہیں۔ ان پر لکھنے کے لیے ایک قسم کی دھات کی سلائی استعمال کی جاتی تھی۔ اُس کی نوک مسطح اور مثلثی شکل کی ہوتی تھی۔ جب اینٹیں نرم ہوتی تھیں تو اُس وقت ان پر اُس سلائی سے نقش کر دیا جاتا تھا۔ وہ نقش لمبوترے مثلثوں کی شکل کے اور اکثر تیروں یا بیچوں سے مشابہ ہوتے تھے اس لیے اُس کو خط مسمیٰ یا خط پکیانی کہتے ہیں۔ لکھنے کے بعد اینٹوں کو آوے میں پکالیتے تھے تاکہ اینٹیں سخت ہو جائیں اور حرف کے ٹٹنے کا خوف نہ رہے۔

آشور بانی پال کے محل میں جس قدر کتب خانہ ملا ہے وہ سب اینٹوں پر ہے جن کے دو نوں پہلو خطوط سے پُر ہیں کلدانی اور آشوری زبانیں اور تمام مقصد قوموں کی زبانیں شلاشتوش

ارمنی کا پارسی اور ایرانی اسی خط نسخی میں لکھی جاتی تھیں۔

کلدانی اور آشوری خط بہت مشکل تھا اُس کے ہر حرف میں چند پیکانی شکل کے خط ہوتے تھے۔ ابتدا یعنی قدیم زمانہ میں ہر حرف ایک کلمہ ہوتا تھا اُس کی بعد مختصر کر کے ہر حرف سے ایک خاص آواز مراد لی جانے لگی (مثلاً بی جاکا کا لمرکت) اور اکثر کلمے اھیں آوازوں کی شکل میں لکھے جاتے تھے۔ ان آوازوں کی تعداد دوسو سے متجاوز تھی۔ اور ان میں سے اکثر آوازیں ایک دوسرے کے مشابہ تھیں اور آسانی سے باہم مشتبہ ہو جاتی تھیں۔ ان کے علاوہ بعض قدیم حروف بھی مربع تھے جن میں سے ہر ایک بجائے خود ایک کلمہ تھا یا ایک حرف کلمہ کا کام بھی دے سکتا تھا اور ایک آواز کو ظاہر کرتا تھا۔ کلمہ ہونے کی صورت میں اور طے سے پڑھا جاتا تھا اور حرف کی صورت میں اور طریقہ سے۔ مثلاً ایک حرف کو آن بھی پڑھ لیتے تھے اور ایو بھی۔

یہ خط بہت مشکل تھا یہاں تک کہ خود کلدانیوں کے لیے بھی اُس کے یاد کرنے کے واسطے مخصوص کتابیں متعدد فرہنگیں اور صرف و نحو کی کتابیں لکھنا ضروری تھا۔ ان میں سے بہت سی فرہنگیں اور کتابیں ہاتھ آگئی ہیں اور انھوں نے یورپ کے فاضل محققین کو اس خط کے پڑھنے میں بہت کچھ مدد دی ہے۔

جدید اکتشافات | انیسویں صدی عیسوی تک کلدہ و آشور کے جو حالات دوسری قوموں خصوصاً یہودیوں اور یونانیوں کے نوشتوں میں پائے جاتے ہیں اُن کے سوا اور کچھ معلوم نہ تھا۔ اور تقریباً اُن کی تاریخ اور طرز معاشرت سے ہم لوگ ناواقف تھے۔ بابل و نینوا کا نام سنتے تھے لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ یہ عظیم الشان دارسلطنت کہاں واقع تھے۔ ۱۸۴۲ء میں سلطنت فرانسیس نے موسیو بتا (Botta) کو نسل اسکندریہ کو جو

علم آثار قدیمہ کی طرف بہت مائل تھا بمقام مومل بھیجا جو جلد کے کنارے واقع ہے۔ موسیو بتا نے مصر مرادہ کر لیا کہ شہر نینوا کا موقع تلاش کرے لیکن جلد کے کنارے

کوئی ایسی چیز نہ پائی گئی جس سے شہر کے کھنڈروں کا پتہ چلتا۔ مثلاً نہ کوئی ستون تھا نہ کوئی دیوار
 عربوں نے شہر موصل کے ماننے دو ٹیلوں کا نشان موسیو بتا کو دیا اور کہا کہ ہر ٹیلے پر ایک موضع
 آباد تھا نیز چند آدمیوں نے بتلایا کہ لوگ اس مقام کو حضرت یونس علیہ السلام نبی کی قبر بتاتے
 ہیں۔ موسیو بتانے اپنے مصارف سے ان دونوں ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ کو کھدوایا جس کا نام
 کزون جبیک (Kozondjuc) تھا۔ وہاں سے بعض برتن اور کتبہ اور اینٹیں نکال
 ہوئیں لیکن کوئی اور مہتمم باشان چیز نہ آئی۔ ایک ہتھانی ترک اس ٹیلہ کو کھدواتے اور اس قدر
 آدمیوں کو یہاں کام کرتے نیز مٹی کے برتن وغیرہ جمع کرتے ہوئے دیکھ کر متعجب ہوا اور کہا کہ یہاں
 سے چند فرسنگ کے فاصلہ پر لیک آبادی ہے جسے خرساباد (Korsabad) کہتے ہیں
 وہاں اس قسم کے چیزیں بہت پائی جاتی ہیں۔ موسیو بتا خرساباد پہنچا یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو
 ایک ٹیلے پر واقع تھا۔ موسیو موصوف نے اس ٹیلے کو کھدوانا شروع کیا تو قصر سارگن کی ایک کمرہ
 گائے کا سر برآمد ہوا۔ خرساباد کا وہ تمام ٹیلہ خاک کا تو وہ تھا جس نے سارگن کے پایہ تخت اور
 ساریوں کے کھنڈروں کو چھپا لیا تھا۔ موسیو بتانے کتبوں سے بھری ہوئی دیواریں برآمد کر لیں
 اور سمجھا کہ میں نے نینوا کو پایا ہی۔

یورپ میں جب یہ اکتشافات مشہور ہوئے تو وہاں موسیو بتا کے لئے سرمایہ جمع کیا گیا۔
 اس نے موضع خرساباد کو حصار دید کر تمام عمارت کو توڑ خاک کے نیچے سے نکال لیا۔ اس کے
 بعد پڑا رگائیں اور جو نقوش وہاں سے ملے وہ موصل میں لائے گئے۔ یہ کام اس قدر مشکل تھا
 کہ پندرہ کلو میٹر کی مسافت تک اس باہر گراں کو منتقل کرنے میں تین مہینے صرف ہوئے۔ خرساباد
 کے آثار موصل سے کشتیوں میں لا کر فرانس پہنچائے گئے۔ پیرس کے عجائب خانہ اور میں آشور
 آثار قدیمہ کا جو ذخیرہ جمع ہے اس میں سب سے عمدہ یہی چیزیں ہیں۔

۱۸۴۳ء میں موسیو پلاس (Plass) بتا کا جائنٹن ہوا اس نے بھی نئے سرے
 کو ششیں شروع کیں اس سے پہلے ۱۸۴۳ء میں ایک انگریزی سیاح موسوم بہ لایار (Layard) نے

آشور کی تحقیقات کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اُس نے غزوہ کے ٹیلہ کو کھدوایا وہ بھی خراباد کی طرح خاک کا ایک تودہ تھا جس نے شہر کا لاک کے کھنڈروں کو چھپا لیا تھا اور اُس وقت تک اس کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا۔ خلاصہ یہ کہ وہاں لایا۔ ڈنے چار بادشاہوں کی عمارتیں کتبے اور نقوش معلوم کئے۔ اُس کے بعد وہ جیک کا ٹیلہ کھدوانے کے لئے گیا جو پہلے چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہاں سے دو عمارتوں کے کھنڈر اور برآمد ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوا اگرچہ توں تک ڈھونڈنے پر بھی نینوا کا سراغ نہ لگا۔ اور اُسی جگہ عمارت آسور بانی پال کا کتب خانہ دستیاب ہوا جس میں اینٹوں کے اوراق ہیں۔

کروں جیک اور غزوہ کے تیلے کھونے سے جو آثار قدیم دستیاب ہوئے وہ لندن پہنچائے گئے لندن کا آشوری مجموعہ پیرس کے مجموعہ سے بھی بہتر اور مفصل ہے۔

سلطنت فرانس نے بھی چاہا تھا کہ بابل کے کھنڈر برآمد کرے۔ چنانچہ اس ارادہ کے تحت ۱۸۵۵ء میں ایک شخص مقرر کیا گیا جس کا نام نوسیمو فرسنل تھا۔ (Nesme) اور یہ جدہ کا قدیم کونسل اور نہایت تجربہ کار شخص تھا۔ یہ کلمہ میں لکھا گیا تو اُس کے ساتھ ایک معذور اور ایک علم آثار قدیمہ کا عالم آپر (Ophert) نامی بھی تھا۔ ان دونوں عقلمند ستیاہوں نے دو برس سے زائد اُس سرزمین میں بسر کیا۔ اور بابل کی عمارتیں، شہر بناہیں اور معابد برآمد کرنے میں مصروف رہے۔ لیکن چونکہ فرات کے پانی میں ٹی ہوئی مٹی بہت بڑی مقدار میں اُن چیزوں پر جم چکی تھی اس لئے انکا کھودنا ناممکن تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ بابل کے کھنڈروں سے آثار قدیمہ بہت کم دستیاب ہوئے آشوری جنگلوں اور کھنڈروں سے جو چیزیں ملے آئیں وہ ایک کشتی کے ذریعہ سے فرات کی آہ سے پیرس روانہ کی گئیں۔ لیکن وہ کشتی تباہ ہو گئی اور جو کچھ ذخیرہ اُس میں محاسب سمند کی نذر ہو گیا۔

بیچارہ فرسنل انتہائی محنت اور سنج و غم کی وجہ سے ۱۸۵۷ء میں بمقام لعبداد فوت ہو گیا۔

اُسی زمانہ کے پکائی خطوط کے کہتے جو وہاں پہنچائے گئے تھے اُن کے پڑھنے میں علماء و دانایانِ فرنگِ مصروف تھے لیکن یہ مشکل کام کسی طرح پورا نہیں ہوتا تھا کیونکہ خط نہ پہچاننے کی وجہ سے یہ بھی نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ کس زبان میں لکھے گئے ہیں۔ حُسنِ اتفاق سے بعض کہتے ایران میں ایسے ملے جو چند زبانوں میں لکھے گئے تھے ایک فاضل انگریز موسوم بہ راولسن (Rawlins on) نے اُن خطوط کے ایک حصہ کو جو قدیم فارسی میں تھا پڑھ لیا۔ اس زبان کو اُس نے ایران کی مذہبی یعنی زردشتی کتابوں کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا۔ اور جب فارسی خط آشوری خط سے ملایا گیا جو اُس کے مقابل میں لکھا تھا تو معلوم ہوا کہ زبانِ آشوری سامی زبانوں میں سے ہی یعنی عبری زبان سے بہت شباهت رکھتی ہے اس کے بعد کوشش کر کے پہلے آشوری اُس کے بعد کلدانی عبارتیں پڑھی گئی۔ اور اُس زبان کی صرف و نحو درست کی گئی۔ اس سے تاریخ کا ایک نیا باب (دروازہ) کھُل گیا جس کا نام آسیرولزی (Assyriology)۔ آشوریات یعنی آشوریوں کے حالات کا علم رکھا گیا۔ یورپ کے مشہور محققین میں یہ علم رائج ہے۔ لیکن اس کے موجد صرف انگریز ہیں۔ مثلاً راولسن و ہینکس (Hinckley) اور فرانسیسیوں میں دو سسی (Soulci) اور اپر (Ophert) وغیرہ۔

میں برس کی مدت تک انگریز تہا آشوری حالات کی تفتیش میں مشغول رہے اور پبلر اور اسمتھ (Smith) اور ہرمزدراسن (Hormuzd Rassam) نے آشوری کھنڈوں کی کھدائی کو انجام تک پہنچایا۔ اور لغتس (Lofthus) نے کلدہ کے چند شہروں کے کھنڈر برآمد کیے۔

اب سے چند سال پہلے فرانسیسی از سر نو کوشش میں مشغول ہوئے اور موسیو دو سارزک (Monsieur De Sarzeo) نے جو بصرہ میں فرانس کا نائب کونسل تھا کلدہ کے ایک پُرانے شہر میں تحقیقات شروع کی۔ اُسے چار برس کی سخت محنت کے بعد ایک معبد اور چند کلدانی مجسمے ہاتھ آئے جو بہت پُرانے ہیں۔

اس کے بعد بھی ہمیشہ سیاح اور سلمانے یورپ کوششوں میں مصروف رہے ہیں اور
 لہندروں میں مزید تحقیقات اور کمودنے کا کام برابر جاری رہا ہے۔ جس سے روز بروز کلائیٹو
 اور آشوریوں کا مفصل اور مکمل حال معلوم ہوتا رہا ہے۔

تیسرا حصہ

بنی اسرائیل کی تاریخ

عبرانی شیوخ

شیوخ | قدیم کلدانی سلطنت کے زمانہ میں کچھ ایسے خاندان بدوش گھڑ بانوں کے گروہ تھے جو فرات اور شام کے درمیانی وسیع زمین میں نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ ہر گروہ کا بزرگ اُس جماعت کا شیخ ہوتا تھا۔ یہ شیخ اپنے ساتھ بہت سی عورتیں بچے نوکر چاکر رکھتے تھے۔ یہ سب ایک بڑے خاندان کی طرح زندگی بسر کرتے اور اپنے شیخ کے فرماں بردار رہتے تھے۔ ہر خاندان کو بیٹروں اور اونٹوں کے گھٹے رکھنا تھا۔ جس زمین میں مویشی کے چرنے کے قابل گھاس پاتے تھے وہیں قیام کرتے تھے۔ اور اونٹوں کی کھال کے نیسے قیام کر کے اُن میں رہتے تھے۔ اور جب اُس سر زمین کی گھاس ختم ہو جاتی تھی تو اور دوسری زمین کی تلاش میں دُور ہوجاتے تھے۔

ان لوگوں کی زندگی نہایت سادہ اور غذا نباتات اور مویشی کا گوشت تھا اور پوفا کی ادنیٰ کپڑے۔ یہ مکان بنیں بناتے تھے۔ ان کا مکان لکڑی یا مٹی کے برتن اونٹ کی اُون کے چمندر کس اور صرف چند صندوق تھے اُن کی زینت کا اسباب سونے اور چاندی کے حلقے تھے

جو عوریتوں میں پائوں میں پہنتی تھیں۔ اور گوبندو گوشوار سے اور ننھو تھی جواب بھی بدوی عربوں میں مرتجع ہو۔

ابراہیمؑ اُن کے شیوخ میں سے ایک شیخ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جو اپنے قبیلہ کے ساتھ حرکت کر کے صحرا میں ہوتے ہوئے سوریہ چلے گئے۔ ان بزرگوار کے مفصل حالات زندگی توریت میں اس طرح تحریر ہیں کہ ابراہیمؑ نے پچھتر سال کی عمر میں پروردگار کی آواز سنی جس نے حکم دیا کہ ”تو اپنے ملک کے باہر جس جگہ کا میں نشان دیتا ہوں وہاں جا میں تیری اولاد کو ایک بڑی قوم بناؤ گا۔ اور تیرے نام کو بڑی عظمت دوں گا۔ اور تمام رے زمین کی قومیں تیرے وسیلے سے نجات پائیں گی۔“

حضرت ابراہیمؑ اپنے پروردگار کے حکم سے سفر کو تیار ہوئے اور اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کو بھی ہمراہ لیا اور خاندان کے جتنے اشخاص تھے سب کو ہٹالے کر سوریہ پہنچے اُس کے بعد مصر گئے وہاں سے بھی روانہ ہو کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں سب جانوروں کے لائق چارہ نہ تھا۔ اس لیے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے گد بان آپس میں لڑنے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوطؑ علیہ السلام سے فرمایا: ”میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے اور تمہارے آدمیوں میں کسی قسم کا فساد ہو کیونکہ سب آپس میں بھائی ہیں اس لیے بہتر یہ کہ ہم قوم جدا ہو جائیں۔“ حضرت لوطؑ دشت اردن (Jordan) میں چلے گئے جو پانی کی افراط کی وجہ سے ایک باغ کے مانند تھا اور بحیرہ المیت کے کنارے قیام کیا یہ ملک سدوم (Sodom) کی زمین ہے۔ وہاں کے سنے والے اُس وقت بہت بد اخلاق تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے بلوط (الملائک) (Mambre) کے درختوں کے نزدیک خیمے قائم کیے اور وہاں خداوند کے لیے نفع (قربان کا) بنایا۔ ایک روز ابراہیمؑ علیہ السلام نے پھر خدا کی آواز سنی۔ جس نے حکم دیا کہ:-

اے ابراہیمؑ خوف نہ کر میں تیرا محافظ ہوں اور میں تجھے بہت اچھا بدلہ دوں گا۔

حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں عرض کیا۔ کہ
 اے خداوند! مجھ کو کیا عطا ہوگا۔ کیا میں بے اولاد مر جاؤں گا اور میرا وارث فقط میرا خادم
 الیوزر (Eliezer) ہوگا۔
 خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ:-

تیرا خادم الیوزر تیرا وارث ہوگا بلکہ تیری پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔
 پھر حکم ہوا کہ ”اپنے خیمہ کے باہر جا“ آپ جب باہر تشریف لے گئے تو حکم ہوا کہ ”آسمان کی
 طرف نظر کر اور ستاروں کو دیکھ۔ کیا تو ان کو گن سکتا ہے تیری اولاد بھی اسی قدر ہوگی۔“
 چونکہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہ سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی اس لیے انہوں نے اپنی
 شوہر سے کہا کہ میری خادمہ ہاجرہ مصری سے عقد کر لو مکن ہو کہ اُس سے کوئی اولاد ہو۔ حضرت
 ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے عقد کر لیا اور اُن سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسمعیلؑ رکھا گیا۔ اس کے
 بعد سارہ سے بھی ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسحقؑ قرار پایا۔ حضرت ابراہیمؑ بہت مال دار
 ہو گئے۔ ایک بن اسمعیلؑ نے اسحقؑ پر طنز کیا جو سارہ کو ناگوار معلوم ہوا اور حضرت ابراہیمؑ
 سے کہا کہ اس خادمہ اور اس لڑکے کو یہاں سے دُور کر دو۔ ابراہیمؑ علیہ السلام نے صبح سویرے
 اُٹھ کر تھوڑی روٹی اور مشک میں پانی بھر کر ہاجرہ اور اُن کے لڑکے کو مکان کے باہر نکال دیا
 ہاجرہ جنگل میں آکر راستہ بھول گئیں اور جب مشک کا پانی تمام ہو گیا تو اسمعیلؑ کو ایک رخت کو
 نیچے رکھ کر ایک تیر کے فاصلہ پر بیٹھ گئیں تاکہ اپنے لڑکے کی موت نہ دیکھیں پھپھوہ روئے لگیں
 اُس وقت ہاجرہ کو ایک فرشتہ نے آواز دی اور کہا کہ ”اے ہاجرہ غمگین نہ ہو اور خوف نہ کر
 خدا نے تیرے لڑکے کی آواز سنی جا اور اُسے اٹھا کہ اُس سے ایک بڑی قوم پیدا ہوگی ہاجرہ
 پلٹ کر آئیں تو ایک چشمہ پایا اور مشک کو اُس کے پانی سے بھر کر اپنے لڑکے کو پلایا اور یہ دونوں

۱۱۰۰ حضرت ہاجرہ وہ نہیں تھیں بلکہ شاہ معمر نے اپنی لڑکی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہ کے اخلاق اور تہذیب
 دیکھ کر دی تھی تاکہ وہ اُن کی صحبت میں رہ کر تہذیب عورت ہو جائے۔ شاہ معمر نے لڑکی کو نیتہ وقت خادمہ کا خطاب دیا اسمعیلؑ
 نہ واقعتہً۔ ۱۱

ماں بیٹے یہاں رہنے لگے۔ خلاصہ یہ کہ اسمعیل نے بڑے ہو کر فرق تیر اندازی میں بہت کمال پیدا کیا اور قوم عرب کے مورث اعلیٰ ہوئے۔

لوٹا جو سدوم میں رہ گئے تھے ایک ات جب کہ وہ اپنے مکان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ آئے ہیں (وہ خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے) لوٹا ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھے اور ان کو سجدہ (قطعی) کیا اور کہا کہ:-

”میں نے بندہ کے مکان میں چلو اپنے پاؤں دھو رات کو آرام کرو صبح کو چلے جانا“
 ان کے لیے کھانے کا انتظام کیا۔ ابھی وہ لوگ سوئے نہ تھے کہ اہل سدوم دروازے پر آئے اور حضرت لوٹا کو دھکا کر کہا کہ مسافروں کو ہمیں دیدار یہ لوگ اہل تکلیف پہنچانا چاہتے تھے لوٹا نے انکار کیا انہوں نے چاہا کہ لوٹا کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالیں لیکن فرشتوں نے ان کو اندھا کر دیا۔ اور لوٹا سے کہا کہ تم معہ اپنے خاندان کے اس ملک سے چلے جاؤ ہم اس ملک کو برباد کر دیں گے کیونکہ یہاں گناہوں کی بہت کثرت ہو گئی ہے۔ علی الصبح ان فرشتوں نے لوٹا اور ان کی بیوی اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر شہر کے باہر کر لیا اور کہا کہ اپنے پیچھے پلٹ کر نہ دیکھنا مگر لوٹا کی بیوی نے ان کے حکم کی پروا نہ کی اور پیچھے پلٹ کر دیکھا وہ فوراً ملک کی مورت بن گئی۔ لوٹا معہ اپنی دو لڑکیوں کے طلوع آفتاب کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ گئے۔ شہر سدوم اور عامہ پراگ کی بارش ہونے لگی جس سے وہ دونوں شہر تباہ اور وہاں کے رہنے والے سب ہلاک ہو گئے۔

ایک دن خداوند نے امتحان کے لیے ابراہیم کو حکم دیا کہ میرے لیے اپنے عزیز بیٹے یعنی اسحاق کی قربانی کر دو ابراہیم نے صبح اٹھ کر اپنے خچر پر پالان رکھا اور اسحق کو دو خادموں کے ساتھ کر باہر آئے۔ قربانی کے لیے تھوڑی لکڑیاں جمع کیں تیسرے روز اس مقام کو دیکھا جو خدا نے قربانی کے لیے مقرر کیا تھا۔ خادموں کو حکم دیا کہ تم یہیں ٹھہرو میں اور میرا بٹیا پہاڑ پر عبادت کے لیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد لکڑیاں اسحق کی بیٹی پر رکھ کر اور خود چھری اور آگ لے کر

پھاڑ پر روانہ ہوئے۔ اسحق نے کہا اسے باپ ایہ اگ اور پھری کیا ہوگی؟ قرنی نے کیئے
 منڈھا کہاں ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا کہ خدا میتا کر دیگا۔ جب پھاڑ پر پہنچے تو ابراہیم نے
 مریخ درست کیا اور اُس میں لکڑیاں رکھیں لکڑیوں پر اپنے لڑکے کو باندھ کر لٹایا اور لٹے فوج
 کرنے کو چھری نکالی اُس وقت خدا کے ایک فرشتہ نے انھیں آواز دی کہ ”لے ابراہیم اب لوگو
 پر دست اندازی نہ کر کیونکہ خدا نے سمجھ لیا کہ تو اُس سے ڈرتا ہی اور تو نے اُس کی راہ میں اپنے
 لڑکے کی قربانی سے دریغ نہ کیا“ ابراہیم نے سنا اٹھایا تو ایک منڈھے کو دیکھا جس کے سینک
 ایک درخت کی شاخوں میں اٹکے ہوئے تھے۔ اُسے لے کر حلال کیا۔ اُس کے بعد ایک آواز
 سنی کہ ”تو نے میرے لیے اپنے لڑکے کو بھی عزیز نہ رکھا میں تجھ کو برکتیں عطا کر دینگا اور تیری اولاد
 آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بہ کثرت ہوگی“

اسحق اور ربیعہ | سارہ کے انتقال کے بعد ابراہیم نے اپنی وفات سے پہلے اپنے خدو
 ایوزر کو خد دی کہ وہ اپنے ملک میں جائے اور وہاں اسحق کے لیے بیوی تلاش کرے کیونکہ
 وہ اچھی کی مشاوی اُس قوم میں جو کنعان میں رہتی تھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایوزر نے
 ہسترا کے منور سے جس سے اپنے ہمراہ لیئے۔ قرینہ ناخو رکی را دلی اور کلدہ پہنچا جہاں ابراہیم
 کے بھائی کی اولاد رہی تھی۔ شام کے وقت ایک کنواں ملا جہاں اُس نے اپنے اونٹ کو آرام
 کرنے کے لیے چھوڑ دیا اُس وقت لڑکیاں پانی بھرنے کے لیے کنوئیں پر آئیں ایوزر نے
 ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے میرے آقا ابراہیم کے خدا آج مجھے اُس چیز کا نشان دے جسے میں
 طلب کرتا ہوں اور جو ان لڑکیاں جو کنوئیں پر آئی ہیں۔ ایسا کر کہ جو لڑکی مجھے اور میرے
 اونٹ کو پانی دے وہ اسحق سے منسوب ہو۔ اُس وقت ایک جوان اور خوبصورت لڑکی اپنا
 گھڑا بھر کر روانہ ہوئی اس کا نام ربیعہ تھا ایوزر نے دوڑ کر اُس سے پانی مانگا، اُس نے کہا
 کہ اے میرے آقا پانی پی یہ کہہ کر گھڑا نیچے اتارا ایوزر نے سیر ہو کر پانی پیا لڑکی نے اُس
 سے کہا کہ اُمب تیرے اونٹوں کے لیے پانی کھینچتی ہوں اُس کے بعد اونٹوں کے پانی پینے کی

۱۔ اسلام کے نزدیک حضرت اسمعیل کی حکہ حضرت ابراہیم کی قربانی کی کہادت غلط و

کی جگہ پر گھرے کا سب پانی ڈال دیا پھر اُن کے لئے اور پانی کھینچا یہاں تک کہ اونٹ بھی سیرا ہوئے ایوزر نے تعجب کے ساتھ اُس کی طرف دیکھا لیکن کچھ کہاتیں۔ جب اونٹ پانی پی چکا تو ایوزر نے ایک انگوٹھی اور دو طلائی بازو بند نکال کر لئے دیئے اور اُس سے دریافت کیا کہ تو کس کی لڑکی ہو کیا میں تیرے باپ کے گھر میں رات بسر کر سکتا ہوں۔ لڑکی نے کہا کہ میں ناچر کی لڑکی ہوں اور میرا نام ربقہ ہے اور تم ہمارے گھر میں رہ سکتے ہو۔ ایوزر نے کہا کہ شکر ہے میرے آقا کے خدا کا جس نے میرے آقا کے گھر میں مجھے جگہ دی۔ لڑکی نے اپنے گھر جا کر اپنی ماں کو اطلاع دی اُس کے بھائی لابان نے انگوٹھی اور طلائی بازو بند دیکھ کر ایوزر کو تلاش کیا اپنے گھر میں لے آیا۔ اونٹوں پر سے سامان اتار کر اُن کے سامنے چارہ ڈالا اور ایوزر کو اپنی دیا کہ وہ پاؤں دھوئے اور اُس کے لئے کھانا جلد تیار کر لیا۔ ایوزر نے کہا کہ میں جب تک اپنا مطلب نہ کہہ لوں گا کھانا نہ کھاؤں گا۔ اُس کے بعد بیان کیا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اُس نے کس طرح اپنے آقا زادہ کے لئے بیوی کو تلاش کیا اور خاص کر اُس نے اپنی دعا بیان کی۔ ربقہ کے بھائی اور باپ نے جواب دیا کہ یہ بات جب خدا نے مقرر کر دی ہے تو ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ ربقہ کو لے جاؤ تا کہ وہ تمہارے آقا زادہ کی بیوی ہو۔

ایوزر سجدہ شکر بجا لایا اور سونے چاندی کے زیور اور کیڑے چوہ اپنے ساتھ لایا۔ تمہاریسے اور درخواست کی کہ وہ کل اپنے آقا کی طرف واپس جانا چاہتا ہے۔ ربقہ کے باپ اور بھائی نے خواہش کی کہ وہ دن روز تک اور اُن کا مہمان رہے مگر اُس نے کہا میرے سفر میں حاجت نہ ہو کیونکہ خدا نے میرا مطلب پورا کر دیا اب میرا جلد واپس ہونا ہی بہتر ہے انہوں نے کہا کہ ہم ربقہ سے دریافت کرتے ہیں دیکھیں وہ خود کیا چاہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ بعد ربقہ کو باکرہ دریافت کیا اُس نے بھی منظور کر لیا۔ چنانچہ وہ اپنی دائی اور بہن کے ساتھ ریوانہ ہوئے۔ ایک روز شام کے وقت اسی جگہ میں تھے انہوں نے دیکھا کہ خداونٹ اُسے ہیں اور ایک اونٹ پر ایک لڑکی سوار ہے۔ وہ لڑکی ربقہ تھی۔ ربقہ اسی کو دیکھ کر اونٹ سے اتر پڑی تو

ایوزر سے دریافت کیا کہ کیون مرد ہی ایوزر نے کہا کہ یہ میرا آقا ہی ربقہ نے اپنا منہ پھیرا
ایوزر نے سب اسان اپنے جوان آقا سے بیان کی۔ اسی ربقہ کو اپنی ماں کے نیچے میں بیٹے
اور اُس سے شادی کر لی۔

یعقوب و عیص | ربقہ سے ایک تہ تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آخر اسی نے دعا کی اور
ربقہ سے دو لڑکے ہوئے۔ بڑا لڑکا سرخ رنگ کا تھا اور اُس کے بدن پر بال بہت تھے اُس کا نام
عیص (عیسو) رکھا گیا دوسرے لڑکے کا نام یعقوب رکھا۔ عیص جب بڑا ہوا تو وہ شکار کا
شوقین تھا اور اپنی عمر شکار کے لیے جنگل میں بسر کرتا تھا۔ یعقوب بڑا ہونے کے بعد نرم دل
ظاہر ہوا اور اکثر اپنے خیمہ میں رہتا تھا۔ اسی عیص کو بہت چاہتے تھے کیونکہ وہ شکار دوست
تھے اور ربقہ کو یعقوب سے زائد محبت تھی۔

ایک دن یعقوب سور کی دال پائی اُس دن عیص شکار سے بہت خستہ ہو کر آیا تھا اُس نے
بھائی سے کہا کہ یہ کھانا مجھے دیدو یعقوب نے کہا کہ اس کے عوض اپنا حق بزرگی میرے ہاتھ فروخت
کردو عیص نے کہا جب میں بھوک سے مارتا ہوں تو حق بزرگی کس کام آئیگا۔ چنانچہ اُس نے
اپنا حق بزرگی سور کی دال کے عوض بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

بہن خناعت نامی ہو گئے تو ایک دن عیص سے کہا کہ میں ضعیف ہوں اور موت کا
بے معلوم میں تم اپنا نرو کمان لے کر میرے لیے شکار لاؤ اور میرا مرغوب بل کھانا تیار
کردنا کہ میں مرنے سے پہلے تمہیں برکتیں دوں۔

جب عیص شکار کو چلا گیا تو ربقہ نے اسی کی گفتگو یعقوب سے بیان کی اور کہا کہ ایک
بجری کا سر لاتا کہ میں تیرے باپ کی مرغ و طبع غذا تیار کروں اور وہ مرنے سے پہلے مجھے
برکتیں دے۔ یعقوب نے کہا کہ میرے بدن پر بال نہیں ہیں میرا باپ ہاتھ پیر کر دیکھے گا اور
جب میرا فریب معلوم ہوگا تو وہ مجھے بجائے برکت کے لعنت دیگا ربقہ نے کہا کہ وہ لعنت مجھ پر
ہوگی۔ اس کے بعد غذا تیار کی گئی۔ مگر رقبہ نے عیص کے کٹے یعقوب کو ہنائے اور اُس کے

ہاتھ اور گردن بکری کی کھال سے چھپا دیئے۔ یعقوب وہ غذا اور روٹی اسحقؑ کے پاس لے گئے اور کہا کہ لے میرے باپ اسحقؑ نے کہا تو کون ہی یعقوبؑ کہا میں تیرا بڑا بیٹا عیص ہوں اور تیرے لئے غذا لایا ہوں۔ اسحقؑ نے کہا تو اتنی جلد شکار سے کیونکر آگیا یعقوبؑ کہا خدا نے میرے لئے شکار جلد بھیج دیا۔ اسحقؑ نے کہا میرے قریب آئیں تیرے ہاتھ دیکھوں تاکہ معلوم ہو کہ تو دراصل میرا بیٹا عیص ہی۔ یعقوبؑ نزدیک گئے۔ اسحقؑ نے اُن کو چھوا اور بکری کی کھال کی وجہ سے نہ پہچانا۔ اور کہا کہ تیری آواز یعقوبؑ کی آواز کی طرح ہی لیکن ہاتھ عیص کے ہیں اُس کے بعد غذا طلب کر کے کھائی اور کہا کہ سامنے آ تاکہ میں تجھے بوسہ دوں۔ جب یعقوبؑ سامنے گئے تو اسحقؑ نے محسوس کیا کہ عیص کے کپڑے ہیں اور برکت کی دعا دی۔ کہ خدا تجھے آسمان سے نینم آئین سے گیہوں اور روغن وغیرہ دے۔ آدمی تیرے مطیع ہوں اور تو میں تجھے سجدہ کریں اور تو اپنے بھائیوں پر مسلط ہو۔ اور تیری ماں کا بیٹا تجھے سجدہ کرے۔

اس کے بعد یعقوبؑ باہر چلے گئے اور عیص شکار لے کر واپس آئے اس کی غذا تیار کر کے باپ کے سامنے لے گئے اور برکت چاہی اسحقؑ بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ وہ کون تھا جو میرے لئے شکار لایا اور مجھ سے برکت لے گیا۔ عیص نے کہا کہ اسے میرے باپ مجھے بھی برکت دے۔ اسحقؑ نے کہا کہ تیرا بھائی حیدر سے تیری برکت لے گیا۔ اور میں نے اُسے تجھ پر صاحب اختیار اور تیرے سببیوں کو اُس کا خادم کر دیا۔ اب میں تیرے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر عیص کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ میں یعقوبؑ کو مار ڈالوں گا۔ رب نے خوفزدہ ہو کر یعقوبؑ کو اپنے بھائی لابان کے پاس بھیج دیا۔

یعقوبؑ لابان کے پاس | یعقوبؑ لابان کی طرف روانہ ہوئے جب رات ہوئی تو سوئے گئے۔ ایک مقام پر ٹھہر گئے اور ایک پتھر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک زینہ زمین ہی آسمان تک لگا ہوا ہے۔ فرشتے اُس زینہ سے چڑھتے اُترتے ہیں خداؤں اور پری اور یعقوبؑ سے کہہ رہی کہ میں تیرا اور ابراہیمؑ و اسحقؑ کا خدا ہوں۔ جو زمین تو

دیکھ رہا ہی یہ تیری نسلوں کی ہوگی۔ اور تیری نسل زمین کے غبار سے زیادہ ہوگی۔ اور یہ تیرے ساتھ ہوں جہاں تو جائیگا۔ تیرا محاسن فطر ہوں گا۔ اور تجھے اس ملک میں لاؤنگا۔ یعقوب بیدار ہو کر خوف زن ہوئے۔ اور کہا کہ یہ خانہ خدا ہی۔ جو پتھر سر کے نیچے رکھا تھا وہ اُس جگہ یادگار کے لئے نصب کر دیا۔ جب لابان کے ملک میں پہنچے تو ایک کنوئیں پر ٹھہر گئے جس کے منہ پر ایک بڑا پتھر رکھا تھا۔ اور وہاں چسپڑیہ جانوروں کو پانی پلانے کے لئے لاتے تھے یعقوب نے چرواہوں سے پوچھا تم لابان کو جانتے ہو انھوں نے ایک لڑکی کو بتلایا ”جو ایک گلہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھی“ کہ یہ لابان کی بیٹی ہے اور اس کا نام راحیل ہے۔ جو پتھر کنوئیں پر رکھا ہوا تھا اُسے یعقوب نے اٹھالیا اور جانوروں کو پانی پلانے میں اُس لڑکی کو مدد دی۔ پھر اُس نے کہا کہ میں ابہ کا لڑکا ہوں۔ لابان نے جب یہ سنا تو اگر یعقوب کو گلے سے لگایا اور اپنے گھر لے گیا ایک مہینہ کے بعد لابان نے یعقوب سے کہا کہ چونکہ تو میرا عزیز ہے اور میری خدمت کرتا ہے اس لئے بتا کہ کیا مزدوری چاہتا ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں سات برس تمہاری خدمت کر دوں گا اور تم اپنی چھوٹی لڑکی راحیل کے ساتھ میری شادی کر دینا۔

یعقوب نے سات برس خدمت کر کے راحیل کو طلب کیا جسے وہ بہت چاہتے تھے لابان نے بے بہانہ چھوٹی لڑکی کے اپنی بڑی لڑکی اُن سے بیاہ دی۔ یعقوب نے اس کی شکایت کی لابان نے کہا کہ ہمارے ملک کی یہ رسم نہیں ہے کہ بڑی لڑکی سے پہلے چھوٹی لڑکی کا عقد کر دیں۔ یعقوب راضی ہو گئے اور پھر سات برس تک خدمت کر کے راحیل سے عقد کیا۔ اور اُسی ملک میں رہنے لگے وہاں بہت سے گلے چلے گئے اور بار بار لڑکے ہوئے مجھے اُن کے دور راحیل کے بطن سے تھے۔

یعقوب کی واپسی | لابان کے لڑکوں نے یعقوب سے کہا کہ تمہارے باپ کے مال سے

مالدار ہو گیا ہے یہ سن کر یعقوب نے وطن واپس جانے کا مصمم ارادہ کیا۔ اور اپنے خاندان اور غلوں کو لے کر خفیہ روانہ ہوئے۔ جب اُس ملک میں پہنچے جہاں اُن کے بھائی عیصا رہتے تھے تو اُن کے ایک قاصد روانہ کیا کہ اُن حالات سے بھائی کو مطلع کرنے۔ اور اُن سے

معافی چاہے۔ قاصد نے واپس آکر بیان کیا کہ تمہارا بھائی چار سو آدمیوں کے ساتھ تمہارے
دیکھنے کے لیے آتا ہے۔ یعقوب بہت خوف زدہ ہوئے اور خیال کیا کہ عیسٰی انھیں مارنے کے لیے
آ رہے ہیں۔ اس لیے دفعہ شر کے واسطے دو سو بکریاں اور بیس بکرے۔ دو سو بھڑیاں اور بیس
مینڈھے۔ تیس آنتیناں مع ان کے بچوں کے۔ چالیس گائیں اور دس سیل۔ بیس خچریاں اور
دس خچر۔ اپنے مویشی میں سے عیسٰی کو پیش کرنے کے لیے الگ کیے۔ اور ان کے پیچھے گھے
بنائے۔ اور حکم دیا کہ چرواہے ان کے جلو میں چلیں اور ہر گلے کے درمیان میں ایک فاصلہ مقرر
کیا۔ پھر سب چرواہوں سے کہا کہ جس وقت عیسٰی تم کو دیکھیں اور دریافت کریں کہ تم کون ہو تو
کہنا کہ یہ گھے تمہارے خادم یعقوب کے ہیں جو اُس نے اپنے آقا عیسٰی کے لیے بھیجے ہیں۔ یعقوب
کا یہ مطلب تھا کہ وہ اس صورت سے عیسٰی کا غصہ ٹھنڈا کریں۔ پھر یعقوب نے اپنے خاندان کو نہر کے
دوسری طرف بھیج دیا اور خود تنہا رہ گئے۔ آدھی رات کو ایک نامعلوم شخص سے لڑائی ہوئی
یعقوب نے اسے دے مارا اور لنگڑا کر دیا۔ صبح کو اس شخص نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو اور جانے دو کہ
صبح ہو گئی ہے۔ یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دیکھا میں نہ جانے دوں گا۔ اُس شخص نے
کہا تیرا نام کیا ہے، یعقوب نے اپنا نام بتایا اُس شخص نے کہا کہ آئندہ تیرا نام یعقوب نہیں بلکہ
اسرائیل (خدا سے لڑنے والا) ہوگا۔ اُس وقت یعقوب نے سمجھا کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے
(قاصد) سے لڑے تھے۔ عیسٰی چار سو ساتھیوں کے ساتھ پہنچے۔ یعقوب نے اپنے خاندان کو
صفوں میں کھڑا کیا اور بھائی کے استقبال کے لیے بڑے۔ سات گجہ زمین کو بوسہ دیا عیسٰی
بہت متاثر ہوئے اور دوڑ کر یعقوب کو گلے سے لگایا دونوں بھائی روئے اس کے بعد عیسٰی
نے یعقوب کی بیویوں اور بچوں کو دیکھ کر دریافت کیا یہ کون ہیں۔ یعقوب نے کہا کہ یہ لڑکے
ہیں جو خداوند نے تمہارے خادم کو عطا کیے ہیں۔ پہلے خدمتگار مع اپنے لڑکوں کے سامنے آئے
انھوں نے عیسٰی کو سجدہ کیا ان کے بعد لیاہ اور اُس کے لڑکے آئے سب کے بعد اریل اور اس کے
لڑکے عیسٰی کے سامنے آئے عیسٰی نے پہلے یعقوب کے ان گلوں کو جو بطور ہدیہ پیش کیے گئے

تھے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں بہت مال اراہوں اے بھائی جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے اسے اپنے لئے رکھو لیکن یعقوب نے اصرار کے ساتھ درخواست کی آخر عیسٰی نے قبول کئے اور دونوں بھائی جدا ہوئے۔ یعقوب اسحق کے پاس گئے۔ اور اسحق نے ایک سو اتالی برس کی عمر وفات پائی۔

یوسف کے بھائیوں کا یوسف کے بڑے لڑکے کو جس کا نام یوسف تھا یعقوب ۲
یوسف کو فروخت کرنا
بہت عزیز رکھتے تھے اور یوسف کے بھائی اسی وجہ سے اُن سے حد کرتے تھے۔ اتفاقاً یوسف ایک خواب دیکھ کر اپنے بھائیوں

سے بیان کیا جس سے بھائیوں کا حسد اور ترقی کر گیا۔ یوسف نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم اور تم بچل میں رخت بوسے ہیں۔ میرا درخت فوراً بلند ہو گیا اور تمہارے درخت اُس کے گرد جمع ہو گئے اور سجدہ کرنے لگے۔ بھائیوں نے کہا کہ کیا اس خواب کی یہ تعبیر ہے کہ تو ہم پر بادشاہ ہوگا۔ یوسف نے دوسرے روز اُن سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ کہ آفتاب اور چاند اور گیارہ ستارے میرے آگے سجدہ کرتے ہیں یوسف کے باپ نے یہ سن کر اُسے ملامت کی کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں اور تیری ماں اور گیارہ بھائی تجھ کو سجدہ کریں۔ ایک روز یوسف کے بھائی بہت دور محل میں گلہ چرا رہے تھے یعقوب نے یوسف کو اُن کی خبر کے لئے بھیجا انہوں نے یوسف کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس نے خواب دیکھا ہے۔ ہم اس کو مار کر کوڑیوں میں ڈال دینگے اور دیکھیں گے کہ اس کا خواب اسے کیا فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک نے کہا کہ اس کا خون نہ بہاؤ بلکہ صرف کنوئیں میں ڈال دو۔ (اُس نے یہ

۱۔ اہل اسلام سب زمان خداوندی حضرت یوسف کا اپنا خواب اس طرح اپنے باپ حضرت یعقوب سے بیان کرنے کے معترف ہیں۔ اذ قال یوسف لایا ابائی را بیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر ایستھری سہ سہین

یعنی اے باپ میں نے دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و مہتاب نے آسمان سے تر کر بچھ سجدہ کیا۔ لیکن باپ کی ملامت کا کہیں ذکر نہیں۔ بھائی البتہ اس کے شیطانی شکر حضرت یوسف کی ناراض ہو گئے تھے۔ دیکھو تفسیر علامین شریف تفسیر سورہ یوسف ۱۰۰
۲۔ یہ واقعہ بھی کلام اللہ میں دوسری جگہ مذکور ہے۔

کیا تھا کہ جب بھائی پہلے بائینگے تو میں نکال لوں گا۔

جب یوسف وہاں پہنچے تو بھائیوں نے اُن کے کپڑے چاڑ ڈالے اور اُن کو ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اُس کے بعد کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلہ ادھر سے گزرا جو اذیتوں پر عطر وغیرہ لادے ہوئے مصر کے بارہا تھا یہود اُنے یوسف کے اور بھائیوں سے کہا کہ ہم کو یوسف کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا بہتر یہی کہ اُسے اس قافلہ کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ کیونکہ وہ ہمارا بھائی اور ہمارے جسم کا ایک حصہ ہے۔ بھائیوں نے یہود کی بات پسند کی اور یوسف کو کنوئیں سے نکال کر میں وپیہ میں بیچ ڈالا اور ایک بکری بیچ کر کے یوسف کے کپڑے اُس کے خون سے آلودہ کر کے یعقوب کے پاس بھیجے اور یہ بیان کیا کہ ہم نے جنگل میں یہ خون آلودہ کپڑے پائے ہیں۔ یعقوب نے وہ کپڑے پہچان کر کہا کہ یہ میرے بیٹے کے کپڑے ہیں اور اُسے درندوں نے کھا لیا۔ یہ سمجھ کر انھوں نے اپنے کپڑے چاڑ ڈالے اور روانہ ہوئے کیا کسی شخص کی نستی و تشفی کا اُن پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ میں یہاں تک دنگا کہ مراؤں اور اپنے بیٹے کے پاس جا پہنچوں۔

یوسف مصر میں | قافلہ کا تاجر مصر میں یوسف کو لے گیا اور فرعون کے خواجہ سرور ابو طیفر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اُسے یوسف سے محبت پیدا ہو گئی لیکن اُس کی بیوی نے یوسف پر ہمت لگا کر شاہی قید خانہ میں بھیج دیا۔ اتفاقاً فرعون کا خانہ سال اور ساتی بھی اُسی قید خانہ میں قید ہوئے ایک رات کو اُن دونوں نے خواب دیکھے صبح کو وہ بہت تفکر کرتے کیونکہ اُس کی تعبیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آخر کار وہ لوگ حضرت یوسف کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہ وہ اس کی تعبیر بیان کریں۔ ساتی نے خواب دیکھا تھا کہ انگوڑی تین شاخیں رخت دیا ہے آئیں۔ اُس کے بعد ان شاخوں میں انگوڑیاں ہو گئے اور اُس نے ان انگوڑوں کو پیالے میں نچڑ کر فرعون کو دیا۔ یوسف نے اس کی تعبیر فرمائی کہ تین شاخوں سے تین دن

فرا دیں یعنی تین دن کے بعد تو فرعون کو جام دیکھا اس صورت میں مجھ کو فراموش نہ کرنا اور میرا حال بیان کر کے مجھے یہاں سے نجات دلانا۔ خاف ماں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تین دن روٹیوں سے بھرے ہوئے اس کے سر پر ہیں اور سب ادھر کے خان میں خیریں اور پرندہ اگر اسے کھاتے ہیں۔ یوسف نے کہا کہ تین دن خان سے تین دن مراد ہیں۔ تین دن کے بعد تیرا کٹ کر جسم پھینک دیا جائیگا۔ اور پرندہ اسے کھا بیٹھے۔ یوسف کی پیشین گوئی صحیح نکلی خانا مال قتل کیا گیا اور ساتی دوبارہ اپنی جگہ پر مقرر ہوا۔ لیکن یہ یوسف کو نبول گیا۔

فرعون نے دو سال کے بعد خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں نیل کے پانی سے باہر آئیں اور اُس کے کنارے چرنے لگیں پھر دوسری سات ڈبی گائیں ریائے نیل سے نکلیں اور موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ پھر فرعون بیدار ہو گیا۔ دوسرے دن فرعون نے خواب میں دیکھا کہ گیدوں کے سات خوشے دانوں سے بھرے ہوئے ایک درخت میں اُگے اُس کے پتوں پر سات خوشے بے دانوں کے باریک اُن کے قریب آگے اور بھرے ہوئے خوشوں کو کھا گئے۔

فرعون نے تعبیر بتانے والوں کو طلب کیا اور اُن سے تعبیر پوچھی لیکن کوئی ٹھیک تعبیر نہ بتا سکا۔ اُنس وقت ساتی کو یوسف کی یاد آئی اور فرعون سے سرگرمی بیان کی فرعون نے یوسف کو طلب کیا اُن سے خواب بیان کئے۔ یوسف نے کہا کہ ان دو خوشوں کی تعبیر ایک ہی ہے اور خدا اپنی شیت فرعون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے سات موٹی گائیں اور دانوں سے بھرے ہوئے سات خوشے فراخی کے سات سال ہیں جن میں خوب پیداوار ہوگی اور سات ڈبی گائیں اور سات خالی خوشے قحط سالی کے سات سال ہیں۔ جن میں کچھ پیدا نہ ہوگا۔ مصر میں سات برس تک اچھی پیداوار ہوگی اور پھر سات برس تک ایسا قحط پڑے گا کہ سب فقیر ہو جائیں گے اس ضرورت کے لیے بادشاہ کو چاہیے کہ ایک عقل مند وزیر مقرر کرے جو یہ انتظام کرے کہ پیداوار کی سات سالوں میں جو غلہ پیدا ہو اُس کا پانچواں حصہ جمع کر لیا جائے اور بقیہ کے ساتوں کے لیے ذخیرہ فراہم کیا جائے۔ فرعون نے یوسف سے کہا کہ

خدا نے تمہیں عقلمند بنایا ہے اور عقل و دانش میں کوئی تمہاری برابری نہیں کر سکتا۔ اس لیے تم میرے گھر کے مختار ہو۔ میری تمام رعایا تمہاری محکوم رہیگی۔ یہ کہہ کر اپنی انکم ٹی حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں پناہ دی اور انہیں بیش قیمت لباس پہنایا اور طلائی گونبد گرون میں باندھا۔ اس وقت سے حضرت یوسفؑ صدر اعظم ہو گئے اور گیسوں کا ذخیرہ انہوں نے فراہم کرنا شروع کیا۔

یوسف کا اپنے بھائیوں کو شناخت کرنا

پیداوار کے سات سال گذر جانے کے بعد قحط سالی اور تنگی کے سال آئے۔ یوسف نے فخار کے دروازے

کھولے اور گیسوں فروخت کرنا شروع کیا۔ چونکہ ہر جگہ سخت قحط تھا اس لیے ہر جگہ سے لوگ گیسوں کے خریدنے کے لیے آتے اور مصر سے خرید کر کے لے جاتے تھے۔ حضرت یعقوبؑ بھی تنگدستی میں گرفتار ہو گئے اس لیے انہوں نے اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ وہ مصر سے گیسوں لائے سب لڑکے گیسوں کے لیے روانہ ہوئے۔ مگر فیما بین جو سب چھوٹا تھا اسے یعقوبؑ نے اس خیال سے روک لیا کہ کہیں سفر میں اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یعقوبؑ کے لڑکے یوسفؑ کے پاس آئے مگر انہیں نہیں پہچانا اور سجدہ کیا اور گیسوں خریدنے کی استدعا کی۔ یوسفؑ نے اُن کو پہچان لیا مگر اپنے کو ظاہر نہیں کیا اور اُن سے کہا کہ تم لوگ مجھے جاسوس معلوم ہوتے ہو انہوں نے اپنی بریت کے لیے ظاہر کیا کہ ہم بارہ بھائی ہیں اور ہمارا باپ کنعانی ہے۔ ہمارا سب چھوٹا بھائی بائیکے پاس ہے اور ایک بھائی یوسفؑ مر چکا ہے۔ یوسفؑ نے جواب دیا کہ میں تم کو جاسوس سمجھتا ہوں اس لیے تمہارا امتحان کرتا ہوں وہ یہ کہ اگر تم سچے ہو تو سب میرے پاس ٹھہرو اور اپنے ایک بھائی کو بھیجو کہ وہ تمہارے چھوٹے بھائی کو لائے۔ اس کے بعد انہیں تین روز تک نظر بند رکھا پھر سب کو گیسوں دے کر رخصت کیا مگر شمعون کو اپنے پاس رکھ لیا۔ بھائیوں کے سامنے اُس کے پاؤں میں تیریاں ڈلوادیں مگر خفیہ طور پر اُن کے گیسوں کی قیمت بھی اُن کے غلہ میں رکھوا دی۔ یوسفؑ کے بھائی یعقوبؑ کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا۔ یعقوبؑ نے کہا کہ تم لوگ مجھے اپنے لڑکوں سے محروم کرتے ہو۔ یوسفؑ یوں جاتا رہا۔ شمعون

یوں غائب ہوا۔ اب چاہتے ہو کہ بنیامین کو بھی لے جاؤ۔ رعوبن نے اپنے باپ کو کہا کہ بنیامین کو ہمارے سپرد کرو اگر وہ واپس نہ آئے تو میرے دو لڑکوں کو مار ڈالنا مگر یعقوب نے منظور نہ کیا۔ تاہم قحط بہت ترقی پر تھا جب گیسوں تمام ہو گئے تو یعقوب نے پھر اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا جہاں اس وقت انھوں نے بنیامین کے لے جانے کی اجازت حاصل کر لی۔

جب وقت یوسف کے بھائی دوبارہ مصر میں پہنچے اور یوسف کے تو آپ اُنہیں اپنے گھر لے گئے وہ سب خوف زدہ ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے اپنے گیسوں کی قیمت کا رد یہ بھی اپنے غلہ میں پایا تھا۔ وہ سمجھے کہ ہم پر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ جب یوسف گھر آئے تو سب نے آپ کو سجدہ کیا آپ نے سب اُن کے ضعیف والد کا حال پوچھا اور بنیامین کو دیکھ کر پوچھا کہ یہی تمھارا چھوٹا بھائی ہے۔ پھر اُس کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے میرے عزیز خدا تم پر رحمت کرے“ یہ کلمات کہتے وقت یوسف اس قدر متاثر ہوئے کہ اُن کے آنکھوں میں آنسو اُمڈا اُٹے اور وہ دوسرے کمرے میں جا کر کسی قدر روئے پھر آنکھیں صاف کر کے دسترخوان پر آئے یوسف علیحدہ کھانا کھاتے تھے اور سب بھائی باہم۔ یوسف اپنے بھائی بنیامین کو اور بھائیوں سے زیادہ کھانا دیتے تھے۔

دوسرے روز اُن کے گیسوں بار کر کے گرا پنا چاندی کا پیالہ بنیامین کے غلہ میں رکھوا دیا اور اُن کے پیچھے اپنے ناظر کو روانہ کیا تاکہ اُنہیں دیکھے۔ ناظر نے اُنہیں دیکھ کر کہا کہ تم ہمارے آغا کا پیالہ چُرایا ہے۔ سب نے انکار کیا اور کہا کہ اگر ہم میں سے کسی نے ایسا کام کیا ہو تو اُسے مار ڈالو اور باقی سب کو غلام بنا لو۔ ناظر نے یہ شرط قبول کر کے اُن کے سامان کی تلاشی لی تو پیالہ بنیامین کے سامان میں پایا۔ وہ سب کو یوسف آپاس واپس لایا۔ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو دیکھ کر سجدہ کیا اور اپنے کو اُن کا غلام کہا۔ یوسف نے کہا کہ میرا پیالہ جس کے پاس برآمد ہوا ہے وہ میرا غلام ہے باقی سب لوگ واپس جائیں۔ اُس وقت رعوبن نے سامنے آکر اپنا وہ وعدہ بیان کیا جو اُس نے باپ بنیامین کو واپس لانے کے متعلق کیا

تھا اور کہا کہ ہمارے باپ کی جان اس لڑکے کے ساتھ وابستہ ہے اگر ہم اسے چھوڑ کر واپس جائیں گے تو ہمارا باپ مر جائیگا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ بجائے اُس کے میں آپ کا غلام ہو کر رہوں اور وہ بھائیوں کے ساتھ واپس جائے۔ یہ سن کر یوسف مضبوط ہو سکا اپنے اور لوگوں سے کہا کہ تم باہر جاؤ جب یوسف اور اُن کے بھائی تمہارے گئے تو یوسف نے رو کر اُن سے کہا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ کیا میرا باپ اب تک زندہ ہے۔ یہ سن کر بھائی غاموش رہ گئے۔ یوسف نے اُن کو قریب بلا کر پھر کہا میں یہی تمہارا بھائی یوسف ہوں جسے تم نے فرحیت کر دیا تھا مگر اب کچھ افسوس نہ کرو خدا نے تمہاری نجات کے لیے مجھے پہلے سے اس جگہ بھیج دیا ہے۔ دو برس قحط کو گزر چکے ہیں ابھی پانچ سال اور بھی کچھ پیداوار نہو گی تم لوگ باپ کی خدمت میں واپس جاؤ اور کہو کہ آپ کے بیٹے یوسف کو خدا نے تمام مصر کا سردار کر دیا ہے اب آپ اور آپ کے سب سے اور پوتے سب میرے پاس آکر ملک گورشن (Gourchen) میں زندگی بسر کریں اس کے بعد بنیامین کو گلے سے لگایا اور دونوں بہت روئے۔ جب یوسف کے بھائی غلہ اور کپڑوں سے بھری گاڑیاں لے کر اپنے وطن میں پہنچے تو انہوں نے حضرت یعقوب سے سارا قصہ بیان کیا مگر انہیں اول یقین نہ آیا لیکن جب گاڑیاں دیکھیں تو کہا یہ علامت کافی ہے میرا بیٹا یوسف بلاشبہ اب تک زندہ ہے۔ میں چلوں گا کہ مرنے سے پہلے ایک بار اور اسے دیکھ لوں۔

حضرت یعقوب اپنے تمام خاندان کو لے کر مصر پہنچے۔ یوسف اُن کے استقبال کے لئے آئے۔ یعقوب اپنے بیٹے سے کہا کہ اب میں نے تجھ کو دیکھ لیا اب میں آسانی سے مروں گا۔ یوسف اپنے باپ کو فرعون کے پاس لے گئے اور اُس سے تعارف کیا۔ فرعون نے اجازت دی کہ یعقوب ملک گورشن میں جو ڈیٹا کے مشرق میں واقع ہے قیام کریں۔ اس صورت سے اسرائیلی خاندان مصر میں پہنچا اور چند سترن کے بعد اسقدر وسیع ہوا کہ خاندان سے ایک بڑی سی

نسلہ (از جانب مترجم فارسی)۔ مورخین اسلام بھی حضرت ابراہیم کے بارہ بیٹوں میں سے ایک ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۳)

قوم بن گیا۔

دبقیہ نوٹ صفحہ ما قبل ۱۔ اُن میں سے بعض کی سند کلام اللہ پاک سے ہوتی ہے اُن میں سے ضروری حال یہ کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں آدمی مشرک اور بت پرست بہت تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم کے باپ بھی جن کا نام آذر تھا بت بناتے تھے۔ ایک وز سب آدمی عید کے سوم ادا کرنے کے لئے شہر کے باہر گئے۔ حضرت ابراہیم نے ترے سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور ہر ایک بت پرست کی گردن میں لٹکادیا۔ لوگ جب واپس آئے اور یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے باز پرس کی۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں نے نہیں بلکہ تمہارے بت نے یہ ست درازی کی ہے اگر تمہیں یقین ہو تو اُس سے پوچھ لو۔ اس سے منہ پرک عاجز ہو گئے۔ آخر کار غرود نے جو اُس زمانہ میں بادشاہ تھا آپ کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا اور بت سی آگ جمع کر کے آپ کو اس میں دلوایا لیکن خدا نے آگ کو ظلم دیا کہ وہ آپ کو نہ جلائے۔ بلکہ بٹخ ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجود اس واقعہ کے غرود اُس کے ساتھی متبعین ہوئے۔

جس مقام پر حضرت ابراہیم نے ہاجرہ اور حضرت اسمعیلؑ کو چھوڑا تھا وہ مکہ تھا اور جو چھتر خدا نے اُن کے لئے جاری کیا تھا وہ چاہ زمزم ہی۔ اور حضرت ابراہیمؑ اسمعیلؑ کو دیکھنے کے لئے ہر سال آتے تھے اور انہیں دو بتوں کا پڑھنا تھا۔ آپ بتوں نے خدا کے حکم سے خانہ کعبہ بنایا اور حج کے آداب و رسوم جاری کیئے۔

جس لڑکے کی حضرت ابراہیمؑ نے قربانی کرنی چاہی تھی وہ اسلامی روایتوں میں اسحقؑ ہی ہیں اور اسمعیلؑ بھی لیکن اسمعیلؑ کے متعلق زیادہ اور قوی روایتیں ہیں۔

حضرت یوسفؑ کی کنوئیں سے رہائی لینے جہانوں کی مدد سے نہ کو رہیں ہی بلکہ اُس قافلہ کے رئیس جس کا نام مالک تھا اپنے غلام کو بھیجا کہ کنوئیں سے پانی لائے۔ اُس نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں دکھایا اور کہا یا۔ حضرت یوسفؑ کے کپڑے جو خون آلودہ کر کے حضرت یعقوبؑ کے پاس بھیجے گئے تھے وہ اُن کا پیرزادہ تھا۔ فرعون کا خواجہ سرا جس نے حضرت یوسفؑ کو خرید لیا اُس کا نام عزیز اور اُس کی بیوی کا نام زلیخا تھا حضرت یعقوبؑ اور حضرت اسمعیلؑ کی حکایت مفصل طور پر خود قرآن مجید میں اور دیگر اسلامی تاریخیں کنوئیں میں جو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ دھوکا دیکر عیسٰیؑ کی حرکت حاصل کر لی اُس کا اسلامی روایتوں میں کہیں پہنچا بلکہ اسلام سے حضرت یعقوبؑ کی شانیں بیغیری کے خلاف سمجھ کر اس واقعہ سے قطعی انکار کرتا ہے۔ دمر تم اردو

(تفصیل صفحہ ۱۹۰)

دوسری فصل

بنی اسرائیل مصر میں

حضرت موسیٰؑ | بنی اسرائیل یعقوب کی اولاد کی مصر میں اس قدر ترقی ہوئی کہ بادشاہ مصر کو ان کی جانب سے اندیشہ اور خطرہ پیدا ہونے لگا اور اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب اس قوم کی تعداد کم کرنا چاہیے اور کثرت کو روکنا چاہیے ورنہ ان کی جمعیت زیادہ ہونے کے بعد ممکن ہو کہ کچھ شورش کریں اور ہم پر غالب آجائیں۔ اس ارادہ سے اُس نے کچھ آدمی مقرر کئے جو ان سے اینٹیں بنانے کا کام لیں جس کی تکلیف سے وہ عاجز و ضعیف ہو جائیں اور ان کی اس قدر اولاد پیدا نہ ہو۔ لیکن باوجود ان کوششوں کے بھی بنی اسرائیل کو ترقی ہوتی رہی۔ آخر کار فرعون نے حکم دیا کہ جو لڑکا اس قوم میں پیدا ہو وہ دریائے میں پھینک دیا جائے اسی زمانہ میں ایک اسرائیلی عورت کے لڑکا ہوا جس کو اُس نے تین مہینہ تک پوشیدہ رکھا لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اب میں اُس کی خفیہ طور پر نگہداشت نہیں کر سکتی تو مجبوراً اُسے ایک ٹوکری میں لپیٹ کر زل کے جھنڈ میں دریائے نیل کے کنارے رکھوا دیا اور اُس لڑکے کی بہن سے کہا کہ تم اس کے قریب مگر مخفی طور پر موجود رہو اور دیکھتی رہو کہ کیا ہوتا ہے۔

اتفاقاً زعون کی لڑکی اپنی سہیلیوں کے ساتھ دریائے کنارے آئی۔ اُس نے ایک ٹوکری دیکھی۔ اُسے منگوا یا تو اُس میں ایک لڑکے کو پایا جو درہا تھا اُس لڑکی کو بچے کے معصوم

انداز بہت ترس آیا۔ لڑکے کی بہن جو پوشیدہ طور پر اُس کے حال کی نگرانی تھی فرعون کی لڑکی کے پاس آئی اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں بنی اسرائیل میں سے ایک عورت اور لڑکے کی پرورش کے لیے تلاش کر دوں جو آپ کے حکم سے اُن کی خدمت انجام دے۔ شاہزادی نے اُسے منظور کیا اور لڑکی اپنی ماں کو فرعون کی لڑکی کے پاس لے آئی۔ شاہزادی نے اُسی عورت کو اُس لڑکے کی اُمّ مقرر کیا۔ اور لڑکے کا نام موسیٰ یعنی پانی سے نجات پایا ہوا رکھا۔ غرض کہ موسیٰ نے اپنے ماں کے دودھ سے فرعون کے گھر پرورش پائی۔

جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے تو انھیں معلوم ہو گیا کہ وہ کس قوم سے ہیں۔ ایک دن انھوں نے ایک مصری کو دیکھا کہ ایک اسرائیلی کو مار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے اُس مصری پر حملہ کیا اور اُسے مار کر اُس کی نفس ویرانہ میں چھپا دی۔ فرعون کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوا تو حضرت موسیٰ خوف زدہ ہوئے اور پیپ چاپ وہاں سے بھاگ کر کوہ سینا کی حوالی میں پہنچے وہاں اہل مدین کے ایک کاہن کی لڑکی سے عقد کر لیا اُس کاہن کا نام ثروت تھا (حضرت شعیب پیغمبر کا نام توریت میں ثروت مذکور ہے)۔ ایک روز موسیٰ اپنے خسر کے مواشی کو حریب پر جو سینا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے (جسے طور سینا کہتے ہیں) چرا رہے تھے کہ ایک فرشتہ خدا کے فرشتوں میں سے شعلہ کے اندر ایک درخت پر ظاہر ہوا۔ وہ درخت کلم مشعل تھا لیکن جلتا نہ تھا۔ اُس شعلہ سے آواز آئی کہ ”موسیٰ موسیٰ“ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ”ہاں میں ہوں“ آواز سے جواب ملا کہ ”میرے پاس آ اور جوئے اپنے پانوں سے آلودہ کیونکہ جس جگہ تو یہ وہ ایک پاک زمین ہے“ پھر کہا ”میں تیرے باپ دادا کا خدا ہوں ابراہیم یعقوب اور اسحاق کا خدا۔ میں نے اپنی قوم کی مصیبت مصر میں دیکھی اُن کی فریادیں اور روتے کی آوازیں سنیں۔ اور نیچے آیا کہ انھیں مصریوں کے ہاتھ سے نجات دوں اور اس سے بہتر وسیع ملک میں پہنچاؤں جہاں دودھ اور شہد کی نہیں ہتی ہیں۔ تو فرعون کے پاس جا اور میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے باہر لا“ موسیٰ نے کہا میں اس کام کو کس طرح کر سکتا ہوں

اگر اسرائیل کے بیٹے اُس خدا کا نام پوچھیں جس نے مجھے بھیجا ہی تو میں کیا جواب دوں گا۔
 آواز آئی۔ ”کہنا مجھے اُس نے جو ہی تمہاری طرف بھیجا ہی“ موسیٰ نے کہا کہ وہ اس پر یقین
 نہ کرینگے کہ خدا مجھ پر ظاہر ہوا ہی۔ آواز آئی کہ اپنی لکڑی کو زمین پر چنیک دے موسیٰ نے پنا
 عصا چنیک لیا وہ ایک خوف ناک سانپ بن گیا۔ موسیٰ خوف زدہ ہو کر بھاگے۔ آواز آئی
 کہ ہاتھ سے اس سانپ کی دم پکڑے حضرت موسیٰ نے تمس کی وہ سانپ پھر عصا بن گیا۔ پھر خدا
 نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو نفل کے نیچے لے جا اور جب اُنھوں نے نفل کے نیچے سے باہر نکالا تو
 وہ سفید (ید بیضا) ہو گیا۔ پھر خدا نے حکم دیا کہ دوبارہ نفل کے نیچے ہاتھ لے جاؤ۔ جب حضرت
 موسیٰ نے ایسا کیا تو ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ تب حکم ہوا کہ ان معجزوں سے اپنی نبوت
 کی دلیل پیش کرنا۔ حضرت موسیٰ اپنے بھائی ہارون کے ساتھ مصر میں گئے اور بنی اسرائیل
 سے سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر دونوں فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کی رہائی کی
 درخواست کی فرعون نے انکار کیا۔ حضرت موسیٰ نے اُسے قائل کرنے کے لیے پہلے کھڑی
 کا سانپ بنایا پھر بتایا کہ مصر میں دس نشانیاں ظاہر ہونگی۔ فرعون پھر بھی رہائی پر
 راضی نہ ہوا۔ اُس وقت دس نشانیاں مصر میں ظاہر ہوئیں۔ پہلے دریا نے نیل کا پانی
 خون ہو گیا۔ دوسرے زمین میںندکوں سے بھر گئی۔ تیسرے زہر دار مچھڑا برکی طح نمودار
 ہوئے۔ چوتھے بے انتہا جحش پیدا ہوئیں۔ پانچویں تمام موسیٰی مریض میں مبتلا ہو گئے۔
 چھٹے تمام آدمیوں کے بدن پر زخم پڑ گئے۔ ساتویں رعند کج پیدا ہوئی۔ بجلیاں گریں اور
 اگلے برس۔ آٹھویں ٹڈیوں کے دل کے دل ظاہر ہوئے اور وہ تمام کھیتی کھا گئیں۔
 نویں بہت سخت اندھیری ظاہر ہوئی۔ دسویں ہر انسان و حیوان کے بڑے بچے مر گئے۔
 جب اسات کو سب کے بڑے لڑکے اور بچے مرے ہیں حضرت موسیٰ نے تمام بنی اسرائیل کو
 حکم دیا کہ سب ایک ایک میںندہ قربانی کریں اور اُس کے خون سے دروازہ مکان کے
 دونوں طرفوں کو رنگ دیں اور اُس میںندے کا گوشت پکا کر خمیری روٹی اور تلخ ساگ کے

ساتھ کھائیں اور جس قدر گوشت باقی بیچے وہ جلا دیں۔ کھانا کھاتے وقت سب جوتے پہنے کر پیچھے باندھے اور ہاتھوں میں لکڑیاں لیے رہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ خون ایک علامت ہے جس گھر پر خون لگا ہوگا اُس کا بڑا لڑکا موت سے محفوظ رہے گا۔ بنی اسرائیل نے اس دن کو ”عیدہ فصیح“ قرار دیا اور ہر سال اس رسم کو ادا کرنے لگے۔

مصر سے بنی اسرائیل کا خروج

جب فرعون کا بڑا لڑکا مر گیا تو اُس نے مجبور ہو کر بنی اسرائیل کو جانے کی اجازت دی۔ حضرت موسیٰ اُن کے رہبر ہوئے اور اُن کو جنوب کی طرف لے گئے۔ وہاں خدا نے اُن کی سنہا کی دن کو ابرادرات کو آگ کا ستون اُن کو راستہ بتاتا اور اُن کے آگے لگے چلتا تھا اس طرح سے وہ دریائے احمر کے کنارے تک آگئے اور وہاں قیام کیا۔ لیکن فرعون اُن کو اجازت دے کر پشیمان ہوا اور سواروں کی جماعت اور جنگی گاڑیاں لے کر اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اُن کے قریب جا پہنچا۔ بنی اسرائیل دشمن کو دیکھ کر بہت خوف زدہ ہوئے اور موسیٰ کو ملامت کی کہ وہ جنگل میں ہلاکت کے لیے لے آیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ تم خوف نہ کھاؤ اور دیکھو خدا تمہیں کس طرح نجات دینا ہے۔ یہ مصری جنہیں تم آج دیکھ رہے ہو آج کے بعد ان کا نام و نشان نہ پاؤ گے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے عصا سے سمندر کی طرف اشارہ کیا۔ فوراً اُس کا پانی تیز مشرقی ہوا کی وجہ سے جدا چھٹ گیا اور بیچ میں ایک رستہ بن گیا بنی اسرائیل اس رستے سے ہو کر جنگلی پہرے جا پہنچے۔ مصری بھی اُن کے تعاقب میں پانی میں اترے۔ حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ کا اشارہ پھر کیا پانی پھر ٹپٹ گیا۔ اور سب جنگی گاڑیاں اور سوار پانی میں غرق ہو گئے۔ اور اُن میں سے ایک شخص بھی جانبر نہ ہو سکا۔

بنی اسرائیل بنی اسرائیل جنگل سے ولایت سینا کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر

میں تین ماہ صرف ہوئے۔ وہ لوگ پیاس سے بچپن ہو جاتے تھے مگر پھر معجزاً سے تسلی پاتے تھے۔

کوہ سینا میں

ایک وز سبزی یعنی پیڑیوں کا جھنڈا منو دار ہوا اور بنی اسرائیل انھیں اپنی غذا کے کام میں لائے۔ ایک صبح کو دیکھا کہ ریت بجائے شبنم کے چھوٹے چھوٹے روتی جیسے ٹکڑوں سے بنا ہوا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ یہ خدا نے تمہارے لیے روتی بھیجی ہے ہر شخص صرف اپنی خوراک بھر کی اس میں سے اٹھالے۔ یہ صفا سفید اور کھانے میں شہد کی ٹیکوں کی طرح تھا۔ بنی اسرائیل چالیس برس تک جنگل میں رہے اور اسی غذا پر سب اوقات کرتے رہے۔ ان ترچسین کی قسم تھی۔

ایک روز تو نے پیاس کی شکایت کی حضرت موسیٰ نے اپنی لکڑی ایک پتھر پر پاری اس سے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا۔

تیسرے مہینہ بنی اسرائیل کوہ سینا کے سامنے پہنچے اور حضرت موسیٰ پہاڑ پر گئے اور اُسی کہ بنی اسرائیل سے کہو۔

تم نے دیکھا میں نے کس طرح تمہیں مصر کی غلامی سے نجات دی۔ اور ایسے سامنے لایا اب اگر میری اطاعت کرو گے اور میرے احکام کی تعمیل کرو گے تو میری قوم کو جو عطا ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا اور کہا کہ اگر تم پہاڑ پر قدم رکھو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

تیسرے روز صبح کے وقت ایک غلیظ اور سبباہ ابرنے پہاڑ کو چھپا لیا۔ بجلیاں چمکیں اور کڑک کی آوازیں آئیں ہوا قرنا کے شور سے مھر گئی۔ تمام بنی اسرائیل گھبرائے حضرت موسیٰ سب کو لے کر کوہ سینا کے نیچے آئے اس وقت طور کی چوٹی سے ایک آواز آئی جو حضرت موسیٰ کو طلب کرتی تھی۔ حضرت موسیٰ اوپر گئے اور وہ احکام چاہل کیے جو خداوند نے اپنی قوم کے لیے نازل کیے تھے۔ ان احکام کا مضمون یہ تھا۔

دس احکام

پہلے سردی ہوں۔ میں تیرا خدا ہوں۔ میں وہ خدا ہوں جس نے تجھے مصر کی غلامی

سے نجات دی تھے مناسب نہیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک کرے
تھے کوئی مورت نہ بنانا چاہیے۔ اسی طرح ایسی چیزوں کی شکلیں بھی جو آسمان پر یا زمین
پر یا آسمان کے نیچے یا زمین کے نیچے یا پانی میں ہیں نہ بنانا چاہیے۔ اور ان کے سامنے
سمدہ کرنا چاہیے کیونکہ میں خدا کے سردی مور، سردہ اموں، بولوں، مجھ سے بغض
رکھیں، میں ان کو تین چار پشت تک پکڑتا ہوں اور جو بننے والے ست رکھتے ہیں اور میرے
احکام کی اطاعت کرتے ہیں ان پر ہزار پشت تک رحم کرتا ہوں

میں نے سردی کا نام بیکارادہ، بیودہ طور پر مت جو تعض خدا کا نام لے سب پھلتا
ہو ایسے تعض، بے عذاب کی نہیں چھوڑا جاسکتا
آرام کے دن کا خیال رکھو اور اس کی بزرگی ظاہر کرو جو روزِ ملکِ ندی کے مثل
میں مصروف رہو۔ اور لینے تمام کام انجام دو۔ ساتویں دن جو خدا نے سردی کے ولعت
کا دن ہی کوئی کام نہ کرو۔ نہ تم نہ تمہاری اولاد نہ تمہارے ملازم نہ تمہاری کینزیں نہ
ماں نہ مویشی نہ وہ جو باجو تمہارے اختیار میں ہوں کیونکہ خداوند نے چھ دن میں زمین اور
آسمان اور جو کچھ اس میں ہے سب کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اسی یہ نادمہ
نے آرام کے دن کو برکت دی ہے۔ اور اسے مقدس کیا ہے

اپنے ماں باپ کی عزت کرو تاکہ اس ملک میں جو خدا نے سردی نے تم کو عنایت کیا ہے
تمہاری عمر زیادہ ہو
چوری نہ کرو

اپنے ہمسایہ کے حق میں محبوبی شہادت نہ دو
اپنے ہمسایہ کے مکان یا خادم یا دہ یا کاسے یا نچر یا دوسری چیزوں کا
لاٹ نہ کرو

یہ وہ دس احکام ہیں جو خداوند نے بنی اسرائیل کے لیے بظہورِ سورۃ اعلیٰ کے

ناذکے تھے۔

سونے کا گوسالہ | حضرت موسیٰ ایک مدت تک کوہ سینا پر رہے اور بنی اسرائیل انتظار کی مدت سے گھبرا گئے۔ تورات کی تحریر کے مطابق انھوں نے موسیٰ کے بھائی سے جن کا نام ہارون تھا کہا کہ ہمارے لئے ایک خدا بناؤ جو ہماری رہبری کرے۔ ہارون نے وہ سونے کے حلقے بنوائے بنی اسرائیل کی لڑکیوں اور عورتوں کے کانوں میں تھے طلب کے اور انہیں گلا کر ایک سونے کا گوسالہ بنایا اور ایک منج قرار دیا اور کہا کہ کل میدہی۔ دوسرے دن صبح کو بنی اسرائیل جلد بیدار ہوئے اور قربانیوں کو منج میں جلایا گوسالہ کی پرستش کی اور خوشی میں اُس کے گرد رقص کیا۔ بہر حال جب موسیٰ پہاڑ سے واپس لے تو پتھر کی دو لوہیں جو خداوند نے اُن کو دی تھیں ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ اُس وقت انھوں نے قوم کے غل شور کی آوازیں سنیں حضرت موسیٰ کے خادم نے اُن سے کہا کہ جلد آؤ شاید لڑائی ہو رہی ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا یہ غالب و مغلوب کی آوازیں نہیں ہیں بلکہ لوگ گارہے ہیں۔ جب نزدیک پہنچ کر طلّائی گوسالہ اور آدمیوں کو اُس کے سامنے ناچتے اور گاتے ہوئے دیکھا تو غضبناک ہوئے اور پتھر کی لوحوں کو زمین پر پھینک کر توڑ ڈالا۔ اور سونے کے گوسالہ کو اٹھا کر آگ میں ڈال دیا اور خاک کر کے پانی میں ڈال دیا اور بنی اسرائیل کو وہ پانی پینے پر مجبور کیا۔ پھر غنہ ادا سے ندا کی کہ جو خدا کو مانتے ہیں اور اُس کے حکم پر سجدہ کرتے ہیں وہ میرے پاس آئیں جب بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ خدا کا حکم ہی تم میں سے کچھ تلوار اٹھائے اور کمپ میں گشت کرے اور جن لوگوں نے بت کو پوجا یا انھیں قتل کر ڈالے اُس دن تین ہزار بنی اسرائیل ماسے گئے۔ پھر ایک دن کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم

نوٹ (لیکن ہمارے اعتقاد میں ہارون عید اسلام پیمری کا رتبہ رکھتے تھے انھوں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ گوسالہ بنانے والے کا نام ساحری تھا اور ہارون عید اسلام بنی اسرائیل کو اس فعل سے روکتے تھے مگر وہ نہ مانے)

بلا کر کہا کہ تم بڑے گناہ کے ترکب ہوئے ہو اب میں خدا کی خدمت میں جاتا ہوں کہ تمہارے لئے معافی مانگوں۔

بنی اسرائیل جگل میں | بنی اسرائیل ملک سینا سے باہر نکل کر شمال کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت موسیٰ اُنہیں اُس سرزمین کی طرف لے چلے جہاں پہلے حضرت یعقوبؑ رہے تھے۔ اور جس کے عطا کرنے کا خدا نے اُن سے وعدہ کیا تھا۔ اسی لئے وہ اُس زمین کو ارض موعود کہتے تھے۔

موسیٰ نے ارض موعود میں جاسوس بھیجے کہ وہاں کی خبر لائیں کہ کیسی سرسبز زمین ہے وہ لوگ واپس آئے تو اپنے ساتھ انار، انجیر اور انگور کے خوشے نشانی کے لیے لائے۔ اور بیان کیا کہ ارض موعود ایسا ملک ہے جہاں دودھ اور شہد بہت ہی لیکن وہاں ایک ایسی قوم رہتی ہے جو قدرۃً بہت قوی الجتہ ہے۔ اور اُن کے بڑے بڑے شہر اور بہت سے قلعے ہیں۔ وہ لوگ بہ نسبت ہم لوگوں کے بہت قوی اور دراز قد ہیں۔ ہم اُن کے سامنے مثل ٹڈیوں کے نظر آتے تھے۔

بنی اسرائیل یہ سن کر خوف زدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اس سے یہ بہتر ہے کہ ہم مصر میں واپس چلے جائیں لیکن پھر اُنہوں نے اُسی جگل میں قیام کیا اور اطراف کے قبائل سے لڑا کئے۔ اور اکثر اوقات حضرت موسیٰ کو ملامت کرتے تھے کہ ہم کو مصر بھیج دیا کہ پریشان کیا۔ اور کہتے تھے کہ وہاں ہم پھلیاں، لکڑی، خربڑے، پیاز اور ترکاریاں کھاتے تھے۔ جواب ہمیں میر نہیں۔ اور ترجمین کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس ناشکری کی سزا میں خدا تمہیں اُس وقت تک جگل میں رکھے گا جب تک یہ تمام نسل ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ چالیس برس تک وہ اُسی جگل میں رہے۔ اس عرصہ میں اُن پر بہت سخت واقعات گزرے۔

ایک روز حضرت موسیٰ سے سختی کر رہے تھے کہ بہت سے سانپ ریت میں سے

نکلے اور اُنہیں کاٹنا شروع کیا۔ جس سے بہت لوگ مر گئے۔ اُس وقت قوم نے موسیٰؑ کو کہا کہ ہم نے گناہ کیا جو تمہارے اور خدا کے خلاف باتیں کیں۔ لیکن اب دعا کرو یہ سب دفع ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی اور خدا کے حکم سے پتیل کا ایک سانپ بنا کر ایک لکڑی پر تھیم کیا جسے سانپ کاٹتا تھا وہ اُس پتیل کے سانپ کو دیکھ کر شفا پاتا تھا۔

چالیس برس کے بعد بنی اسرائیل ارض موعود کے نزدیک پہنچے۔ نہر اردن کے اُس طرف حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو شمار کیا اُس کے بعد کوہ بنو پر جا کر دود سے فلسطین کو دیکھا۔ اُس وقت خداوند نے اُن سے فرمایا کہ :-

یہ وہ زمین ہے جس کے عطا کرنے کا میں نے ابراہیمؑ، اسمعیلؑ اور یعقوبؑ سے وعدہ کیا تھا۔ میں نے تجھے اس زمین کا نشان دیا لیکن تو اس میں داخل نہو سیکو۔

چنانچہ وہیں حضرت موسیٰؑ نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی اور اب کسی کو اُن کا مدفن بھی معلوم نہیں ہے۔

نوٹ :- اس فصل کے بیان میں توریت اور ہماری روایتوں کے درمیان میں جو کچھ اختلاف ہے وہ جزئیات میں ہے جو امتنا کے قابل نہیں لیکن یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس داستان میں قارون کا ذکر نہیں ہوا۔ وہ حضرت کاموسیٰؑ کا عزیز اور بہت مال دار تھا اُس نے حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کی اور اُن کے کام میں خلل ڈالنا چاہا۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ کو اس پر مسئلہ کر دیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے حکم سے وہ زمین میں دھنس گیا۔

تیسری فصل

بنی اسرائیل ارض موعود میں

نقشہ ملک فلسطین و اقوام بنی اسرائیل

(۵۶) نقشہ ملک فلسطین و اقوام بنی اسرائیل



فلسطین کا ذکر | بحر متوسط کے اس مستقیم ساحل پر جو ایشیائے کوچک اور شمالی مصر کے درمیان واقع ہے ایک کوہستانی علاقہ ہے جو سمندر سے صحرائے شین نارتک (جو فرات کے مغرب میں ہے) چلا گیا ہے اس زمین کا شمالی حصہ جو دو بلتہ پہاڑی سلسلوں یعنی لمبان اور کوہ شمرتی کے درمیان واقع ہے اُسے سور یہ کہتے ہیں (کوہ شرقی سے وہ پہاڑ مرزاد ہے جسے فرانسیسی میں انٹی لمبان (Antiliban) کہتے ہیں اور جنوبی حصہ جس کے پہاڑ کم بلند ہیں اُسے فلسطین کہتے ہیں۔

جب سمندر کے طرف سے اُس سرزمین میں پہنچتے ہیں تو زمین کے تنگ حصہ کو عبور کرنے کے بعد ناہموار راہوں اور گہرے نشیبوں سے گزر کر کوہستان میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ زمین خاکستری رنگ کے ٹیلوں سے پر ہے جن کی چوٹیاں مدور ہیں اور ان ٹیلوں کے ڈھلوان دامنوں میں فقط چھوٹے چھوٹے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں میں قدرتی غار بہت ہیں۔ جن میں وہاں کے رہنے والے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ ٹیلوں کے اوپر شہر اور گائوں آباد ہیں۔ ان آبادیوں سے مراد صرف چند گھر ہیں جن کی چھتیں مسطح اور بغیر روشن دان کے ہیں اور جو گویا سنگ سفید کے محکب کو گھومیں پتھریلے اور تنگ درے بھی وہاں بہ کثرت ہیں جو پانی کی روانی کا ذریعہ ہیں یعنی شدید بارش کے بعد ان میں بہت زور و شور سے پانی بہتا ہے۔ اور پتھر کے بڑے بڑے تختوں کو بہا لیا جاتا ہے۔ مگر باقی دنوں میں وہاں بہت کم پانی رہ جاتا ہے۔

مشرقی پہاڑوں کے دامن میں اردن کا عمیق درہ اور جبل جریح ہے اور اس طرف سے دریائے ایشار کے مانند بہت تیزی کے ساتھ نیچے کے طرف بہتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا دریائے اردن (Cedron) ہے جو کوہ بیت المقدس کے نیچے سے گزرتا ہے۔ اس ملک میں چونے کے ٹیلے بھی اکثر پائے جاتے ہیں۔ اس ولایت میں چونے کے ٹیلوں کا جو سلسلہ سمندر تک پھیلتا ہے اُسے کارمل (Carmel) یعنی برف کہتے ہیں۔ اُن

ٹیلوں کی سبے اپنی چوٹی پانچو پانچ میٹر سے زیادہ بلند ہے، چوں کہ اُس کے آگے کوئی اور پہاڑ حائل نہیں اس لئے وہ سمندر سے بلند نظر آتا ہے۔ اُس کے دامن میں بڑے بڑے درختوں کے جھنڈ آگے ہوئے ہیں اور اُس کے چمنوں کے قریب پھولوں کے چمن سے زمین گل پوش ہو رہی ہے۔ کارل حضرت الیاس پیغمبر کا پہاڑ ہے، کارل کے نیچے اسدرا ائین (Esdraclon) کا سبزہ زار پھلا ہوا ہے جو دشت فلسطین کا سب سے بڑا اور زرخیز حصہ ہے یہ قطعہ زمین سیاہ مٹی کا ہے جس میں آتش فشاں خانگیا مٹی ہوئی ہے۔ اور بڑا دریا کرن قیشون (Kishon) اُس میں بہتا ہے جو سمندر تک پہنچتا اور فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

جوزین اُس کے شمال میں ہے اُس کو جلیل (Galilee) کہتے ہیں بچے پہاڑ زیادہ بلند چشے زیادہ گہرے اور چوڑے اور چراگا ہیں زیادہ شاداب ہیں وہاں انجیر انار۔ انگور اور سیب بہت ہوتا ہے۔ جنوب کی طرف اسدرا ائین کے قریب کوہ طابو واقع ہے یہ پہاڑ کارل سے دس میٹر زیادہ بلند یعنی پانچ سو ساٹھ میٹر اونچا ہے مگر دیکھنے میں اُس کی بلندی کم معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ اور پہاڑ اُس کے آگے حائل ہیں کوہ طابور کے دامن میں بنجر زمین ہے جہاں ایک بھی درخت نہیں۔ اُس کی چوٹی پر آجکل تین گرجے اور تین خانقاہیں عیسائیوں کی پائی جاتی ہیں جو روم کی شرعی سلطنت کے زمانہ میں بنائی گئی تھیں۔

جلیل کے شمال میں ایک بہت بلند پہاڑ ہے جس کا نام حرمون (Hermon) ہے۔ اُس کے پتھر سیاہ اور آتش فشاں ہیں۔ یہ بہت ناہموار پہاڑ ہے۔ اس کی چوٹی تین ٹوکوں پر ختم ہوتی ہے۔ وہ دو ہزار آٹھ سو ستائیس میٹر اونچا ہے۔ اُس کے اوپر سے ایک طرف دریا تک دیکھ سکتے ہیں اور دوسری طرف مد نظر پر سورب کا جگمگ فلسطین ہیں و صلیب سے زیادہ

لے تشریح کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۲۱۔

نہیں ہوتیں ایک جاڑوں میں دوسری گرمیوں میں۔ وسط ماہ اکتوبر سے بارش کا آغاز ہوتا ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں پانی خوب برساتا ہے۔ اور سیلاب کا ہوں کو پڑ کر دیتا ہے اُس وقت ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور اکثر اوقات کو پہاڑوں پر پانی جم جاتا ہے لیکن برف بہت کم گرتی ہے۔ وسط مایچ سے بارش بند ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چند ماہ گزر جاتے ہیں کہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا۔ چند روز کی مدت میں زمین گھاس اور پھولوں سے پُٹ جاتی ہو اور ریت پر مختلف رنگوں کا فرش ہو جاتا ہے۔ اوائل جون میں آفتاب سب چیزوں کو جلا دیتا ہے اور مشرقی ہوا جو جنگل سے چلتی ہے نباتات کو خشک کر دیتی ہے اور ملک دوبارہ بخر ہو جاتا ہے۔ صرف چھوٹے چھوٹے درخت گرد و غبار سے اٹے ہوئے باقی رہ جاتے ہیں دن کے وقت گرمی شدید ہوتی ہے اور رات کے وقت شبیم افراط سے گرتی ہے صبح کو کٹھ کا دھواں دھار سماں نظر آتا ہے آج کل یہ ملک خشک اور بے حاصل ہے لیکن لگنے زمانہ میں اُس کے پیار کا ج، سرو، ارز، اور بلوط کے جنگلوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور آب و ہوا بھی معتدل تھی۔ ندیوں کنوؤں اور بھیلوں سے اس سرزمین کی آب رسانی کی جاتی تھی اور اُس کے دروں میں جڑ اور گیہوں بہت پیدا ہوتا تھا۔ دھان لیے بھی بوئے جاتے تھے اور اُس سے کپڑے بنے جاتے تھے۔

ٹیلوں کے دامن میں پتھروں کی چار دیواری بناتے اور اس کے اندر زمینوں بخر انگور بادام انار اور پستہ کے درخت بستے تھے ان درختوں میں پانی کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کا تفریحی مشغلہ یہ تھا کہ کام کرنے کے بعد اپنے باغوں میں انگور اور بخر کے درختوں کے نیچے بیٹھیں اور ان باغوں کی زمین میں چنپا، نرگس اور لالہ کے پھول بوئیں۔ پہاڑی زمینوں میں اور جنگلوں کے قریب وہ اپنی کبریوں اور بھٹیروں کے گلے چراتے تھے اور گائیں پالتے تھے گدے جو اُس ملک میں گھوڑوں کے قائم مقام

ہوتے ہیں کانٹے دار گھاس کھاتے تھے۔

دریائے اردن اور بحر المیت^(۱) | اس ملک کے مشرق میں بہت زیادہ گرمی،

وہ گرمی اس قدر ہے کہ جب اُس طرف سے سرزمینِ فلسطین کو دیکھتے ہیں تو وہ پتھر کی
بند دیوار کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ شمالی جانب نشیبِ اول کوہِ حرموں کے نیچے سے
شروع ہوتا ہے۔ وہاں سے بڑے بڑے چٹنے پہاڑ سے نکلتے ہیں اور ان کا پانی جمع
ہو کر دریائے اردن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ دریا پہلے نرکل کے جنگل کے وسط سے
نکلتا ہے جہاں اس کا پانی بالکل چھپا رہتا ہے۔ پھر ایک چھوٹی اور مسطح جھیل کے درمیان
سے گزرتا ہے اُس جھیل کو مردوم (Merom) کہتے ہیں۔ اس مقام پر اکثر
اُس کی سطح دریائے بحیرہ روم سے دو میٹر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور جب اس جھیل سے
آگے بڑھتا ہے تو نشیب میں دو آتش فشاں پتھروں کی دیواروں کے مابین بہت تیزی
کے ساتھ بہتا ہے اور جھیل کنزرت (Gennezareth) تک پہنچتا ہے
جس کے دونوں طرف ٹیلے واقع ہیں۔ یہ کھاری پانی کی جھیل ہے پہلے اس کا پانی ابھی
کھاری تھا اس جھیل میں مچھلیاں کثرت سے ہیں جو مصر کی مچھلیوں سے مشابہ ہیں اس کی
سطح بحیرہ روم کی سطح سے دو سو میٹر سے زیادہ پست ہے۔ خلاصہ یہ کہ دریائے اردن
پھر اس جھیل سے باہر نکلتا ہے اور ناہموار ساحلوں میں جن کے کنارے بید اور کجور کے
درخت زیادہ ہیں بہتا ہے۔ وہاں اس کی گزرگاہ تنگ ہے اور پانی کی رفتار بہت تیز ہے
آخر کار اُس کا پاٹ چوڑا ہو جاتا ہے اور کم گرمی جھیل کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ اس کے
بعد دو دہانے ہو کر بحرِ میت (جھیل مردار) میں گرتا ہے۔ یہ جھیل سمندر سے چار سو میٹر
سے زیادہ پست ہے۔ بحرِ میت دو سفید پتھر کی پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے جن کی
بلندی آٹھ سو سے ایک ہزار میٹر تک ہے۔ ان پہاڑیوں کی چوٹیاں تیز اور نوکدار ہیں اور
آفتاب کی گرمی اور روشنی ان پر گر کر منعکس ہوتی ہے اس کا پانی اور پانیوں سے

زیادہ بھاری ہے۔ اور اس پانی کا وزن میٹھے پانی کے وزن سے بقدر پانچ حصّہ کے زیادہ ہے اس لئے انسان اس میں ڈوبتا نہیں یعنی پانی کے نیچے نہیں جاسکتا۔ کتے یا کہ شاہانِ روم میں سے ایک بادشاہ نے تجربہ کے لئے چند غلاموں کو ہاتھ پیر بندھو کر اُس میں ڈلوا دیا لیکن وہ نہیں ڈوبے۔ وزن کی زیادتی کی وجہ سے بحرِ المیت میں ترنا بہت مشکل ہے۔ جب کوئی شخص تیز ناچتا ہے، تو اُس کے پائوں پانی سے باہر آجاتے ہیں۔ اس جھیل کا پانی اس قدر کھاری ہے کہ نمک کے تختے جو اُس کے کنارے واقع ہیں پانی میں نہیں گھلتے۔ کھانے کے نمک کے علاوہ اُس کے پانی میں پلاس منگنیز نمک بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا مزہ تلخ ہے۔ نباتات اور دریائی حیوانات اُس پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن پرندوں کے غول کے غول اُس کے پانی کے اوپر اُڑتے پھرتے ہیں بلکہ اکثر پانی کے اندر چلے جاتے ہیں۔ اس جھیل کے کناروں پر کیس کیس لفظ کے چتے بھی ہیں۔ پانی میں بھی قیر کی آمیزش ہے۔ یونانی بحرِ المیت کو اسفالیٹ (Asphaltite) ندی کہتے تھے کبھی کبھی اس کے پانی کی سطح پر رال کے پرت جے دکھائی دیتے ہیں۔

بحرِ المیت سے کوئی دریا نہیں نکلتا اس کے کنارے ناہموار اور خشک اور گھاس اور درختوں سے خالی اور غیر آباد ہیں۔ مشرق کی جانب سے اس کا پار بہت صاف ہوا اُس کے درے اُن گلیوں کے مانند ہیں جو دو دیواروں کے درمیان واقع ہوں۔

میر یحیٰ کی فتح | حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کے خادم یوشع اُن کی جگہ قوم کے سردار مقرر ہوئے۔ اُنھوں نے تمام بنی اسرائیل کو جمع کر کے ظاہر کیا کہ خدا اُن کو ہالی فلسطین پر غالب کریگا۔ پھر وہ سب کیسے کر روانہ ہوئے۔ کاہن صندو قہ (تابوتِ سکینہ) کو اٹھائے ہوئے آگے آگے چلتے تھے (صندوقِ عہد میں حضرت موسیٰ کے قوانین کی تختیاں رکھی تھیں) مختصر یہ کہ دریائے اُردن تک پہنچے جب اُن

لوگوں نے جو صندوقِ عہد اٹھائے ہوئے تھے پانی میں پائوں رکھا تو پانی پایاب ہو گیا اور تمام قوم دریائے اردن کو عبور کر گئی اُس کے بعد پانی پھر اپنی اصلی حالت پر بہنے لگا۔

شہرِ یریحو (اریحا) جس میں کنعانی رہتے تھے ہر طرف مضبوط اور بڑی بڑی دیواروں سے مستحکم تھا بنی اسرائیل نے اُس کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور یوشع نے خدا کے حکم سے ایک روز کے بعد سب کو مسلح کیا اور انھیں یریحو کی طرف بڑھایا۔ آگے آگے سات کاہن قرنا بجاتے ہوئے اور اُن کے پیچھے تمام آدمی خاموش چلے۔ یوشع نے اُن سے کہا جب تک میں حکم نہ دوں ہر شخص بالکل خاموش رہے۔ جب میں اشارہ کروں تو سب ایک بارگی شور کریں۔ عہد کا صندوق اٹھائے ہوئے بنی اسرائیل تمام یریحو کے گرد پھر کر اپنے مقام پر واپس چلے آئے۔ چھ روز تک ہر صبح بنی اسرائیل یہی عمل کرتے رہے ساتویں دن صندوقِ عہد آگے کر کے اُس کے پیچھے سب لوگ روانہ ہوئے اور سات مرتبہ یریحو کے گرد گشت کیا ساتویں پتھر میں جب قرنا بجائی گئی تو یوشع نے کہا کہ اب شور کرو کیونکہ خدا نے یہ شہر تمھیں عطا کر دیا۔ سب لوگوں نے ایک دم شور کیا اُسی وقت یکبارگی تمام دیواریں گر گئیں اور بنی اسرائیل شہرِ یریحو میں داخل ہو گئے۔ شہر کے اندر عورت مرد بچہ بوڑھا لگائے بھینس گدھا غرض جسے پایا مار ڈالا اور سونے چاندی لوہے اور پتیل کی چیزیں علیحدہ کر کے باقی تمام شہر میں آگ لگا دی۔

توریت میں لکھا ہے یوشع نے ایک ہی لڑائی میں پانچ کنعانی بادشاہوں پر فتح پائی جس وقت دشمن شکست کھا کر بھاگے تو خداوند نے اُن پرادلے برسائے جس سے اُن کے بہت سے آدمی مر گئے جب آفتاب غروب ہونے لگا تو یوشع نے آواز دیا اے آفتاب کھڑا اور اے چاند توقف کر آفتاب اور چاند ٹھہر گئے اور دن بڑھ گیا اسرائیلیوں نے اُس وقت پانچوں بادشاہوں کو ایک غاریں چھپا ہوا پایا۔ یوشع نے

انھیں باہر نکال کر زمین پر لٹا دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ان کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر گزریں اس طرح سے ان بادشاہوں کو مار ڈالا اور ان کی نعشیں درختوں میں لٹکا دیں۔
 بنی اسرائیل کے بارہ اسباط (قبیلے) | فلسطین میں ایک سامی قوم رہتی تھی جسے کنعانی کہتے تھے۔ یہ قوم کاشتکار تھی گیموں کی کھیتی کرتی اور انجیر و انگور کے درخت لگاتی تھی۔ یہ لوگ جن شہروں میں رہتے تھے ان کے گرد شہر پیادہ بناتے تھے۔ ان کے ہتیا پر پتل کے ہوتے اور جنگی گاڑیوں میں بیٹھ کر لڑتے تھے پتھر کے بت بناتے تھے اور انھیں خدا کا منظر سمجھا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔

بنی اسرائیل نے جب فلسطین میں قیام کیا تو وہ ایک قوم بنکر نہیں رہے بلکہ بارہ قبیلوں میں تقسیم ہو گئے۔ ہر قبیلے کا رئیس علیحدہ تھا اور اکثر تنہا لڑا کرتے تھے۔ ان سب قبیلوں میں سے دو قبیلے اپنی حیثیت اور جمعیت کے لحاظ سے سب پر ممتاز تھے ایک نام افرائیم (Ephraim) اور دوسرے کا مناسہ (Manasse) تھے یہ دونوں قبیلے حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے باقی قبیلے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ لڑکوں کی اولاد سے کنعانی لوگ بنی اسرائیل کو عربی یعنی اُدھر کے باشندے کہتے تھے۔ کیوں کہ ابتدا میں سب اُس طرف یعنی دریائے اُردن کے مشرقی ملک جلعاد میں رہتے تھے۔ وہ ایک تنگ اور اونچی اور سرسبز و شاداب زمین ہے جو دروں سے آٹھ سو میٹر بلند ہے اُس کے شمالی حصہ میں کچل، بلوٹا اور جمیز کے جنگل ہیں روہن اور کاو قبیلے اس ملک میں رہ گئے باقی اُردن کو عبور کر کے کنعان میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو لڑکر شکست دی اور انھیں مطیع کر کے وہیں قیام کیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل نے اپنا طرز زندگی تبدیل کر دیا اور صحرا وادی چھوڑ کر کاشتکاری شروع کی اور تعمیر مکانات میں مصروف ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قبیلہ ارض موعود کی زمین کے ایک حصہ پر متصرف ہو گیا۔ افرائیم اور مناسہ قبائل نے جو حضرت

یوسف علیہ السلام کے نسل سے تھے وسط کوہستان میں جو اردن سے بلند ہے قیام کیا اور بنیامین کی اولاد اُس ٹیلے پر مقیم ہوئی جو یریح کی زرخیز زمین سے بلند ہے۔ یہود نے اُن پہاڑوں پر قبضہ کیا جو بحر المیت کے مغرب میں ہیں۔ شمعون اور لیوی دو قبیلے جنوب کی طرف بڑھنا چاہتے تھے تاکہ ملک شیم میں قیام کریں لیکن وہ کمزور اور تباہ ہو گئے۔ ان قبیلوں میں سے جو خاندان باقی ہے وہ دوسرے قبیلوں میں مخلوط ہو گئے یریح کی وسیع زمین کے شمال میں ضعیف قبیلے یساکارا شیرزلوبوں اور نشالی مقیم ہو گئے۔ یہ زمین جنگل اور چراگاہ ہے اور فنیقیہ اور جھیل کنزرت کے درمیان واقع ہے۔

قبیلہ وان ایک مدت تک زمین کی تلاش میں رہا آخر پانچ آدمی جو ممالک کی سیاحت پر مقرر تھے درہ لائیس میں پہنچے وہاں آوارہ فنیقیوں کا ایک خانہ بدوش گروہ صیدا سے واپس آکر سکونت پذیر ہوا تھا۔ یہ لوگ صلح جوتھے وہاں کوئی ان کا دشمن نہ تھا۔ یہ لوگ اس مقام میں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے وان کے ولایت جو سیاحوں نے واپس آکر کہا کہ جلوہم درہ لائیس کے رہنے والوں پر حملہ کریں کیوں کہ وہ ملک اچھا ہے اگر وہاں چلو گے تو ایسے لوگ ملیں گے جو بالکل غیر محفوظ ہیں یہ زمین وسیع ہے اور خدا نے ہمارے لئے چھوڑ رکھی ہے۔ چھ سو آدمی قبیلہ وان کے مسلح ہو کر گئے۔ اور اچانک لائیس والوں پر حملہ کر کے انہیں مار ڈالا۔ اور اُن کے شہر کو جلا دیا۔ کوئی شخص لائیس والوں کی مدد کو نہ آیا کیوں کہ وہ لوگ صید سے دُور تھے اور اُس ملک کے تمام رہنے والوں میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ قبیلہ دان نے درہ پر قابض ہو کر شہر کو دوبارہ بنوایا اور وہاں رہنا اختیار کیا۔

غیب گودورا | جس ملک پر بنی اسرائیل قابض تھے اُس کے ارد گرد چنبد جنگجو قومیں رہتی تھیں قبائل موآب اور آمون مشرق میں عاملقہ، کنعانی، آموری، اادی مدینہ جنوب میں۔ اُن میں اور بنی اسرائیل میں برابر لڑائی ہوا کرتی تھی انہیں لڑائیوں

میں ایک بار ایک کنعانی شخص نے جو بادشاہ خاصور کے نام سے مشہور تھا۔ قبائل بنی اسرائیل میں سے کچھ حصہ کو مغلوب کر لیا۔ کیوں کہ دھیسیر انامی ایک نہایت قابل سردار رکھتا تھا اور نو سو جنگی گاڑیاں میدان میں لاسکتا تھا۔

اُس زمانہ میں قبیلہ افرسیم میں ایک غیب گو عورت تھی جس کا نام دبورا تھا۔ یہ عورت کوہستان میں ایک دہت کے نیچے بیٹھی رہتی تھی اور لوگوں کے جھگڑے چکایا کرتی تھی ایک روز اُس نے قبیلہ نفتالی کے ایک شخص کو جس کا نام باراق تھا بلا کر کہا کہ خدا حکم دیتا ہے کہ تو دس ہزار آدمی قبیلہ نفتالی اور زبولوں کے لے کر کوہ طابور کی طرف جائیں۔ سیر سردار کو جنگی گاڑیوں اور فوجوں کے ساتھ نرقیشوں کی طرف بھیجوں گا اور تیرے ہاتھ سے شکست دلاؤں گا۔ باراق نے فوراً اُس کی اطاعت کی اور دونوں میں دریائے قیشون کے نزدیک مقابلہ ہوا آخر کنعانیوں نے شکست کھائی اور سیر سردار اپنی جنگی گاڑی پر سے اتر کر بھاگا لیکن جس شخص کے پاس اُس نے پناہ لی تھی اُس نے اُسے مار ڈالا دبورا اس خبر سے خوش ہوئی اور اُس نے اس خوشی میں جو گیت گائے وہ تو ریت میں تحریر ہیں۔

قاضی | توریت میں لکھا ہے کہ اُس زمانہ میں کوئی بنی اسرائیل کا بادشاہ نہ تھا ہر شخص جو کچھ چاہتا تھا وہ کرتا تھا ہر گروہ خود اپنے اوپر حاکم تھا وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے اپنی حفاظت کرتے تھے۔

اپنی اسرائیل نے فلسطین کے رہنے والوں کے قریب سکونت اختیار کر کے اُن کا مذہب بھی قبول کر لیا ہاڑ پر پتھر کا ایک ستون اور اُس کے ساتھ ندیج بنایا۔ اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ متبرک درختوں، آفتاب اور چاند کو معبود قرار دیا۔ بلکہ وہ بت اور بتل کی گائے، سانپ، بنلتے، اونٹیں سجدہ کرتے، اور اُن کی تعریف کرتے تھے بعض مقامات پر پتھروں کو حفاظت کے ساتھ رکھتے تھے اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ خدا ان پتھروں کے اندر موجود

ہے اور اُس مقام کو بیت ایل یعنی خدا کا گھر کہتے تھے۔ یہ رہیں حضرت موسیٰ کے احکام عشرہ کے خلاف تھیں۔ لیکن بنی اسرائیل میں سے بعض لوگ خدا پرست بھی تھے۔ وہ بت پرستی میں مبتلا نہیں ہوئے تھے۔ اور فلسطین کے مشرکوں کے ساتھ لڑا کرتے تھے کبھی دشمن خوفناک ہو جاتا تھا تو بنی اسرائیل کے چند قبیلے اُس کی مدافعت کے لئے اکٹھے ہو جاتے تھے اُس وقت وہ کسی ایک شخص کو رئیس بنا کے اُس کی اطاعت کر لیتے تھے۔ وہی رئیس قاضی بھی ہوتا تھا۔ قضاۃ کے واقعات و کارنامے توریت میں تفصیل کے ساتھ تحریر ہیں۔ لیکن ہم مختصر طور پر بیان کرتے ہیں انھیں قاضیوں میں ایک شخص جدعون نام قبیلہ منشا کا تھا۔ وہ زراعت کیا کرتا تھا جب بنی اسرائیل کو مدینوں نے زیادہ تنگ کیا اور اُن کا مال و اسباب غارت کر دیا تو جدعون نے اُن سے لڑ کر انھیں مغلوب کیا اس فتح کے بعد بنی اسرائیل نے چاہا کہ اُسے اپنا بادشاہ قرار دیں۔ اُس نے منظور کیا اور اپنے گھر واپس چلا گیا۔

یفتاح | جو بنی اسرائیل ملک جلعاد میں رہتے تھے وہ عمونیوں کی دست اندازی سے بہت تکلیفیں اٹھایا کرتے تھے۔ یفتاح نام ایک شخص کو جو جلعاد کا رہنے والا تھا۔ اُس کے بھائیوں نے گھر سے نکال دیا تھا اُس نے جنگل میں چند رذیل لوگوں کو جمع کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ جلعاد کے آدمیوں نے اُس سے خواہش کی کہ عمونیوں کی مدافعت اور مقابلہ کے لئے اُن کے فوج کی سرداری قبول کرے۔ یفتاح نے منظور کیا اور فوجوں کو لے کر دشمن کی طرف چلا۔ اُس نے لڑائی سے پیشتر خدا سے عہد کیا کہ اگر مجھے فتح حاصل ہو جائیگی تو جو شخص سب سے پہلے میرے مکان سے باہر آئے گا میں اُسے خدا کی راہ میں قربانی کر دوں گا۔

یفتاح نے فتح پائی اور اُس نے واپسی میں جوان لڑکیوں کا ایک گروہ دیبھا جو ناچتی اور دف بجاتی اُس کے استقبال کو آتی ہیں اور اسی کی لڑکی سب سے آگے ہے۔ یفتاح

اُسے دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور فریاد کرنا شروع کی کہ اُس میری بیٹی تو سننے مجھے رنج و غم کے گرداب میں پھنسا دیا کیوں کہ کیوں کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے اور تہ رمانی ہے اب اُس سے منحرف نہیں ہو سکتا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ اے میرے باپ تم نے جو عہد کیا ہے اُسے پورا کرو کیوں کہ خدا نے تمہارا بدلہ دشمن سے لے لیا فقط مجھ کو دو ماہ کی ہملت دو کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوہستان میں جا کر روؤں۔ دو مہینے کے بعد لڑکی واپس آئی اور اُس کے باپ نے اُس کی قربانی کی۔

فلسطین کے باشندے اور شمشون | بحیرہ روم کے کنارے کارمل کے جنوب میں ایک نئی قوم آکر رہی جو بُت پرست تھی اور سمندر کے رستے مغربی ممالک سے فلسطین میں آئی تھی۔ یہ لوگ بڑے جنگجو اور ہتیاروں سے آراستہ تھے۔ لڑائی کے وقت جنگی گاڑیوں میں بیٹھ کر لڑتے تھے۔ تیر اندازی میں ماہر اور بہت زبردست تھے۔ پانچ مضبوط و مستحکم شہروں میں رہتے تھے جن خداوندوں کو پوجتے تھے اُن کی شکل مچھلی کی اور مردانان کا بناتے تھے اس قوم نے بنی اسرائیل کے ساتھ لڑا کہ اُن پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اُس وقت قبیلہ دان سے شمشون ظاہر ہوا اُن لوگوں کے خیال میں اُس کی سرگزشت عجیب و غریب ہو اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ شمشون کے پیدا ہونے سے پہلے خدا کے ایک فرشتے نے اُس کی ماں سے کہا کہ تیرے ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کے سر کو تلوار نہ چھو سکے گی۔ تو اُس کی حفاظت کرنا کیوں کہ یہ خدا کے خاص بندوں میں سے ہو گا۔ اور بنی اسرائیل کو فلسطینیوں کے چنگل سے نجات دیگا۔ جب لڑکا پیدا ہوا تو اُس کا نام شمشون رکھا گیا۔ وہ بڑا ہو کر بہت زور آور ہوا ایک روز شمشون کیس جا رہا تھا کہ ایک جوان شیر اُسے مل گیا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں کوئی ہتیار نہ تھا خداوند کی رُوح اُس پر نازل ہوئی اور اُس نے اپنے ہاتھ سے شیر کو مار ڈالا۔ کچھ دن کے بعد شمشون فلسطیوں کا دشمن ہو گیا اُس نے تین سو لوہڑیاں پکڑ کر دو دو کی دُیں ایک دوسرے

سے باندھیں اور دُموں کے درمیان جلتی مشعلیں لٹکا کر انہیں فلسطیوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا اُن کے ہرے گیہوؤں کے کھلیان بلکہ زیتون کے درخت بھی جل گئے۔ اس کے بعد شمشون ملک یہودا کے ایک غاریں چھپ رہا۔ فلسطیوں نے وہاں کے باشندوں کو مجبور کیا کہ وہ شمشون کو اُن کے حوالہ کر دیں۔ مگر شمشون خود کل آیا اور بغیر مقابلہ کے پھیرا رہا کہ وہ پکڑ کر اُسے باندھ لیں اور جیسے ہی یہ لوگ شمشون کو فلسطیوں کے پاس لے گئے اُس نے اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور ایک گدھے کو اُس کا جڑا پچڑ کر اٹھا لیا اور اپنے اس ہتیار سے فوراً ایک ہزار فلسطیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد وہ شہر غزائیں گیا وہاں کے لوگوں نے دروازہ بند کر لیا کہ واپسی کے وقت اُسے گرفتار کر لیں شمشون نے پھاٹک اُکھا لیا اور اُسے اپنی پیٹھ پر رکھ کر لے گیا۔

آخر کار شمشون ایک عورت پر جس کا نام دلیدا تھا عاشق ہو گیا۔ فلسطیوں کے اُمر نے اُس عورت سے کہا کہ تو شمشون سے کسی طرح دریافت کر کہ اُس میں یہ زور و طاقت کیوں پیدا ہوا ہے ہم تجھے بہت مال و اسباب دیں گے دلیدا نے شمشون سے پوچھا کہ تو کس طرح مغلوب ہو سکتا ہے شمشون نے کہا کہ اگر مجھے سات نئی رسیوں سے باندھ دیں تو میں دوسرے آدمیوں کی طرح ضعیف ہو جاؤں گا۔ دلیدا سات نئی رسیاں لائی اور شمشون کو سوتے میں اُس نے رسیوں سے باندھ دیا۔ فلسطین والے ایک کمرہ میں منتظر بیٹھے تھے دلیدا ایک مرتبہ چلائی کہ شمشون فلسطین والے تیرے سر پر آگے شمشون اُٹھا اور ان رسیوں کو بے ایسی آسانی سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس طرح کہ آگ پارچہ کتاں کو پھونک دیتی ہے۔ دلیدا نے اس سے کہا کہ تو نے مجھے فریب دیا شمشون نے اور دو مرتبہ دلیدا کو فریب دیا لیکن آخر کار اُس کے زائد اصرار سے مجبور ہو کر اُسے اصل حقیقت سے مطلع کر دیا کہ اگر کوئی میرے سر کے بال کاٹ ڈالے تو میں معمولی آدمیوں کی طرح ہو جاؤں گا۔ اور میری طاقت زائل ہو جائے گی۔ دلیدا نے پھر فلسطیوں کے

ایک گروہ کو بلا کر پوشیدہ کر دیا جب شمشون سو رہا تو اُس کے سر کے بال کاٹ ڈالے اور غلّ چایا کہ شمشون اُنھ فلسطین والے اپنے شمشون بیدار ہوا لیکن اُس کی قوت زائل ہو چکی تھی۔ اُسے فلسطیوں نے گرفتار کر لیا اُس کی آنکھیں نکال ڈالیں اور اپنے ساتھ غراہ میں لجا کر قید کر دیا۔ وہاں اُس سے چکی پساوتے تھے شمشون ایک مدت تک اس تکلیف میں رہا یہاں تک کہ اُس کے بال کچھ کچھ بڑھ گئے اور اُس میں طاقت واپس آئی۔

فلسطین کے امراء نے اس خوشی میں ایک جشن کیا کہ اُن کے خداوند نے اُنھیں شمشون پر غالب کر دیا۔ پھر تفریح کے لئے اُنھوں نے چاہا کہ شمشون کو قید خانہ سے نکال کر چھٹیریاں اور تنگ کریں۔ چنانچہ اُسے قید خانہ سے نکال کر عمارت کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ شمشون نے اُس وقت کے زور پر جو اُس میں پیدا ہو گئی تھی خوشی کی کہ اُسے ایک ستون سے ٹکادیں اور خدا سے دعا کی کہ ایک دفعہ اور اُسے پوری قوت عطا کر دے تاکہ وہ فلسطیوں سے اپنا بدلہ لے لے جنہوں نے اُس کی آنکھیں نکال لی ہیں جب لوگ اُسے ستون کے پاس لے گئے تو شمشون نے بیچ کے اُن دونوں ستونوں کو جن پر عمارت قائم تھی بغل میں لے کر پوری طاقت کے ساتھ زور کیا اور اُن ستونوں کو کیسبچ لیا جس کی وجہ سے ساری عمارت گر پڑی اور شمشون معہ اُن تمام فلسطیوں کے جو اُس مکان میں تھے اُس کے نیچے دب کر مر گئے۔

عیلیٰ اور شموئیل | شہر شیلوہ میں قبیلہ افریم کے پاس ایک بڑا لکڑی کا صندوق تھا جس پر سونے کے پتھر چڑھے ہوئے تھے اُس صندوق میں دو پتھر رکھے تھے جن پر خداوند کے احکام کھدے تھے۔ لوگ اُس صندوق کو جو بنی اسرائیل اور خدا کے درمیانی عہد و اقرار کی نشانی تھا بہتِ خلالت سے رکھتے تھے۔ کابھوں کا ایک خاندان صندوق کی خلالت کی خدمت انجام دیتا تھا۔ اُس زمانہ میں اُس خاندان کا

رئیس عیسیٰ تھا۔ عیسیٰ کے گھر میں ایک لڑکا شموئیل نام تھا جسے اُس کی ماں نے بچپن سے خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دیا تھا اور وہ کتنا کپڑے پہنے ہوئے ہر وقت خدا کی عبادت میں عمر بسر کرتا تھا ہر سال اُس کی ماں اپنے لڑکے کے لئے نئے کپڑے بناتی تھی اور جب وہ قربانی کے مکان میں آتا تھا تو کچھ حصہ اُس کے لئے لاتی تھی ایک روز شموئیل رات کو صندوق کے قریب سو رہا تھا اور چراغ جل رہا تھا کہ اُس نے ایک آواز سنی۔ شموئیل، شموئیل! وہ اٹھ کر عیسیٰ کے پاس آیا مگر چوں کہ عیسیٰ نے اُسے نہیں بلایا تھا اس لئے کہا کہ وہ آواز خدا کی تھی۔ تو جلد اپنی جگہ جا اور اگر پھر آواز سنے تو کہنا کہ اے خداوند تیرا بندہ حاضر ہے شموئیل نے پھر وہی آواز سنی اور جیسا اُسے لگایا تھا اُسی طرح جواب دیا اُس آواز نے وہ بد قسمتی ظاہر کی جو بنی اسرائیل پر نازل ہونے والی تھی۔

تھوڑے دنوں کے بعد فلسطین نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ بنی اسرائیل نے شیلوہ کے آدمیوں سے خواہش کی کہ وہ اُن کو عہد کا صندوق دیدیں (کیوں کہ اُن کا خیال تھا کہ وہ اُس صندوق کی بدولت فتح پا جائیں گے) عیسیٰ نے جو اُس صندوق کا مجبان تھا اپنے دو لڑکوں کی سپردگی میں وہ صندوق روانہ کیا اور وہ لوگ اُسے میدان جنگ میں لے گئے۔ بنی اسرائیل اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دوسرے روز فلسطین اور بنی اسرائیل کا مقابلہ ہوا مگر بنی اسرائیل مقہور و مقتول ہو کر متفرق ہو گئے۔ درودہ صندوق عہدِ نبی دشمنوں کے ہاتھ آگیا۔ رات کو بنیامین کی اولاد میں سے ایک شخص شیلوہ میں پہنچا۔ جس کا گریبان چاک اور سرخاک آلودہ تھا۔ عیسیٰ دروازہ پر اُس صندوق کا منظر بیٹھا تھا ناگاہ اُس کے کان میں غل و شور کی آواز آئی عیسیٰ نے اس ل و شور کا سبب دریافت کیا۔ قاصد اُس کے قریب آیا (کیوں کہ ضعیف نابینا تھا) اس نے دریافت کیا جنگ کا نتیجہ کیا ہوا۔ قاصد نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل نے

فلیطون سے شکست کھائی تیرے دونوں لڑکے بھی مارے گئے اور صندوقِ عهدِ ثمن لے گئے۔ عیسیٰ یہ خبر سُن کر گر پڑا اُس کا سر پھٹ گیا اور وہ اس صدمہ سے مر گیا۔ فلیطی صندوق کو اپنے ہاں لے گئے۔ اُنھوں نے اُس کو ایک بُتِ پہلو میں جس کی وہ پرستش کرتے تھے رکھا۔ بُتِ زمین پر اوندھے مُنہ گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک نچلے فناک بیماری فلیطیوں میں پھیل گئی۔ اس قوم کے سردار اس واقعہ سے ڈرے اور انھوں نے عہدِ صندوقِ بنی اسرائیل کے پاس بھیج دیا۔ فلیطیوں نے بنی اسرائیل کے چند شہدوں میں اپنی فوج مقرر کی اور اُمراہ بنی اسرائیل پر اقتدار حاصل کر کے سلطنت کرنے لگے۔ عیسیٰ کی وفات کے بیس سال بعد ثموئیل جو تدین میں مشہور تھا۔ بنی اسرائیل کا تہنی ہوا۔ اور اپنے وطن کے شہر رامہ میں رہنا اختیار کیا۔ یہ شہر ملکِ بنیامین میں فلیطین کے جنوب اور فلیطیوں کے مقابل میں واقع تھا۔ ثموئیل رامہ سے بنی اسرائیل کے اُن شہروں میں گشت کرتا تھا جو آزاد رہ گئے تھے۔

شاعول (طاووت) | آخر کار بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ اُنھیں فلیطیوں کے مقابلہ میں متحد ہونا چاہیے اس لئے اُمراہ بنی اسرائیل نے اگر ثموئیل سے درخواست کی کہ وہ اُن کی بادشاہی قبول کریں تاکہ دوسرے ملکوں کی طرح اُن کا بھی بادشاہ مقرر ہو جائے۔ پہلے تو ثموئیل نے انکار کیا اور کہا کہ جو تمہارا بادشاہ ہو گا وہ تمہارے لڑکوں کو عطر سازی اور کھانا پکانے پر مجبور کرے گا۔ تمہارے کھیتوں اور انگور و زیتون کے درختوں کو چھینے گا اور اپنے غلاموں پر مہربانی کرے گا۔ تمہارے غلاموں کینزوں گایوں اور گدھوں کو بجز چھین لے گا اُس وقت تم بادشاہ کے ہاتھ سے فریاد کرو گے اور خدا تمہاری فریاد نہ سنے گا۔ بنی اسرائیل نے ثموئیل کی بات نہ سنی اور وہ مجبور ہوا کہ اُن کی استدعا پوری کرے۔ اُس زمانہ میں قبیلہ بنیامین میں ایک طاقتور اور

۱۔ اسلامی روایتوں میں حضرت ثموئیلؑ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔

جنگجو جوان تھا جس کا نام شاعول تھا یہ جوان بنی اسرائیل میں سب بہادروں سے زیادہ خوش اندام اور قد آور تھا ایک روز شاعول کے باپ کی کچھ گدھیاں گم ہو گئیں اُس نے انھیں تمام ملک میں ڈھونڈے مارا مگر کچھ پتہ نہ لگا جو خادم اُس کے ہمراہ تھا اُس نے کہا کہ اس شہر میں ایک مردِ خدا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے وہی ہوتا ہے اُس کی خدمت میں چلیں شاید وہ کچھ پتہ بتائے۔ چنانچہ خادمِ خودم دونوں ثموئیل کے پاس آئے اُس نے کہا کہ مراد پوری ہوگی اور شاعول بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔

اُس وقت بنی اسرائیل جمع تھے اور بادشاہ انتخاب کرنا چاہتے تھے ثموئیل نے شاعول کو بادشاہ مقرر کیا۔ اور اُس نے بنی اسرائیل کو فلسطین کے ہاتھ سے نجات دی۔

ایک روز ثموئیل نے شاعول سے کہا کہ تو عالقہ سے لڑ اور جو کچھ ہاتھ آئے خدا کی راہ میں نذر کر کوئی چیز باقی نہ رکھ۔ عورت، مرد، لڑکے، یہاں تک کہ شیر خوار بچے، گائے، بکری، گدھے، ادنٹ سب کو مار ڈال۔

شاعول نے عالقہ کی طرف بڑھ کر اُن کو تخت دی اور اُن کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا بنی اسرائیل نے سب باشندوں کو مار ڈالا لیکن بادشاہ کو زندہ رہنے دیا۔ اور موٹی تاز بھیریں، گائے اور دنبے رکھ لئے اور دبے جانور مار ڈالے۔ شاعول نے واپس کر ثموئیل سے کہا کہ میں نے خدا کے حکم کی اطاعت کی۔ ثموئیل نے کہا پھر میں گایوں اور بھیروں کی آوازیں کیسی سنتا ہوں اس کے کیا معنی ہیں۔ شاعول نے حذر کیا کہ میں نے ان جانوروں کو قربانی کے لئے رکھ لیا ہے۔ ثموئیل نے کہا کہ خدا کے حکم کی اطاعت قربانی سے بہتر ہے۔ تو نے خدا کے حکم کی اطاعت نہیں کی تو وہ بھی تجھے سلطنت نہ دے گا۔ یہ سنکر سب شاہِ عالقہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

لے مؤرخین عرب نے شاعول کو طاقت لکھا ہے اور قرآن میں بھی اس کا نام ذکر آیا ہے۔

داؤد | شاعول کبھی کبھی منموم ہوتا تھا تو دفع غم اور حصول تفریح کے لئے داؤد کو بلا کر بربط سنا تھا۔ داؤد شہر بیت لحم واقع ملک یہود کے رہنے والے ایک نوجوان تھے۔ آپ کے بال خرمائی اور آنکھیں بڑی بڑی اور صورت بہت اچھی تھی۔ شموئل نے آپ کو سلطنت کے لئے نامزد کیا تھا۔

ایک روز فلسطیون نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا ان کی دو فوجوں نے دو پہاڑوں پر جو ایک درے کی وجہ سے الگ ہو گئے تھے خیمے قائم کئے ہر صبح کو ایک پہلوان جس کا نام جالوت تھا فلسطیون کے لشکر سے باہر آتا تھا اُس کا قد بہت لمبا تھا وہ سر پر پتیل کی ٹوپی پہنتا تھا اور اُس کے جوشن پر پتیل کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ اسی طرح پتیل کے موزے پائوں میں پہنتا تھا۔ اُس کا نیزہ بہت لمبا تھا جس کی نوک لوہے کی تھی اُس کا غلام اُس کے پیچھے سر لے کر آتا تھا۔ جب وہ درے میں پہنچ کر حریف کو طلب کرتا اور کہتا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں سے ایک آدمی مجھے لڑنے کے لئے آئے۔ اگر کسی شخص کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اس پہلوان کے مقابلہ کے لئے جائے۔ داؤد نے اُس سے مقابلہ کرنا چاہا۔ شاعول نے ایک زرہ اور ایک خود اُنھیں دیا اور ایک تلوار اُن کی کمر میں باندھی۔ لیکن داؤد نے کہا مجھے ان ہتیاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ فقط اپنی لکڑی اور پانچ پتھر اور اپنا گوبھن لے کر اُس کے مقابلہ میں گئے۔ جالوت نے جب داؤد کی طرف دیکھا تو کہا کہ کیا میں کتا ہوں جو لکڑی لے کر میرے مقابلہ میں آیا ہوں میں تیری نش ہوا کے پرندوں اور جنگل کے درندوں کو بخش دوں گا۔ داؤد نے جواب میں کہا کہ میں خدا کا نام لے کر تیرے مقابلہ میں آیا ہوں وہ تجھ کو میرے حملے کرے گا۔ یہ کہہ کر گوبھن میں ایک پتھر رکھا اور جالوت پہلوان کی طرف پھینکا وہ پتھر اُس کی پیشانی پر لگا جس کی ضرب سے وہ زمین پر گر پڑا داؤد نے دوڑ کر جالوت کی تلوار میان سے نکال کر اُس سے اُس مغرور کا سر کاٹ لیا۔

شاعول نے داؤد سے اپنی لڑکی شادی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ ان کا مخالف ہو گیا اور ارادہ کیا کہ داؤد کو مروا ڈالے۔ ایک رات اُس نے چند مسلح آدمیوں کو بھیجا اُنھوں نے اچانک داؤد کا گھر گھیر لیا داؤد کی بیوی نے اُنھیں اطلاع کر دی وہ ایک کھڑکی سے کود کر بھاگ گئے اُو۔ اُن کی بیوی نے ایک مجسمہ کھال سے منہ ٹھہرا ہوا اُن کے پٹنگ پر لٹا کر لحاف چھپا دیا جس وقت شاعول کے بھیجے ہوئے لوگ پہنچے تو داؤد کی بیوی نے کہا کہ داؤد بیمار ہیں اُن لوگوں نے شاعول کو ہٹا دیا دی اُس نے کہا کہ اُنھیں بستر پر مار ڈالو۔ جب وہ دوبارہ آئے تو بستر پر وہ مجسمہ پایا جو داؤد کی بیوی نے بستر پر لٹا دیا تھا۔

داؤد کو ہتان میں چلے گئے اور وہاں مسلح آدمیوں کا ایک گروہ اُنھوں نے فراہم کر کے فلسطین کے ایک امیر کی اطاعت کر لی۔ اُس نے ایک شہر ان کو دیدیا۔ یہ ممالک متصلہ پر حملہ کرتے تھے نہ مرد کو زندہ چھوڑتے تھے نہ عورت کو اور بھڑیں، گائیں، گدھے اور اونٹ مال غنیمت میں لیجاتے تھے اور فلسطین کو معلوم ہوتا تھا کہ اُنھوں نے بنی اسرائیل کی زمین برباد کر ڈالی ہے۔

شموئیلؑ کی وفات | اس عرصہ میں شموئیلؑ نے وفات پائی۔ فلسطین نے ایک اور شاعول کی موت | لشکر جبرائیل کی طرف بھیجا۔ شاعول نے بھی فوج تیار کر کے اُس لشکر کے سامنے قیام کیا لیکن دشمن کی کثرت سے خوف زدہ ہو کر نہ فائدہ سے مشورہ طلب کرنے پر کوئی جواب نہ ملا۔

شاعول کے لوگوں نے سنا کہ ایک جادوگر عورت ہے جو مردوں کی ارواح کو حاضر کرتی ہے۔ شاعول بھیس بدل کر اپنے دو خادموں کے ساتھ اُس عورت کے پاس گیا اور کہا کہ شموئیلؑ کی روح کو میرے لئے بلاؤ۔ جادوگر نے تعمیل حکم کی اور اُس روح کو دیکھ کر شور کیا۔ شاعول نے کہا تو کیا دیکھتی ہے عورت کے کہا ایک پیر مرد ہے کپڑے

پہننے ہوئے آیا ہے۔ شاعول سمجھ گیا کہ ثموئیلؑ ہیں۔ انھیں سجدہ کیا اُس وقت ثموئیل کی آواز سنی جو کہتے تھے کہ تو نے مجھے کیوں تکلیف دی اور کیوں زمین پر بلایا۔ شاعول نے کہا کہ میں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں فلسطیون نے مجھے فرج کشتی کی ہے اور خداوند مجھے برگشتہ ہونے پیغمبروں کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے اور نہ خواب میں آتا ہو آپ کو میں نے مشورہ کے لئے بلایا ہے کہ میں کیا کروں۔ ثموئیلؑ کی آواز پھر سنائی دی کہ خداوند تیرے ساتھ وہی کرے گا جو میں کہتا ہوں کل تیرا در تیرے لڑکے مجھے آلیں گے اور بنی اسرائیل کے لشکر کو خدا فلسطیون کے قبضہ میں دیدے گا۔ شاعول نے جواب میں گھنٹہ سے کھانا نہیں کھایا تھا یہ سن کر وہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو جا دوگر عورت نے اُس کو اور اُس کے خادم کو کھانا دیا اور وہ اُسی وقت واپس ہو گیا۔

صبح کو فلسطیون کے لشکر نے بنی اسرائیل کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ شاعول کے تین لڑکے مارے گئے اور خود شاعول بھی تیروں سے سخت زخمی ہو گیا۔ چوں کہ وہ زندہ گرفتار ہونا نہیں چاہتا تھا اس لئے اُس نے اپنے اپنے خادم سے کہا کہ وہ اپنی تلوار سے اُسے مار ڈالے۔ خادم نے انکار کیا۔ ناچار شاعول نے اُس کی تلوار پر گر کر اپنی جان دیدی۔ فلسطیون نے نعشوں کو برہنہ کیا سب کے بچ میں شاعول کی نعش پائی اُس کا سر کاٹ کر دھڑ دیوار پر لٹکا دیا۔

داؤدؑ کو اپنے دوست شاعول کی خبر وفات سن کر بہت رنج ہوا۔ اُنھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بہت روئے اور مرثیہ کے طور پر ایک گیت گایا جو توریت میں تحریر ہے۔

داؤدؑ کی سلطنت | شاعول کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا کچھ لوگ داؤدؑ کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے اور کچھ لوگ اُن کے دوسرے بھائی کو۔ دونوں بادشاہ میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ سات برس کے بعد داؤدؑ کو بھائی اپنے دو خاموں کے

ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اور سب نے داؤد کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔

جب داؤد کی سلطنت مستحکم ہو گئی تو انھوں نے چاہا کہ ایک ایسا دارالسلطنت بنائیں جو مرکز سلطنت کے دورِ نہواؤں وقت کو ہمیشوں پر کنعانوں کا ایک شہر تھا جسے تین طرف سے نہایت گہرے نالے گھیرے ہوئے تھے اور ایک طرف دریائے سدرا جاری تھا وہ درحقیقت ایک قدرتی قلعہ تھا ایک طرف دریائے اردن بھی قریب ہی بتا تھا دوسری طرف سوریہ کا جنگل تھا۔ داؤد نے محاصرہ کر کے اُسے فتح کر لیا اور اپنا پایہ تخت قرار دے کر یروشلم اُس کا نام رکھا۔ اور صندوقِ عہد معہ اور سب متبرک چیزوں کے وہاں لے گئے۔

داؤد کو اپنے زمانہ سلطنت میں فلسطین اور نیز دیگر مہمایہ قوموں کے لڑنا پڑا انھوں نے سب پر فتح پائی۔ ان لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے بعض بہادروں نے بہت جرات دکھلائی۔

ابیشالوم کی بغاوت | حضرت داؤد کا لڑکا ابیشالوم ایک وجیہ اور قوی جوان تھا اُس کے دوست بہت تھے جب وہ کسی دادخواہ کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ کے پاس انصاف کا خواستگار آیا ہی تو ابیشالوم اُس سے کہتا تھا کہ تو سچ کہتا ہے لیکن بادشاہ تیرا انصاف نہیں کرے گا اگر میں بادشاہ ہوتا تو سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتا۔ آخر کار ابیشالوم نے سلطنت کا دعویٰ کیا اور بیٹے بنی اسرائیل اُس کے ساتھ ہو گئے۔ داؤد اپنے محافظین کے ساتھ یروشلم سے چلے گئے۔ اور انھوں نے دریائے سدرن کو عبور کر کے اردن پار قیام کیا۔ وہ وہاں روتے رہے۔ ابیشالوم اپنی باپ کے گھر میں مقیم ہوا۔ اور قریباً تمام قوم نے اُس کو بادشاہ قبول کر لیا۔ پھر داؤد دھننے ایک مختصر لشکر جمع کر کے بنی اسرائیل کو شکست دی اور ابیشالوم ایک خنجر پر سوار ہو کر بھاگا جب وہ ایک بلوط کے درخت کے نیچے سے گزرا تو اُس کے بال اُس میں الجھ گئے

اور نچر اُس کی رانوں سے نکل گیا اور وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق لٹکنے لگا داؤدؑ کے ایک سپاہی نے اُسے اس حال میں دیکھ کر مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد قرنا بجا دیا گیا کہ اب فوج کے لوگ بنی اسرائیل کے تعاقب سے باز آئیں۔ ایک شخص یہ خبر سیکر حضرت داؤدؑ کی خدمت میں گیا۔ اور انھیں سجدہ کر کے عرض کیا کہ اُس خدا کی تعریف ہو جس نے میرے آقا کے باغیوں کو تباہ کیا۔ داؤدؑ نے دریافت کیا کہ آیا ابشالوم بھجرت ہی جب معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنے کمرے میں جا کر بہت روئے اور کہا کہ لے میرے بیٹے ابشالوم میں تیرے بجائے کیوں مڑ گیا اس کے بعد اور لڑائیاں ہوئیں اور جب حضرت داؤدؑ ضعیف ہو گئے تو انھوں نے اپنے لڑکے سلیمانؑ کو اپنے بجائے تخت نشین کر دیا۔

سلیمانؑ کی ثروت | حضرت سلیمانؑ کو لڑائی کی ضرورت نہیں ہوئی۔ وہ یروشلم میں آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اس شہر میں صورت کے معماروں نے اُن کے لئے ارز کی لکڑی کا محل بنایا اس محل کا بڑا کمرہ سناگر لبا اور پچاس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا۔ اور چوب ارنگ کے چار سو ستونوں پر یہ محل تعمیر کیا گیا تھا۔

یہ بادشاہ ایک سونے کے تخت پر جس کے دونوں پہلوؤں میں دو شیر بنے ہوئے تھے بیٹھ کر عدالت کرتے تھے۔ تخت کے چھ زینے تھے اور ہر زینے پر ایک شیر بیٹھا تھا۔ بنی اسرائیل نے آج تک ایسی چیز نہ دیکھی تھی۔ سلیمانؑ نے فرعون مصر کی لڑکی کے ساتھ عقد کیا اور اُس کے لئے ایک جدا گانہ محل بنوایا۔

قصر سلیمانؑ میں تین سو عورتیں تھیں اور خدام کی جمعیت بہت زیادہ تھی۔ وہاں ہر روز تیس گائیں اور سو بھیڑیں صرف ہوتی تھیں۔ بارہ شگے، ہرن اور پرندے ان کے علاوہ ان مصارف کو پورا کرنے کے لئے سلیمانؑ نے اپنے ملک کو بارہ حصوں میں تقسیم کر کے اُس پر بارہ افسر بنائے تھے ہر افسر ایک ماہ کا شاہی محل اور اصطبل

کا خرچ ادا کرتا تھا۔ اس طرح پر کل شاہی مصارف بنی اسرائیل کے ذمہ تھے جو قافلہ سلیمان کی سلطنت سے گزرتے تھے وہ اپنی حفاظت کا ٹیکس ادا کرتے تھے اس کے علاوہ کچھ تجارتی حقوق بھی سلیمان کے لئے محفوظ تھے۔ مثلاً مصر سے ریان گھوڑے اور گاڑیاں، خرید کر شمالی لوگوں کے ہاتھ فروخت کیجاتی تھیں۔ اس کی آمدنی سلیمان حاصل کرتے تھے۔

امور سلطنت کی اجراء کے لئے تین منشی تھے، اور ایک دفتر دار، ایک ناظر، ایک افسر محل، شاہی ایک منتظم مال، ایک سب کا سردار، اور ایک مقرب وزیر تھا۔ اس حال میں بادشاہ نے مختلف مقامات پر اسلحہ خانے اور گودام بنوائے تھے جو ضروری اشیاء بھرے ہوئے تھے۔

حضرت سلیمان نے بحرا حمز کے کنارے ایک بندر گاہ بنوائی اور کشتیاں تیار کر کے وہاں سے بحر ہند میں روانہ کیں۔ وہ لوگ ملک افسر میں پہنچے جس دولت کی فرہیف سنتے تھے۔ تین سال کے بعد وہاں سے واپس آئے۔ اور سونا، چاندی، ہاتھی، جواہر، عطریات اور اکثر ہندوستان کے جانور بندر طاؤس وغیرہ جنھیں بنی اسرائیل نے نہ دیکھا تھا اپنے ساتھ لائے۔

حضرت سلیمان کی شہرت | حضرت سلیمان بنی اسرائیل کے سب سے زیادہ مہمبول و مقتدر بادشاہ تھے ان کے زمانہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اور بنی اسرائیل نے انھیں درانگوروں کے درختوں کے سایہ میں آرام سے زندگی بسر کی اس لئے لوگوں کے لوں میں اس زمانہ کی بہترین یادگار باقی رہی۔ وہ سلیمان کو سب سے زیادہ عادل و درست بڑھ کر عقلمند سمجھتے تھے۔ حضرت سلیمان ایک ہزار سے زیادہ گیت اور تین ہزار سے زیادہ مثلیں کہی ہیں۔ وہ نباتات و حیوانات کے بڑے عالم تھے چنانچہ انھوں نے بان کے عظیم الشان درخت ارز سے لے کر زوفا تک جو دیواروں میں اگتا ہی تمام

نباتات کا اور ہر قسم کے حیوانات یہاں تک کہ حشرات الارض اور مچھلیوں کا ذکر بھی لکھا
ایک روز دو عورتیں حضرت سلیمانؑ کے پاس فریاد لائیں ایک عورت کہتی تھی کہ یہ
میری ہمسایہ عورت ہے اس کا لڑکا رات کو مر گیا یہ اُسے چھپا کر میرے لڑکے کو اٹھائی
اور اس مردہ لڑکے کے بستر پر جا لٹایا دوسری عورت اس کے خلاف بیان کرتی تھی
کہ میرا لڑکا زندہ ہے اور اس کا لڑکا مر گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تلوار لاؤ جب
تلوار لائی گئی تو اُنھوں نے اپنے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو دو ٹکڑے کر کے
دونوں کو نصف نصف دیدے۔ یہ سن کر ایک عورت نے جو اُس لڑکے کی حقیقی ماں تھی
غل مجا کر کہا کہ اس لڑکے کو قتل نہ کرو بلکہ دوسری عورت کو دیدو۔ حضرت سلیمانؑ نے
فرمایا کہ اس لڑکے کی اصلی ماں یہی ہے اور اُسی کو وہ بچہ دلوا دیا۔

جب حضرت سلیمانؑ کی عقلندی چاروں طرف مشہور ہوئی تو دوسرے ملکوں سے
لوگ ایسے عقلند بادشاہ کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ منجملہ اُن کے عربی ملکہ سبا اپنے
خدم و شہم اور جواہرات و عطریات و سونا وغیرہ اونٹوں پر لاد کر آئی۔ اور حضرت سلیمانؑ
سے چند معنی دریافت کئے اُن کے مناسب جواب پا کر واپس جانے لگی۔ تو حضرت
سلیمانؑ سے کہا کہ اس ملک کے لوگ بہت خوش قسمت ہیں جو ہمیشہ حضور کی خدمت میں
موجود رہتے ہیں اور حضور کی دانائی سے فائدہ اٹھاتے ہیں پھر وہ زرو جواہر و عطریات
جو اپنے ساتھ لائی تھی بادشاہ کے نذر کئے۔

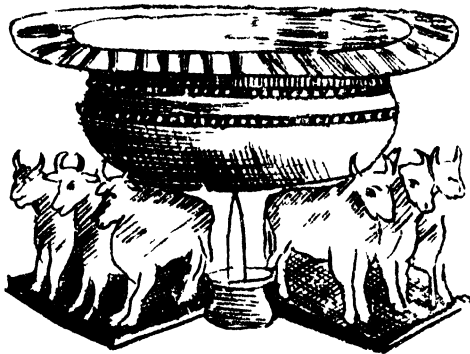
معبد یروشلم (مسجد اقصیٰ) | حضرت سلیمانؑ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اُنھوں نے
اس معبد خداوندی کو بنوایا۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں صندوقِ عہد ایک خیمہ میں رکھا
رہتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے بادشاہ صور حیرام با حورام سے جس کے ساتھ اُن کا دوستی
کا تعلق تھا فیثی تمہا مطلب کئے۔ تاکہ خداوند کا معبد بنوائیں۔ کیوں کہ بنی اسرائیل عمارتیں

لے یہ واقعہ بھی کس کلامِ اشہد میں دوسری طرح مرقوم ہے۔

بنانا نہیں جانتے تھے حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ لبنان کے پہاڑوں سے بڑے بڑے درخت کاٹ کر لائیں اور پتھر کی سلیں یروشلم کی نوح سے مٹیا کریں۔ پہلے معبد کے لئے جگہ تجویز کی حضرت سلیمان چاہتے تھے کہ عبادت گاہ اُن کے قصر کے پہلو میں پہاڑ کے اوپر ہو۔ لیکن وہاں تنگ جگہ تھی مجبوراً اُسے وسیع کیا یعنی شمال کی طرف پہاڑ زیادہ اونچا تھا اُسے آٹھ میٹر کی گہرائی تک کھودا اور دوسری طرف نیچا تھا اُسے بڑے بڑے پتھر ڈال کر اور دیواریں بنا کر بلند کیا اس طرح ایک نہایت وسیع ہموار سطح تیار کی جو چار سو پچاس میٹر لمبی اور تین سو میٹر چوڑی تھی اُس کے اوپر سات برس میں ایک معبد بنوایا۔

معبد کے دونوں طرف دو احاطے تھے اُس زمین کا اچھا حصہ اُن احاطوں میں گھیر لیا۔ باہر داخل ہونے میں پہلے باہر کا احاطہ ملتا تھا جو عام لوگوں کے لئے کھلا رہتا تھا اس وجہ سے اُس احاطہ کو احاطہ مردم کہتے تھے اور اُس کے ارد گرد کاہن رہتے تھے۔ وہاں سے تین دروازوں کے ذریعہ اندر کے احاطے میں پہنچتے تھے۔ وہ احاطہ کاہنوں کا احاطہ کہلاتا تھا۔ کیوں کہ وہ احاطہ اُن کاہنوں کے لئے مخصوص تھا جو امور مذہبی کے ذمہ دار اور وہاں قربانی کرتے تھے۔

وہاں پتل کا ایک بڑا طشت رکھا رہتا تھا جو ۲۰ گز اونچا اور تین گز چوڑا تھا اور آٹھ سنٹی میٹر اُس کا قطر تھا جس کو بارہ پتل کی گائیں اٹھائے ہوئے تھیں۔



معبد یروشلم کا برنجی طشت

کاہن جن پتھروں سے قربانی کرتے تھے اُن کو دھونے کے لئے اُس طشت کو پانی سے بھر دیتے تھے اور پانی نکالنے کے لئے پیتل کے دس پیالے کام میں لائے جاتے تھے یہ ایک گول طشت تھا جو ایک مربع صندوق پر قائم تھا۔ اس کی بیرونی سطح پر درختوں، شیروں، اور پر دار گایوں کی شکلیں بنائی گئی تھیں۔ اس احاطہ میں بذبح تھا، جہاں قربانیاں کی جاتی تھیں۔

احاطہ کے آخر میں معبد تھا اُس میں داخل ہونے کے لئے پہلے پیتل کے دو نقش ستونوں میں سے گزرنا پڑتا تھا وہ ستون تیرہ میٹر اونچے تھے اور اُن کے سرے پر انار بنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ایک رواق سے گزر کر اصلی معبد میں پہنچتے تھے معبد کی دیواریں بڑی بڑے پتھروں کی بنائی گئی تھیں لیکن چوڑے کے نقشیں تختوں نے اُن تمام پتھروں کو چھپا لیا تھا جن پر نفل کے پتھر رکھے ہوئے پھولوں کے نقش دیگارتھے۔ معبد کی عمارت میں صرف دو کمرے تھے۔ یہ دونوں کمرے ایک ریشمی پردے سے جو چار رنگوں کا تھا ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے۔ پہلے کمرہ کو کمرہ حرم کہتے تھے یہ کمرہ بخور و عطریات رکھنے کے لئے مخصوص تھا اور یہاں انجمنی میں کندر کی خوشبو جلائی جاتی تھی اور ایک ہفت شاخہ شمع دان اور اون کی میز رکھی ہوئی تھی۔



سجدہ اسی کا ہفت شاخہ شمع دان

اس کمرہ میں کاہن بعض رسوم مذہبی ادا کرتے تھے۔

دوسرے کمرہ جو بہ نسبت پہلے کمرہ کے بہت چھوٹا تھا اُسے حرموں کا حرم کہتے تھے وہ معبد مخفی خیال کیا جاتا تھا اُس میں بڑے کاہن کے سوا کوئی نہیں جاسکتا تھا اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ۔ اس کمرہ میں حضرت سلیمان نے صندوقِ عہد رکھا تھا۔ یہ لکڑی کا ایک بڑا صندوق تھا جس پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے۔ اُسے دو دروازے گائیں اٹھائے ہوئے نہیں جن کا منہ طلائی تھا۔

بنی اسرائیل کی عبادت بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ زندگی کے اچھے موقعوں پر مثلاً بھیروں کے اُون پُٹے، کھیتی کاٹنے اور انگور توڑنے کے زمانہ میں جشن منایا کرتے تھے۔ مثلاً انگور توڑنے کی عید میں جوان لڑکیاں باغوں میں جاتی اور ناچتی تھیں اور مرد انگور کے اول توڑے ہوئے خوشوں کو ہدیہ کرتے تھے اور دعویں کرتے تھے۔

جب یروشلم میں معبد بن گیا تو عبادتوں کا انتظام اور عیدوں کی غفلت بھی بڑھ گئی۔ کاہنوں کا رئیس معبد کا محافظ تھا اور باقی کاہن اُس کے ماتحت تھے۔ وہ لوگ اپنے خاص آغا میں رہتے تھے اور لوگوں کی قربانیوں کے ایک حصہ پر جو اُن کو ملتا تھا اُس کی بسر اوقات تھی۔ اگرچہ اور شہروں کے مسابدمتروک نہیں ہوئے تھے لیکن بنی اسرائیل کی عادت ہوئی

تھی کہ آداب و رسوم مذہبی ادا کرنے کے لئے وہ یروشلم ہی میں آتے تھے۔ اسی لئے اُس زمانہ میں سب شہروں کے کاہن اسی معبد کے قریب جمع ہو گئے۔ اور چوں کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادہ لبوی کی اولاد سے تھے اس لئے لبوی کہلاتے تھے۔

رفتہ رفتہ لبوی سب کاہنوں سے مل جل گئے۔ چوں کہ تمام کاموں میں اُن کے بیٹے اپنے باپ کے جانشین ہو ا کرتے تھے اس لئے معبد کے پہلو میں ایک محلہ آباد ہو گیا۔ جس کے رہنے والے صرف کاہن اور اُن کے نوکر چاکر تھے۔ مذہبی آداب و رسوم غسل میں لانا اُن کا کام تھا۔

بنی اسرائیل کی عبادت زیادہ تر قربانیاں اور دعائیں تھیں اور اس قوم سے جو شخص خدا سے کچھ مانگنا چاہتا وہ خدا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کاہنوں کی طرف رجوع کرتا تھا تاکہ اُن کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ خدا کس چیز کو پسند کرتا ہے۔

کاہن لوگ خود امور قربانی کے نگران تھے۔ وہ انگلیٹھی میں عطریات ڈالتے اور کندر سلگاتے تھے۔ احاطہ میں گائیں اور بکریاں لاکر قربانیاں کرتے تھے اور اُن کو کا خون جنگل میں رواں ہوتا تھا اس کے بعد وہ ایک محراب میں چربی سلگاتے تھے اور کبھی جانور کا گوشت بھی آگ کی نذر کرتے تھے معبد کی زیارت کرنے والے روٹی اور فصل کا نیا میوہ بطور ہدیہ لاتے تھے وہ مقررہ وقتوں میں بڑے بڑے جشن مناتے تھے اور تمام قوم معبد کے سامنے جمع ہوتی تھی۔

عید فصیح کے دن ہر سال مصر سے ربائی بانے کی یادگاریں ہر گھر میں ایک مینڈھا بڑھ ہوتا تھا اور اُس کا خون دروازے کے دونوں طرف لگایا جاتا تھا۔ مینڈھے کا گوشت خیری روٹی کے ساتھ کھاتے تھے اور کھانے کے وقت کھڑے رہتے اور لکڑیاں ہاتھ میں لئے رہتے تھے گویا کہ وہ کیس جانے کے لئے تیار ہیں۔

عید فصیح سے پچاس دن کے بعد عید پانٹکت (*Pentecoti*) کیجاتی تھی اور وہ اُس دن کے یادگاریں ہوتی تھی جس دن کہ قوم کو خداوند کے احکام ملے تھے۔ عید تابرناکل (*Tavernacle*) غلہ کاٹنے کے وقت اُن دنوں کی یاد میں کیجاتی تھی جب بنی اسرائیل جنگل میں خیموں کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس عید میں لازم تھا کہ آٹھ دن تک مکان سے باہر رہیں اور یہ ایام چھو لاریوں میں بسر کریں۔

اس کے علاوہ ہفتہ میں شنبہ کا دن خداوند کے لئے وقف تھا۔ بنی اسرائیل شنبہ دن کو سبت کہتے تھے اور اُس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ یومی گیت لکھ کر خدا کے لئے گاتے تھے اسی طرح مذہب کے متعلق یادگاریں اور واقعات مذہبی و رسوم دینی اُن لوگوں میں

سینہ بسینہ منتقل ہوتی رہتی تھیں۔ یہ لوگ دوسرے آدمیوں کو تعلیم دیتے تھے۔

پانچویں فصل

یہود اور اسرائیل کی سلطنت

دس قبائل کا باقی قبیلوں سے جدا ہونا | حضرت سلیمانؑ نے بنی اسرائیل کو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ انھیں دیں اور نیزان کی عمارتوں کے لئے لکڑی اور پتھر لائیں۔ اس لئے بہت لوگ ان کے شاکی ہو گئے۔ اور قبیلہ افرائیم نے اپنی قبیلے کے ایک شخص یربعام نامی کو بادشاہ بنالیا۔ لیکن سلیمانؑ کی سلطنت قائم رہی اور یربعام مصر میں بھاگ گیا۔

جالین برس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے وفات پائی اور مشائخ بنی اسرائیل نے رجعام ابن سلیمانؑ کو بادشاہ بنانا چاہا۔ یربعام بھی وہاں آگیا اور اُس نے قوم کی طرف محصولوں میں نرمی کی درخواست کی۔ رجعام نے کہا کہ میرے باپ نے تمھیں گراں قید میں مبتلا کیا تھا میں اُسے اور بھی سنگین کروں گا وہ تمھیں لکڑیوں سے مارتے تھے میں وہاں گوڑے سے جس کا نام عقرب ہے، ماروں گا۔ یہ سنکر اکثر بنی اسرائیل متفق ہوئے کہ رجعام کی اطاعت نہ کریں۔ اس عرصہ میں ایک شخص بادشاہ کی طرف سے محاصل وصول کرنے کو آیا۔ لوگوں نے اُسے پتھروں سے مار ڈالا اور یربعام کو بادشاہ بنالیا۔ بنی اسرائیل کے دس قبیلوں نے رجعام کی سلطنت الگ ہو کر یربعام کی اطاعت تسلیم کر لی۔

رجعام کے پاس یروشلم اور اُس کے حوالی یعنی سرزمین یہودا اور بنیامین کے چند

شہر باقی رہ گئے۔ بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہر حصہ کا بادشاہ علیحدہ تھا۔ شمال میں اسرائیلی سلطنت تھی وہاں کے باشندوں کا نام بنی اسرائیل باقی رہا۔ اور جنوب میں سلطنت یہود اقام ہوئی یہاں والے یہودی کہلانے لگے۔ یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کی دشمن ہو گئیں اور اکثر آپس میں لڑا کرتی تھیں۔

سلطنت اسرائیل | ان دونوں سلطنتوں میں اسرائیلی سلطنت کا عظمت و اقتدار زیادہ تھا اس سلطنت کا پہلا بادشاہ یا بانی یربعام ہوا اس نے پہلے اپنا پایہ تخت شیشم میں مقرر کیا اور رعایا کو مجبور کیا کہ وہ یروشلم سے تعلق نہ رکھیں۔ اپنے ملک میں دو معبد بنائے ایک واں کی آبادی میں دوسرا جنوب میں بیت ایل۔ یہ دونوں معبد پہاڑوں پر بنائے گئے تھے۔ اور اُن میں سونے کے بچھرے (گو سالے) رکھے تھے جنہیں خدا کا منظر سمجھ کر پوجتے تھے۔ ان دونوں معبدوں میں منج بھی تھے اور متعدد کاہن امور مذہبی کے نگران و محافظ تھے۔

دونوں معبدوں کی تیاری کے بعد بادشاہ نے اپنی رعایا سے کہا کہ یربعام بنی اسرائیل تم یروشلم کیوں جاتے ہو تمہارا خدا تو معابد دان و بیت ایل میں موجود ہے۔ انہیں معابد میں تم لوگ عبادت میں مشغول ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے بادشاہ کا کتنا قبول کیا اور اس طرح سے اُن لوگوں نے بُت پرستی کی بنیاد ڈال دی۔

پچاس برس تک شاہان بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی اولاد کو اپنا جانشین نہیں مقرر کیا یعنی سلطنت کو موروثی نہیں بنایا۔ مگر یربعام کے خاندان کو ایک سردار نے قتل کر ڈالا۔ اور اُس سردار کے خاندان کو اُس کی گاڑی خانہ کے افسر نے اور اُس کے خاندان کے ایک اور افسر نے کام تمام کر دیا جس کا نام عمری تھا اور اُس وقت ملکی انقلاب کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ ہر طرف عام بیچینی پھیلی ہوئی تھی۔

عمری نے شیشم سے تین فرسخ تھے فاصلہ پر ملک افراسیم میں ایک نیا شہر بنا کر

اُس میں قیام کیا اور اُس کا نام ساماری (شومرون) رکھا۔ یہی بنی اسرائیل کا پانچواں ہو گیا۔ یہ شہر ایک ٹیلہ کے دامن میں آباد کیا گیا تھا۔ اور تقریباً سب سے الگ اور ایک وسیع و زرخیز اور پر آب زمین پر واقع تھا۔ اس کی حفاظت بھی آسان تھی اس کے گرد جو پہاڑ تھے اُن پر سرسے پاؤں تک کھیتی ہوتی تھی۔ اس لئے یہ شہر تمام فلسطین میں نہایت ممتاز شمار کیا جاتا تھا۔

اس مدت میں یہود کی چھوٹی سی سلطنت میں حضرت سلیمان کی نسل سے بادشاہ ہوتے رہے۔ لیکن یہ سلطنت ہمیشہ بنی اسرائیل سے لڑائی میں مصروف رہی۔
آحاب اور الیاس پیغمبرِ اعمری کے لڑکے آحاب نے جو اسرائیل کا بادشاہ تھا حقیقت کے بادشاہ کی رٹلی سے شادی کر لی۔ جس کا نام ایزبل تھا۔ ملکہ نے سلطنت بنی اسرائیل میں اپنے دیوتا کی پرستش جاری کر دی۔ اور شہر شومرون میں ایک بڑے بت بعل کے نام کا معبد یا مذبح بنایا اور ایک متبرک جنگل قرار دیا گیا جہاں استمارتہ بت رکھا گیا جسے وہ دیوی مانتے تھے۔

جن بنی اسرائیل میں اُس وقت تک خدا پرستی باقی تھی جب انہوں نے اپنے بادشاہ کو باہر کی بتوں کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بہت رنجیدہ ہوئے۔ ادھر ملک جلعاد سے جو اردن کے اُس طرف ہے الیاس پیغمبر شومرون میں آئے اور آحاب کے سامنے بت پرستی پر ایسے ملامت کی اور کہا کہ حقیقی خداوند اسرائیل کا خدا ہے جس کا بندہ میں ہوں۔ اور بطور پیشین گوئی کہا کہ تین سال تک اسرائیل کے ملک میں پانی نہیں برے گا بلکہ شہنم تک نہیں گرے گی۔ جب بادشاہ آحاب نے چاہا کہ حضرت الیاس کو گنہگار کرے تو وہ جنگل میں پوشیدہ ہو گئے مگر اُن کی پیشین گوئی کے موافق تین سال تک نہایت شدت کے ساتھ قحط سالی ہوئی اس زمانہ میں حضرت الیاس نے واپس آکر پھر آحاب کو ملامت کی کہ اُس نے حکم خداوند کے خلاف بعل (فنیقیوں کا ایک بڑا بت تھا)

کی پرستش کی۔ آعاب نے اُس وقت بعل اور اتار تہ کے حامیوں کو جو ملک کے نزدیک
موجود تھے بلو کر حکم دیا کہ کوہ کارل پر جمع ہوں۔ چنانچہ چار سو پچاس بُت پرست اُس مقام پر
جمع ہوئے اور ہرے صرف حضرت الیاسؑ تنہا بتوں کے طرفداروں سے مقابلہ کرنے
کو پہنچے اس کے بعد دو گائیں لائی گئیں ایک کو بعل کے حامیوں نے اور دوسری کو
الیاسؑ نے لیا اور بُت پرستوں نے اپنی گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُس کو بیچ کی
لکڑیوں پر رکھا اور اپنے دیوتا سے دعا شروع کی کہ وہ اگر ان لکڑیوں کو روشن کرے صبح
سے ظہر کا وقت ہو گیا وہ لوگ برابر نین کے سامنے اُچھلے کودتے رہے اور اپنے بدن
کو تلواروں سے مجروح کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے زخموں سے خون جاری ہو گیا
مگر نہ کوئی آیا نہ آگ روشن ہوئی حضرت الیاسؑ اُن لوگوں پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ
بعل کو بلند آواز سے پکارو کہ وہ تمہاری طرف متوجہ ہو اور اگر سو رہا ہو تو جاگ اُٹھے
اس کے بعد حضرت الیاسؑ نے اپنی گائے کو لکڑیوں پر رکھا بلکہ اُس پر تھوڑا سا پانی
بھی ڈال دیا اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے معبود تو مجھے جواب دے
تاکہ اس قوم کو معلوم ہو جائے کہ تو سچا خداوند اور ان سب کا خدا ہے۔ حضرت الیاسؑ
کی دعا پوری ہوتے ہی آسمان سے آگ اُتری اور گائے کو لکڑیوں سمیت بلکہ پتھر تک
کو جلا دیا۔ تب حضرت الیاسؑ نے آدمیوں کو حکم دیا کہ بعل کے پوجنے والوں کو گرفتار
کر کے نیچے لائیں پھر سب کے سر کاٹے اور اُن کی نعشیں دریا میں بہا دیں۔ اُس کے بعد
بارش شروع ہوئی۔

الیاسؑ اپنے رفیق الیشؑ کو لے کر پھر جنگل میں چلے گئے کیوں کہ ایزبل اُن کو قتل کرنا
چاہتی تھی۔ توریت میں لکھا ہے کہ حضرت الیاسؑ آگ کی گاڑی پر سوار ہو کر جس میں آگ کے
گھوڑے بٹتے تھے آسمان پر چلے گئے۔ اور الیشؑ اُن کے جانشین ہوئے۔ الیشؑ نے بھی
معجزے دکھائے ایک شام کے سردار کو جو برس میں مبتلا تھا شفا دی۔ اُنھوں نے

اُن بادشاہوں کی ملامت کی جوتوں کو پوجتے تھے۔

بادشاہان اسرائیل سلطان دمشق کو خراج دینے پر مجبور تھے۔ لیکن جس وقت سلطان مذکور مر گیا تو آحاب نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ نئے بادشاہ نے جس کا نام ارم بن ہدو تھا شومرون کا محاصرہ کیا لیکن شکست کھائی۔ دوسری لڑائی میں ارم بن ہدو گرفتار ہو گیا مگر آحاب نے اُس کو رہا کر کے اُس کے ساتھ صلح کر لی۔ آحاب بادشاہ یہودا سے بھی مل گیا جس کا نام یوشافاط تھا یہ پہلا موقع تھا کہ بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کی باہمی جنگ بند ہوئی۔

موآب کا بادشاہ میسع | سحرالمیت کے جنوب مشرق میں ایک پھوٹی سی قوم موآب نام کی رہتی تھی اُن کا بادشاہ میسع تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کو خراج دینے پر مجبور تھے۔ لیکن جب محاصرہ میں آحاب مارا گیا تو انہوں نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو خراج نہ دیں۔ اس لئے سلطنت اسرائیل پر حملہ کر دیا اور اُس سلطنت کے کئی شہر فتح کر کے اُن کے باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ میسع کا خیال تھا کہ اُس کو یہ فتوحات اُس کے ملک کے خدو سوم بہ کامس کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس لئے اُس نے ان فتوحات کے شکریہ میں اپنے پایہ تخت میں ایک پتھر نصب کرایا جس پر یہ سب کارنامے کندہ ہیں۔ یہ پتھر ۸۶۹ء میں ایک فرائس کے فاضل کے ہاتھ لگا اور آجکل پیرس کے عجائب خانہ لدوریں رکھا ہوا ہے۔

میسع نے اپنے پایہ تخت میں ایک حصار بنوایا تھا وہی اُس کی نجات کا باعث ہوا سلطان اسرائیل اور بادشاہ یہودا نے متفق ہو کر ملک موآب پر حملہ کیا اور وہاں کے شہروں کو برباد کر دیا۔ درختوں کو کاٹ ڈالا۔ کنوئیں کو پاٹ دیا۔ اور زرخیز جنگلوں کو پتھروں سے بھر دیا۔ اس کے بعد میسع کے شہر کا محاصرہ کیا۔ وہ اپنے دارالسلطنت میں محصور ہو گیا اور اُس نے اپنے خدو مند کامس سے درخواست کی کہ اُسے نجات دے۔ اور اُس نے

خداوند کی رحم و مہربانی کے لئے اپنے بڑے لڑکے کو وقف کر کے اُسی حصار کے اوپر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے جلا دیا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر بہت دشت زدہ ہوئے اور چلے گئے۔

ایزبل کی موت | احاب کے بعد اُس کا بیٹا یورام بادشاہ ہوا اُس نے اپنی ماں کا فنیقی مذہب اختیار کر لیا تھا اور بتوں کو پوجتا تھا۔ ایلیش نے اس بات پر اُس سے ناراض ہو کر یورام کے ایک سردار سے کہا کہ بادشاہ کو اس گناہ سے باز رکھتے۔ سردار نے جس کا نام یوتھایورام اور اُس کی ماں ایزبل دونوں کو قتل کر دیا۔ اور ایزبل کے بدن کے ٹکڑے کتوں کو کھلا دیئے۔ اُس کے بعد احاب کے خاندان کے سب شاہزادوں کو مار ڈالا۔ اس طرح سے سلاطین بنی اسرائیل کا خاندان ایک دم مٹ گیا۔

عزلیاہ اور یوآش | سلطنت یودا کی فرماں روا اُس زمانہ میں آحاب و ایزبل کی لڑکی تھی۔ اُس کا نام عزلیاہ تھا۔ اس لڑکی کے باپ نے اس کی شادی شاہ یودا کے لڑکے یورام سے کر دی تھی۔ ایام صلح میں دو بادشاہوں (پہلے عزلیاہ کے شوہر یورام پھر اُس کے لڑکے عزلیاہ) نے سلطنت کی۔

جب عزلیاہ مر گیا تو عزلیاہ نے خاندان یودا کے سب شاہزادوں کو مار ڈالا اور تنہا یرشلم میں سلطنت کرنے لگی۔ اُس نے صور کے فنیقی سرداروں کو طلب کر کے اپنی اردلی میں رکھا یرشلم میں جمل کے لئے ایک معبد بنایا اور اُس معبد کے لئے کاہن مقرر کئے۔ اس طرح سے سات برس گزر گئے لیکن عزلیاہ کے لڑکے جس وقت قتل ہوئے ہیں تو اُس کو ایک لڑکے یوآش نامی کو جو بت چھوٹا تھا رئیس کاہن کی زوجہ نے معبد یرشلم کے اندر چھپا کر پرورش کیا۔ جب یوآش کی عمر سات برس کی ہوئی تو رئیس کاہن نے سرداران فوج سے سازش کی اور اُن پر ظاہر کیا کہ اصلی بادشاہ کالاکا ابھی زندہ ہی۔ سلطنت یودا کے رئیس اور یووی اور مشیخ معبد میں جمع ہوئے کاہنوں کے رئیس نے انہیں سپر

اور نیزے جو پہلے حضرت داؤدؑ نے معبد میں رکھتے تھے تقسیم کئے۔ جب جماعت صف باندھ کر مرتب ہو گئی تو کاہنوں کے رئیس نے یوآش کو باہر لاکر اُس کے سر پر تاج زریں رکھا اور مقدس روغن اُس پر ملا۔ حاضرین نے تالیاں بجائیں اور غل مچایا کہ ہمارا بادشاہ زندہ رہے۔

غلیاہ غل دشور کی آواز سن کر معبد میں آئی۔ اور چھوٹے سے بادشاہ کو تخت پر بٹھایا، اور خاص و عام کو اُس کے گرد دشور و غل کرتے اور قربا بجاتے دیکھ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور چلائی خیانت! خیانت! کاہنوں کے رئیس نے سب سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر باہر سے لائیں۔ چنانچہ معبد سے انھوں نے باہر لاکر عمارت کے سامنے اُسے قتل کر ڈالا۔ اُس کے بعد ہرست آدمی بعل کے معبد کی طرف دوڑے اور بتوں کو منہ کے بل گرایا۔ وہاں کے رئیس کسنہ کو مار ڈالا۔ پھر معبد و مذبح دونوں کو برباد کر دیا۔

چوں کہ یوآش کی عمر کم تھی اس لئے کاہنوں کے رئیس نے اُس ملک میں سلطنت کی اور کسی کو اجازت نہ دی کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش کرے۔ لیکن اُس کے مرنے کے بعد یوآش نے اپنی رہایا کو اجازت دی کہ اسارتہ دیوی اور نیز دیگر بتوں کی پرستش کریں۔

رئیس کے لڑکے ذکریا کو خدا کی طرف سے الہام ہوا۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کہ تم یہ بتیں نہیں ہو سکتے کیوں کہ تم نے خدا کو چھوڑ دیا اور خدا نے بھی تم کو چھوڑ دیا یہ سن کر یہودی غضبناک ہوئے اور انھیں پتھروں سے معبد کے سامنے مار ڈالا۔

چھٹی فصل

سلطنت بنی اسرائیل کی تباہی

آشوریوں کی تاخت تاراج اور بنیسا کا ذکر | اسرائیل و یہود کی دونوں سلطنتیں ہمیشہ

باہمی جنگ اور ملکی انقلابات میں گرفتار رہتی تھیں۔ سوریه، دمشق، کے باشندے بلکہ چھوٹی چھوٹی قوتیں مواب وعبون تک ان دونوں سلطنتوں پر حملہ کرتی تھیں اور وہاں والوں کو اپنے خداوندوں کے لئے مار ڈالتی تھیں۔ اتفاقاً اُسی زمانہ میں بہت سخت خشک سالی واقع ہوئی اور ٹیڑیوں کی مصیبت اس کے سوا کچھ جو انگور و انجیر کے درختوں تک کو کھا گئیں اس سے بھی بڑھ کر سخت بلا اس قوم پر یہ نازل ہوئی کہ آٹھویں فوجیں جو ہمیشہ مغرب کی طرف حملہ کرتی تھیں انھوں نے فلسطین تک پہنچ کر بنی اسرائیل کے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔

بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہمارا خدا کیوں ہیں دشمنوں سے محفوظ نہیں رکھتا۔ بعض خیال کرتے تھے اسرائیل کا خدا قادر مطلق نہیں ہے۔ اس لئے انھوں نے فاتح قوم یعنی سوریه کے خداؤں کو پوجنا شروع کر دیا۔ یعنی بعل و استارتہ کی عبادت اور چاند، سورج، اور سب تاروں کے سامنے عاجزی و زاری کرنے لگے۔ لیکن اکثر آدمی کہتے تھے کہ ہمارا معبود دو خداوندوں سے زیادہ قادر ہے۔ اگر وہ اپنی قوم کی حفاظت نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہم سے خوش نہیں ہے ہم کو چاہیے کہ ہم اُس کے احکام کی تعمیل کریں تاکہ وہ ہم سے خوش ہو۔ اس عقیدے کے مطابق وہ یروشلم اور سب معبودوں میں قربانیاں کرتے تھے، عطریات و بخور سلگاتے تھے، اپنی آمدنی کا دسواں حصہ کاہنوں کو دیتے تھے۔ اور نقد روپیہ کا نذرانہ بھی پیش کرتے تھے۔ یہ لوگ روزہ رکھتے تھے، اپنے بدن پر مٹی ملتے تھے۔ مگر مصیبتیں بدستور تھیں اور بلائیں کسی طرح کم نہ ہوتی تھیں۔ اس سبب انبیاء کا ظہور شروع ہوا۔ انبیاء متوسط الحال بلکہ اکثر چرواہے ہوتے تھے۔ اور جنگلوں سے پرانے اور خراب لباس پہن کر آبادی میں آتے تھے۔ جنگل میں رہ کر وہ غور و فکر کرتے تھے۔ پھر اپنے کو ہدایت و تبلیغ کے لائق بنا کر اسرائیل کی سلطنت یا یروشلم میں آتے اور خدا کی طرف بادشاہ اور کاہنوں سے گفتگو کرتے تھے۔ قوم کو گناہوں پر

لامت کرتے اور کہتے تھے کہ خدا تمہارے اوپر بلائیں نازل کرے گا۔ جو کچھ وہ کہتے تھے اس کو تحریر بھی کر لیتے تھے۔ چنانچہ یہ تمام نوشتے توریت میں درج ہیں۔

بنی اسرائیل خیال کرتے تھے کہ دین فقط مذہبی رسوم کا بجالانا ہے۔ اور انہیں کہتے تھے کہ خدا فرماتا ہے میں تمہارے رسوم سے بیزار ہوں۔ جو قربانی تم میرے لئے کرتے تھے میں اُس سے خوش نہیں ہوتا اور جو موٹی موٹی گائیں تم میرے لئے فوج کرتے ہو میں اُن کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتا۔ تمہارے گائے کی آدازیں مجھے دُور رہیں بجائے اس کے یہ بہتر تھا کہ تمہارا عدل بتے ہوئے پانی کی طرح ہوتا۔ انبیاء یہ کلمات کہتے تھے لیکن قوم متنبہ نہیں ہوتی تھی بلکہ اُن کو اذیت اور تکلیف پہنچاتی تھی۔

سامرہ (ساماری یا شومرون) کی تباہی | اسرائیل کا ملک پھر تھوڑی دیر تک آباد رہا۔ بیام دوم بادشاہ اسرائیل نے یوذا پر بھی قبضہ کر لیا۔ لیکن یوذا کے بادشاہ نے جس کا نام احاز تھا (اور جو کمزوری کی وجہ سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا تھا) آشور کے بادشاہ سے مدد کی درخواست کی آشوری فوجوں نے ایک ہی حملہ میں بنی اسرائیل کا آدھا ملک لے لیا اور اُن کو گرفتار کر کے لے گئے باقی اُن کے خراج گزار ہو گئے۔

عزرا بادشاہ اسرائیل نے چاہا کہ آشوریوں کے مقابلہ کے لئے مصر کے نئے بادشاہ سے مل جائے لیکن مدد پہنچنے سے پہلے آشوری بادشاہ نے اُسے طلب کر کے قید کر دیا اور اُس کے بعد آشوری فوجوں نے اگر سامرہ کا محاصرہ کیا۔ یہاں باشندوں نے تین برس تک مقابلہ کیا مگر آشوریوں نے آخر کار اُسے فتح کر کے غارت کر دیا اور وہاں لوگوں کو جن کی تعداد سینس ہزار تھی گرفتار کر کے اپنے ساتھ آشور میں لے لئے (۲ کنگ ۱۷) اور بجائے اُن کے بادشاہ آشور نے کلدانیوں اور سریوں کو سامرہ میں آباد کیا یہ لوگ بت پرست تھے انہوں نے اپنے اُن خداوندوں کو وہاں لا رکھا جنہیں وہ پوجتے تھے یہ لوگ خدائی مذہب کے شدید ترین مخالف اور یہودیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

اشعیاء پیغمبر! اس زمانہ میں ان اطراف کے مشہور ترین پیغمبر ملک یہودا میں اشعیاء
تھے انھوں نے چالیس برس تک آدمیوں کا ہنوں اور بادشاہ کو سمجھا یا اور ان کے
گناہوں پر انھیں ملامت کی اور خبر دی کہ ان پر تازہ بلائیں آسمان سے نازل ہوں گی
اشعیاء پیغمبر یہ بھی کہتے تھے کہ خدا یہ نہیں چاہتا ہے کہ تم مذہبی رسوم سے اس کی بڑائی ظاہر
کرو بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنا حال ملین درست کر دو خدا فرماتا ہے کہ مجھے بتاری
بے انتہا قربانیوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ میں مینڈھے کی قربانی اور بچھڑے
کی چربی سے سیر ہوں۔ بھیڑ اور بکری کے خون سے مجھے کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی
بلکہ جب تم میرے پاس آتے ہو تو گویا میرے معبد کو ناپاک کرتے ہو۔ ان قربانیوں
کو ترک کرو۔ میں تمہارے کندہ روں اور ماہ نو کے جشنوں اور جلسوں کو ناپسند کرتا ہوں
تمہارے ہاتھ خون سے آلودہ ہیں ان کو دھو ڈالو اور پاک کر دو اپنے بڑے اعمال کو
میری نظر کے سامنے سے دور کرو۔ برائیوں سے ہاتھ اٹھاؤ اور نیکیوں میں مشغول ہو
منظلمہوں کی حمایت اور یتیموں کے ساتھ عدالت کرو۔ بیواؤں کی حفاظت کرو بس
اسی صورت میں اگر تمہارے گناہ شجرِ حق کی طرح سُرخ بھی ہوں تو وہ برف کی طرح سفید
ہو جائیں گے۔ اشعیاء کہتے تھے کہ خداوند یہودیوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں
آشوریوں کے حوالے کر دیگا اور وہ یرشلیم کو فتح کر لیں گے چوں کہ اس قوم نے شیلوہ کے
پُر سکون پانی کو حقیر سمجھا خدا فرات کے کنارے تیز پانی کو ان پر مسلط کرے گا۔ آشوری
بادشاہ اپنے پورے جلال کے ساتھ یہودیہ میں داخل ہو گا اور اپنی سرکشی اور طغیانی
سے اُسے غرق کر دے گا۔ خدا نے سامرہ اور اُس کے بتوں کا جو حال کیا وہ کیا یرشلیم اور
اس کی تصویروں کے ساتھ یہی برتاؤ نہ کرے گا۔

اُسی ضمن میں اشعیاء نے یہ بھی کہا کہ ایک اچھا وقت بھی ضرور آئیگا جس وقت خداوند
اپنا کام صیہون میں انجام دے چکے گا تو آشوری بادشاہ کی تنبیہ پر متوجہ ہو گا جس کا

دل غرور سے بھرا ہوا ہے۔ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اسے میری قوم جو صیہون میں رہتی ہو تم لوگ آشوریوں سے مت ڈرو جو تمہیں اُسی طرح لکڑیوں سے مارتے ہیں جیسے پہلے مصر کے لوگ مارتے تھے جب تمہیں اسی حالت میں عرصہ گزر جائے گا اور مظالم انتہا کو پہنچ جائیں گے تو خدا کا غضب ان پر نازل ہوگا اور انہیں تباہ کر دے گا۔ داؤد کی نسل سے ایک شخص نمودار ہوگا۔ گویا اُس کے ریشوں سے ایک شاخ نکلے گی اور اُس کے ساتھ خدا کی روح ہوگی۔ وہ غریبوں پر عدالت حکومت کرے گا اور اُس کے ہونٹوں کی ایک سانس شہریروں کو مار ڈالے گی۔ اُس وقت بھیڑ بھڑکے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور تیندوا بکری کے پاس سوئیگا۔ گھٹے کا بچھڑا اور شیر کا بچہ دونوں یکجا رہیں گے اور ایک لڑکا اُن کہ ہانک لہجے سے اُس وقت داؤد کا لڑکا قوموں کے ہدایت کا علم ہوگا۔ سنئے سرے اپنا ہاتھ بڑھا کر بنی اسرائیل کو جو دنیا کے چاروں گوشوں میں منتشر ہیں جمع کر دے گا۔

پیغمبر کے اس وعدہ نے یہودیوں کی ہمت بڑھائی اور وہ اُس مبارک وقت کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ یروشلم کی خرابی کے بعد بھی یہ قوم منتظر تھی کہ داؤد کا بیٹا آئے اور بنی اسرائیل کی سلطنت دوبارہ قائم ہو کر تمام دنیا کی عدالت و سعادت انہیں حاصل ہو۔

سنخریب اور حزقیاء | یہود کے بادشاہ حزقیاء نے اشعیا کے وعظ و نصیحت پر توجہ کر کے کوشش کی کہ اُس ملک میں خدا کے سوا کسی کی عبادت و پرستش نہ ہو۔ اس بادشاہ نے بتوں کو توڑا ڈالا اور پہاڑوں کی قربان گاہیں تباہ کر دیں۔ پتیل کو سانپ کے آگے کھڑے رکھا جاتا تھا کہ کڑے لکڑے کے دیار حزقیاء سنخریب (سنخریب) بادشاہ آشور کا محکوم بن گیا تھا اور اس کا باجگزار تھا۔ اُس نے شاہ مصر کے مدد کی امید پر باجگزاری کا جو اپنی گردن سے اتار دیا۔ آشوری فوجیں اُس کے مقابلہ کے لئے آگئیں اور مصری

فوجیں پیچھے رہ گئیں۔ ملک یو دایس بڑی تباہی نمودار ہوئی۔ سب چھوٹے چھوٹے
شہروں پر انھوں نے قبضہ کر لیا اور دو لاکھ آدمی مع مال اور مویشی کے گرفتار کر کے
اپنے ساتھ لے گئے۔ یروشلم میں حفاظت کا سامان نہ تھا اس کا حصار کمزور اور قہیں
تھا حزیقہ نے بادشاہ آشور سے مال چاہی اس نے اس شرط پر اماں دی
کہ چاندی سونے کا بڑا حصہ اُسے دیا جائے۔ حزیقہ مطلوبہ رقم جمع کرنے سے نیاک
مجبور ہوا کہ آئندہ سونے کے وہ پتر جو معبد خداوند کے دروازوں پر چڑھے ہوئے تھے
اکٹھا کر سنخریب کو بھیج دئے۔

مصری واپس چلے گئے اور سنخریب نے سمجھا کہ اُس کے ساتھ بے ایمانی کی گئی ہے
اس لئے وہ یروشلم کی طرف بڑھا تاکہ اُسے برباد کرے۔ حزیقہ نے بہت پریشان ہو کر
اشعیاء سے مشورہ کیا انھوں نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کوئی آشوری اس شہر میں داخل نہ ہو گا
اُسی رات کو ایک لاکھ اسنی ہنر آرمی آشوری لشکر کے مرگے اور سنخریب اس واقعہ
سے متاثر و پریشان ہو کر واپس چلا گیا۔

یہ ذکر مصر اور آشور کی تاریخ میں ہم کدھ چکے ہیں۔

یوشیاء اور کتاب قانون | ملک یو داکے معبرہ کسی وجہ سے تباہی سے بچنے کے
بعد پھر اُس کی سلطنت سو برس تک قائم رہی۔ اُس زمانہ میں آشوری اپنے ملک کی حفاظت
و مافقت میں مشغول تھے۔

حزیقہ کے جانشینوں نے دوبارہ بہت غضب کئے اور پہاڑ پر قربانیاں بنائیں
بعل و ستارہ کو کوہ صیہون پر اور ورہ بتوم میں جو پہاڑ کے نیچے ہے پوجتے تھے
بادشاہ مناس نے خود اپنے لڑکے کو جلادیا اور اشعیاء پیغمبر کو مار ڈالا۔ یعنی ایک درخت کے
تنہ میں لٹک کر آ رہے چر دا دیا۔

نئے پیغمبروں نے ان گناہوں کی پاداش میں اُس قوم کو خدا کی طرف بلاؤں کے

نازل ہونے کی خبر دی۔ آخر کار ایک جوان بادشاہ یوشاہ نامی اُس پر آمادہ ہوا کہ پھر شریعت الہیہ کو قائم کرے۔ ایک روز (۶۲۱ ق م)، رئیس کاہن نے ایک کتاب یوشاہ کے لئے بھیجی اور کہا کہ یہ کتاب قانون میں نے خانہ خدا میں پائی ہے۔ بادشاہ نے اس کتاب کو پڑھوایا اور جو تئیدیں اُس میں درج تھیں اُنھیں سنکر بہت خوف زدہ ہوا۔ اور کاہنوں کے رئیس کو پیغام دیا کہ تم اس کتاب کے متعلق خداوند سے دریافت کرو معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہم سے سخت ناراض ہے۔ کیوں ہمارے باپ دادا نے اس کتاب کے احکام پر توجہ نہیں کی اور نہ اس کے احکام کو جاری کیا۔

اُس نے شہر کے تمام باشندوں کو معبد میں جمع کیا اور وہ کتاب اول سے آخر تک بلند آواز سے پڑھکر سُنا لی۔ پھر اُس نے عہد کیا کہ وہ تمام احکام الہی کی اطاعت کریگا اور کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس پر پورے طور سے عمل کرے گا اس کے ساتھ تمام حاضرین نے بھی قسم کھائی۔ پھر تمام ملک میں شریعت الہیہ کو قائم کیا۔ اور بادشاہ نے بعل دستارۃ کے عبادت کا تمام سامان اور وہ کل چیزیں جو آفتاب کے لئے وقف تھیں جنگل میں لا کر جلا دیں اور اُن کی قربان گاہیں برباد کر دیں اُن کی خاک قبروں پر ڈلوادی اور بعل کا بنج تباہ کر دیا جو درء ہنوم میں واقع تھا اور جس میں لوگوں کو جلاتے تھے اسی طرح ان بلند مکانات کو بھی برباد کر دیا جو بتوں کی پرستش کے لئے بنائے گئے تھے۔ بتوں کو توڑ ڈالا اور اُن کے معبدوں کو انسانی ہڈیوں سے بھر دیا۔ پھر بادشاہ نے بیت ایل کے مذبح کو غارت کیا اور بعل کے کاہنوں کو بنج میں لیجا کر بت پرستوں کے دیوتاؤں کے سامنے قتل کر ڈالا۔ بتوں کی پرستش کرنے والوں کو حاضر کرنے اور آئندہ کی پیشین گوئی کرنے کی ممانعت کر دی۔

اُس وقت یہود اس کے چند شہروں میں کاہن تھے جو مذبحوں میں قربانی کرتے اور خوشبوئیں دیوتاؤں کے نذر کیا کرتے تھے۔ یوشاہ نے اُن تمام مذبحوں اور مقدس

پتھروں کو خراب کر دیا۔ اور سب کا ہنوں کو حکم دیا کہ یروشلم میں آئیں اس طرح خدا کی عبادت صرف ایک مکان پر منحصر ہو گئی اور وہ یروشلم کا معبد تھا اب کہیں اور یسوی سوائے وہاں کے کہیں نہیں پائے جاتے تھے۔

یروشلم کی تباہی اور یرمیاہ | اُس زمانہ میں کلدہ کی نئی جنگجو سلطنت قائم ہو چکی تھی اور اُس وقت کے خاص واقعات یہ تھے کہ شاہان بابل و مصر آپس میں لڑا کرتے تھے۔ یہود کی سلطنت دونوں دولتوں کی راہ میں واقع تھی۔ اس لئے یوشیاہ نے چاہا کہ مصریوں کی راہ روکے مگر وہ مارا گیا اور اس کا ایک لڑکا قید ہو گیا۔ اس کے بعد شاہ مصر نے یوشیاہ کے دوسرے لڑکے یو یا قیم کو سلطنت یہود پر بھیج دیا اور اُسے کثیر مقدار میں چاندی وصول کر لی۔

یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ یروشلم یعنی بیت المقدس یا معبد خداوندی کو کوئی فتح نہیں کر سکتا اور جس طرح کہ اُس نے سحریب کے ہاتھ سے نجات دی اُسی طرح دوسری بلاؤں سے بھی خدائے تعالیٰ اس مقدس معبد کو محفوظ رکھے گا۔ اُس وقت یرمیاہ (ارمیاہ) پیغمبر ظاہر ہوئے اور انھوں نے معبد میں عید کے دن اگر کما کر خدائے تعالیٰ فرماتا، ہر اگر میرے احکام کو نہ سنو گے، میرے قانون کی اطاعت نہ کرو گے تو اس معبد کو عمارت گاہ شیلوم کی طرح مٹا دوں گا اور یہ شہر رہنے والوں سے خالی ہو جائے گا۔ اُس قوم نے یرمیاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا لیکن قوم کے رئیسوں نے رہا کر دیا۔

تھوڑے دن بعد کلدانی لشکر آپہنچا شاہ بابل کا لڑکا اس کا سردار تھا۔ اُس وقت یرمیاہ پھر ظاہر ہوئے اور یو یا قیم کو نصیحت کی کہ کلدانیوں کی اطاعت کر۔ کیوں کہ خدا نے فرماتا ہے کہ اگر کوئی قوم شاہ بابل کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرے گی تو میں اُسے تلوار قحط اور طاعون سے سزا دوں گا۔ اور سرنگوں کر دوں گا۔ سنو جو شخص یہ کہتا ہے کہ تم شاہ بابل کے مطیع نہ ہو ان کی طرف توجہ نہ کرو کیوں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ

پر میاہ سیخا ہوا اور چاہا کہ انھیں قتل کر ڈالے لیکن وہ شفیق ناصح اور قوی ہمدرد رؤپوش ہو گئے۔

کارمیش میں دریائے فرات کے قریب بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں مصریوں نے شکست کھائی۔ حضرت یرمیاہؑ اُن کی فتح سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یہ خداوند کا دن ہے یہ وہ دن ہے کہ خدا اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے تو اِہل کا خون پیتی ہے اور سیر ہو کر مست ہے (سفر ۴۵۴م)

یہو یاقیم پہلے کلدانیوں کا مطیع ہوا اور تین برس تک اُس کو خراج دیتا رہا پھر اُس نے شاہ مصر کی مدد کے بھروسہ پر خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ کلدانی فوجوں نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا اور کوئی مصری مدد کو نہ آیا آخر مجبور ہو کر یروشلم نے اُن کی اطاعت قبول کر لی (سفر ۴۵۹م)

کلدانیوں نے بادشاہ دمنکہ اور تمام رئیسوں اور سپاہیوں کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اسیروں کی تعداد دس ہزار آدمیوں تک پہنچ گئی۔ بڑھئی اور لوہار تک قید کر لئے گئے۔ دہاتیوں اور فقرا کے سوا اُس ملک میں کوئی باقی نہ رہا۔ یہ لوگ نہر خابور کے کنارے شہر اسرامک آشور میں رکھے گئے۔ یہ قیدی اُمید وارتھے کہ خداوند جلد انھیں اپنے ملک و وطن میں واپس لیجائے گا۔ لیکن یرمیاہؑ نے اُن لوگوں کو دکھا کہ خداوند فرماتا ہے۔ تم لوگ یہیں مکان بناؤ اور باغ لگاؤ۔ شاہ دیاں کرو۔ اور اُس شہر کی آبادی کو ترقی دو۔ جہاں تم اسیر کیے رکھے گئے ہو۔ اور یہیں اپنے کاروبار میں مشغول ہو۔ بھگتے والے اور جھوٹے آدمیوں کے فریب میں نہ آؤ۔ کیوں کہ میں تمھیں ستر برس کے بعد پھر یاد کروں گا اور تمھارے وطن میں واپس لاؤں گا۔

یروشلم کے نئے حکمران صدقیہ نے جسے شہر یارِ کلدہ نے مقرر کیا تھا۔ شروع میں ایک عرصہ تک اپنے آقا سے وفا کی۔ لیکن آخر کار لوگوں نے اُسے بھکایا اور باوجود یرمیاہؑ

کی ممانعت کے وہ شاہ مصر سے مل گیا۔ کلدہ کے بادشاہ بنو کد نمر (نحبت نصر) نے ایک جہاز فوج کے ساتھ اگر تمام ملک کو غارت کر دیا اور یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ بنویوں نے بھی بہادری کے ساتھ اُن کی مدافعت کی۔

یرمیاہ نے چاہا کہ شہر سے باہر نکل جائیں مگر یہودیوں نے اُنھیں گرفتار کر کے قید کر دیا وہ قید خانہ میں کتے تھے کہ خدا کتنا ہی جو شخص شہر میں رہیگا وہ مارا جائیگا۔ اور جو شخص کلدانیوں کے پاس چلا جائیگا وہ نجات پائے گا۔ کیوں کہ خدا اس شہر کو فوج بابل کے ہاتھ میں دیدے گا اور کلدانی یروشلم کو فتح کر لیں گے۔ رئیسوں نے صدقیاہ سے کہا کہ اس شخص کو مار ڈالنا چاہیے کیوں کہ یہ ہماری فوج کے سپاہیوں اور عام لوگوں کو بزدل بناتا ہے۔ بادشاہ نے یرمیاہ کو اُن لوگوں کے ہاتھ میں دیدیا اور اُنھوں نے ایک خالی حوض میں اُنھیں ڈال دیا۔ یرمیاہ کیچڑ میں پڑے ہوئے بھوک سے قریب مرگ تھے۔ کہ ایک شاہی ملازم کو اُن پر رحم آیا اور بادشاہ سے اجازت لے کر اُنھیں حوض سے باہر نکال لیا۔ پھر صدقیاہ نے مخفی طور پر یرمیاہ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ تم کلدانیوں کی اطاعت کر لو گے تو سلامت رہو گے اور شہر بھی محفوظ رہیگا ورنہ کلدانی شہر میں آگ لگا دیں گے اور تو اُن کے ہاتھ سے نجات نہ پائیگا۔

یروشلم کے باشندوں نے ڈیڑھ سال تک بہادری سے مدافعت کی۔ یہاں تک کہ غلہ نایاب ہو گیا مگر اُنھوں نے اطاعت نہیں قبول کی۔ آخر کار کلدانیوں نے حصار میں شنگاف کر لیا۔ جب یہاں یہودیوں نے دیکھا کہ اب محافظت غیر ممکن ہو گئی ہے تو وہ رات کو معہ بادشاہ کے بھاگ گئے۔

کلدانیوں نے اُن کا تعاقب کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ اور بنو کد نمر نے اُسے طلب کر کے حکم دیا کہ پہلے اُس کے سامنے لٹکے اور اُس کی قوم کے رئیس قتل کئے جائیں پھر خود اُس کو بچھڑکا لیں پھر حکم دیا کہ اُسے برنجی زنجیروں میں باندھ کر چلیں اس کے بعد

وہ شہر یروشلم میں داخل ہوا اور بادشاہی محل اور معبد و شہر کو جلا دیا۔ حصار کو منہدم کر دیا
 کاہنوں کا رئیس، معبدوں کے محافظ، اور شاہی مصاحب معہ ساٹھ نفر بزرگان شہر کے
 قتل کر دیئے گئے۔ اور باقی لوگوں کو کھدائی گرفتار کر کے کلدہ لے گئے۔ صرف حصرت
 یرمیاہ اُس ملک میں رہ گئے جو یروشلم کی بربادی و تباہی پر فوجہ گری کرتے تھے اور
 اُن کے مرثیے تو ریت میں مذکور ہیں۔ لیکن اسی کے ضمن میں اُنھوں نے خبر دی کہ خدا فرماتا
 ہے کہ جب بکھینس انتہا کو پہنچ جائیں گی تو داؤد کی اولاد میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا
 جو بادشاہ کی طرح سلطنت کرے گا وہ سعادت مند اور عادل ہوگا۔

بابل کی اسیری اور خرقیل | جو یہودی گرفتار ہو کر گئے تھے وہ کلدہ کے مختلف
 شہروں میں رہنے لگے اور نصف صدی سے زیادہ وہاں رہے۔ اور نہایت درانگیز و
 حسرت خیز گیت گاتے رہے۔ اُن کے ایک گیت کا مضمون یہ ہے۔

ہم بابل کے دریاؤں کے کنارے بیٹھ کر صیہون کو یاد کرتے اور روتے ہیں ہم۔
 اپنے بر لب بید کے درختوں میں لٹکا دیئے ہیں حاکم لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ صیہون کے گیت
 ہمیں سنانے کے لئے گاؤ۔ لیکن ہم خداوند کے گیت بیرونی سرزمین پر گائیں۔ اسے
 یروشلم کی زمین اگر میں تجھے بھول جاؤں تو میرا تھبہ تجھے بھول جائے اور میری زبان میرے
 تالوں میں چپک جائے۔ یہ قیدی اپنے اعتقاد میں سمجھتے تھے کہ اُنھوں نے خدا کی درگاہ میں
 رسوخ پیدا کر لیا ہے اور اطمینان سے اُن اپنے دنوں کے منتظر تھے جن کی پشین گوئی
 پیغمبر نے کی تھی۔ اس قید کے زمانہ میں دو نبی پیغمبر ظاہر ہوئے جن کے نام خرقیل و دانیال
 تھے۔ جو خواب انھیں خدا کی طرف سے دکھائے گئے تھے اُن سے ان پیغمبروں نے قوم کی
 تسلی کی۔ یہودیوں کے جو لوگ گرفتار کر کے کلدہ بھیجے گئے تھے اور وہ خانہ بدوشوں کی طرح
 مقیم لوگوں کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے اور اپنا مذہب محفوظ رکھتے تھے اس طرح
 اُنھیں ستر سال گزر گئے اس زمانہ کو قید بابل کا زمانہ کہتے ہیں۔

یہودیوں کی یروشلم کو واپسی | جس وقت میروس (کورش) بادشاہ ایران کا بابل قبضہ ہو گیا تو اُس نے بنی اسرائیل کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے ملک میں واپس چلے جائیں اور دوبارہ اپنے خدا کا معبد بنائیں۔ نیز وہ سونے کے برتن اور گراں بہا چیزیں بھی اُن کو واپس دیں جو بنوکدنر معبد سے اٹھالایا تھا۔ اُس قوم کا ایک حصہ واپس جانے پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ بیالیس ہزار تین سو اٹھ یہودی اپنے وطن میں پہنچے (۳۳۷ قبل مسیح) مگر ملک یہود کو تباہ و برباد اور باشندوں سے بالکل خالی پایا۔ تاہم ان لوگوں سے جس طرح ہو سکا یروشلم کے کھنڈروں اور گرد و نواح کے دہات میں سنا شروع کیا اور دوبارہ اپنے خداوند کا معبد بنانے کا ارادہ کیا۔ پہلی سال کے آخر میں اُنھوں نے مذبح بنالیا اور معبد کا سنگ بنیاد تمام قوم کے سامنے رکھا گیا۔ سب نے خوشی کے نعرے لگائے۔ لیکن بڑھے آدمی اور کاہن قدیم معبد کی یاد میں روکتے تھے کیوں کہ وہ بہت بڑا اور خوب آراستہ و پیراستہ تھا۔ مگر یہودیوں نے جلد سمجھ لیا کہ جس کام میں اُنھوں نے ہاتھ ڈالا ہے وہ بہت مشکل ہے۔ اُن کے مالدار لوگ کلدہ میں رہ گئے تھے اور وہ بالکل فقیہ تھے اور ملک سے صرف بقدر کفاف حاصل ہوتا تھا۔ سلطنت یہود کی تباہی کے بعد جو لوگ ملک اسرائیل میں رہنے لگے تھے وہ باہر کے لوگ تھے لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ اُن کا اور یہودیوں کا مذہب ایک ہی کیوں کہ وہ لوگ بھی مذبح بناتے اور خداوند کے لئے قربانی کرتے تھے ساتھ ہی اپنے قدیم بتوں کو بھی برابر پوجتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اُن لوگوں نے چاہا کہ یہودیوں کی اُن کے خدا کا معبد بنانے میں مدد کریں۔ یہودیوں نے اُنھیں جواب دیا کہ خدا بنانا ہمارا ذمہ ہے۔ تمہارے ذمہ نہیں ہے۔

اہل ملک نے جب یہودیوں کو اپنے خلاف دیکھا تو اُن کے ساتھ دشمنی کرنے لگے اور شاہ ایران سے اس قوم کی بگڑائی کی اور کہا کہ یہ لوگ یروشلم کی دیواریں بنا رہے ہیں

تاکہ اپنا مقام محفوظ کر کے بغاوت کریں اور محصول سرکاری ادا نہ کریں اُس نے حکم دیا کہ انھیں اس کام سے باز رکھو۔

پندرہ سال کے بعد داریوش کے زمانہ میں یہودیوں نے دو پیغمبروں ہملہ اور ذکریا کے ہدایت کے مطابق پھر یروشلم کی دیواریں اور معبد بنانا شروع کیا۔ حاکم نے بادشاہ کو اطلاع دی لیکن اُس نے حکم دیا کہ کوئی ان سے متعرض نہ ہو۔

جس وقت معبد تمام ہو گیا یوشع رئیس کاہن نے متنا قوم کی ریاست ہائی اور اُس وقت کے بعد سے یہودی رئیس کاہن کے مطیع رہنے لگے۔ مگر کاہن وہی جانے جاتے تھے جو باپ دادا کے وقت سے اس خدمت کو انجام دیتے رہے تھے لیکن یہودیوں کی تعداد زیادہ نہ تھی کاہن اور خادم ملا کر ان کی ایک چھوٹی سی جمعیت تھی جنہیں کل یہودیوں کا آٹھواں حصہ سمجھنا چاہیے۔ درحقیقت یہودی ایک چھوٹی سی قوم بغیر لشکر کے، تنگ دست، پریشان اور شاہ ایران کی رعیت شمار ہوتے تھے۔

۵۳۸ء قبل میلاد میں اردشیر اول شاہ ایران نے عزرا نام ایک یہودی کو جو کلدہ میں رہتے تھے (عزیر پیغمبر) اجازت دی کہ وہ ولایت یہود میں جائیں اور اپنے خدا کا قانون اور قوم کے لئے قاضی مقرر کریں۔ عزرا نے قانون الہی کی تحصیل کی تھی ان کے ساتھ دو ہزار یہودی روانہ ہوئے اور شکر یہ کاروزہ رکھا۔ چار مہینے سفر کرنے کے بعد ملک اسرائیل میں پہنچے۔ وہاں پنچکر عزرا نے دیکھا کہ یہودیوں نے خدا کے قانون چھوڑ دیئے ہیں۔ نہ صرف انھوں نے بلکہ کاہنوں تک نے مشرکوں کی لڑکیوں کے ساتھ شادیاں کر لی ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھ کر عزرا بہت رنجیدہ ہوئے۔ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ڈاڑھی اکھاڑ ڈالی۔ انھوں نے رات کے وقت دو زنانوں بٹھیکر خدا کے سامنے قوم کی گناہوں کا اقرار کیا۔ یہودی بھی اپنے اعمال پر پشیمان ہوئے اور عزرا سے درخواست کی کہ وہ خداوند کا قانون جاری کریں۔ عزرا معبد میں گئے

اور روزہ رکھا اُس کے بعد یہودیوں کو ایک میدان میں جمع کر کے حکم دیا کہ باہر کی عورتوں کو نکال دو سب نے اطاعت کی اس طرح یہودی تمام قوموں سے الگ ہو گئے۔ اس زمانہ میں شاہ ایران کے ساقیوں میں ایک یہودی نجیہ نامی تھا۔ وہ بادشاہ کو شراب پلایا کرتا تھا۔ اس کے چہرے پریشانی مندوار تھی۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تو اس قدر بد حال کیوں ہے اُس نے جواب دیا کہ کیوں کر پریشان نہ ہوں جب کہ میری باپ دادا کا شہر ویران پڑا ہوا ہے۔ بادشاہ نے اُسے رخصت کیا کہ وہ ولایت یہود میں جائے اور یروشلم کے مکان اور دیواریں بنانے کے لئے سلطنت کے جنگل سے لکڑیاں کاٹے آخر باوجود یہودیوں کے دشمنوں کی رخصت اندازیوں کے یہ کام پورا ہو گیا۔

اُس وقت عزرائیل نے قوم کو ایک میدان میں جمع کیا اس میدان میں ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جس پر نجیہ اور معزز کاہن بیٹھے تھے اس چبوترہ پر بیٹھ کر نجیہ نے خداوند کے قانون کی کتاب لاکر سنائی اور خدا کی حمد کی۔ جب قوم نے اُن دھمکیوں کو سنا جو قانون توڑنے والوں کے لئے اُس کتاب میں لکھی تھیں تو بہت روئے۔ دوسرے دن صبح کو عزرائیل نے قوم کے رئیسوں اور کاہنوں کو جمع کر کے عیدوں کی ترتیب دی۔ آخر ماہ میں یہودی جمع ہوئے اور سب نے پُرانے اور خاک آلودہ کپڑے پہنے یہ اُن کے پشیمانی کی علامت تھی۔

کتاب قانون چوتھائی دن تک پڑھی گئی پھر سب نے اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے خداوند کے سامنے سجدہ کیا اور قسم کھائی کہ آئندہ خدا کے تمام فرمان اور قوانین کی اطاعت کریں گے۔ باہر کے لوگوں سے شادی بیاہ نہ کریں گے، شنبہ کے روز لڑائی جھگڑا نہ کریں گے، ہر سال روپیہ اور لکڑیاں قربانی کی آگ کے لئے دیں گے اور اپنی نئی پیداوار اور مویشی وغیرہ کا دسواں حصہ معبد کے نذر کریں گے۔ یہ وعدے جو

اُنہوں نے خداوند کے ساتھ کئے۔ تھے ایک عہد نامہ کی شکل میں لکھے گئے اور بنمایا اور قوم کے رئیسوں نے اُس پر ضرر کی۔

اُس وقت سے قوم یہود ہمیشہ خدائی فرمانوں اور قانون کی مطیع و منقاد اور ہمنو زیہ قوم (اپنے خیال میں) اطمینان سے اُس نجات دہندہ کی منتظر رہے جو خدا اُن کے لئے بھیجے گا۔

نوٹ! اس فصل میں اسلامی روایتوں سے جو کچھ اختلافات ہیں وہ صرف جزئیات میں ہیں اور اس کتاب کا بیان اکثر مجملہ قابل اعتبار نہیں ہے (مترجم فارسی)

یہود نجات دہندہ آج سے تیرہ سو سال پیشہ پیدا ہو چکا ہے۔ وہ ذات پاک جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ اور جس نے ساری دنیا کو گناہ کی آلودگیوں اور بد اخلاقیوں سے نجات دی لیکن افسوس اُس پر یہودی اپنی سرکستی اور فطری تردکی وجہ سے ایمان نہ لائے افسوس! (مترجم اردو)

چوتھا حصہ

فنیقیہ کی تاریخ

فنیقیہ اور وہاں کے باشندے

فنیقیہ کی تعریف | فنیقیہ کو انگریزی میں فینیسی (Phenicie) کہتے ہیں۔ بحیرہ شام کے کنارے شمال سے جنوب تک ایک سیدھا زمین کا حصہ چلا گیا ہو۔ وہ خط استوا میں گہرے پانیوں اور ناہموار پہاڑوں میں واقع ہے۔ یہ الفاظ دیگر اس ساحل کو دونوں طرف سے پانی اور پہاڑ گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ کنارہ گویا ریت کا ایک لمبا عاشرہ ہے جس کے بیچ میں سنگ سفید کی نوکھ اور آسیریا جابجا دکھائی دیتی ہیں جہاں پہاڑ دور ہو جاتا ہے وہاں ایک لمبا اور تنگ ساحل نظر آتا ہے اور وہ بھی سنگلاخ ہے اس کے بعد ایک چھوٹا سا درگاہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس پہاڑ کے ابتدائی دامنوں میں کھیتیاں اور انگور کے باغ اور زیتون کے درخت ہیں۔ لیکن اگر اوپر جائے تو بہت جلد ایک سخت کوہستان کے وسط میں پہنچتے ہیں جہاں بڑے بڑے عمیق درے ہیں۔ پہلے یہاں بلوط دوسرا دریا ایک قسم کے سفید اور سقز کے درختوں کے بڑے بڑے جنگل تھے۔

لبنان یا لیبنان (جس کے معنی ہیں سفید پہاڑ کے) کی چوٹیوں کا بالائی حصہ جاڑوں میں برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ کیوں کہ وہ ہزار میٹر سے زیادہ بلندی رکھتا ہے۔ اگلے زمانہ میں

ملک خیمیتہ اور خیمیتوں کی سیاحت کا نقشہ



لبنان کے مشہور درخت ارز جن کے تنے بہت موٹے ہوتے تھے بکثرت تھے۔ وہ اونچے اونچے درخت دیکھنے والوں کی نظر میں بہر تاج پہنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ان سے جو خوشبو نکلتی تھی وہ دُور دُور تک دماغوں کو معطر کرتی تھی اب ان درختوں کی صرف چند بڑی باقی رہ گئی ہیں جو پتھروں کی چٹانوں میں پریشان اور پراگندہ ہیں۔ ان درختوں میں سے باغ وخت و حقیقت بڑے درختوں میں گئے جاتے ہیں لیکن وہ بھی ناقص اور زخم خوردہ ہو گئے ہیں اور چرواہے چوں کہ اُن کی جڑوں میں اکثر آگ جلاتے رہتے ہیں اس سبب وہ جل بھی گئے ہیں۔

جاڑے کے موسم میں جب اُن پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے تو گہرے دروں میں غیر منقطع پانی بتا رہتا ہے اور بہت تیز بہنے والی ندیاں بن جاتی ہیں۔ یہ ندیاں آبشاروں کی طرح سمندر کے کنارے پہنچتی ہیں اور عجیب درندوں کی صورت نظر آتی ہیں۔ یونانیوں نے ان میں سے دو بڑی بڑی ندیوں کے نام بھی رکھ لئے تھے۔ وہ ایک کولونٹس (Leontes) یعنی شیر اور دوسری کولیکوس (Colicos) یعنی بھیڑ یا کہتے تھے بارش کے پانی کا کچھ حصہ سوراخوں اور غاروں کے ذریعے سے پہاڑوں کے اندر داخل ہوتا ہے اور اس نے اپنے لئے زمین دوز رستے بنائے ہیں اندر ہی اندر تاریکی میں چل کر یہ پانی دفعتاً سونچ کی روشنی میں آجاتا ہے۔ ایک زمین دوز دریا زیادہ مشہور ہے جس کو آدنس (Adonis) کہتے ہیں جو سفید پتھروں کے چٹانوں سے نمودار ہوتا ہے گرمیوں میں یہ دریا اور چشمے قریباً خشک ہو جاتے ہیں اور اُس پانی کے سوا جو بارش کے بعد کوہستان کے حوضوں میں جمع ہو جاتا ہے آبپاشی یا پینے کے لئے ایک قطرہ میسر نہیں آتا۔

فنیقیہ کے باشندے | سولہویں صدی (ق م) یعنی حضرت عیسیٰ سے سولہ سو برس پہلے اس ملک میں لبنان اور سمند کے درمیان کچھ لوگ رہتے تھے جو عرب اور یہود کے ساتھ ہمجنس تھے۔ یہ اہل فنیقیہ کہلاتے تھے اُن کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور جس مختصر

زمین پر وہ قابض تھے اُسے فنیقیہ کہتے تھے۔ وہ صرف ساٹھ فرسخ لمبی اور آٹھ سے دس فرسخ تک چوڑی ہے اور کوہ کارمل کی اس پر ختم ہونی ہے۔ یہ چھو سا ملک نامہ اور چٹانوں اور غیر آباد جنگلوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس زمین کا جو حصہ سمندر کے کنارے واقع ہو وہ زرخیز تھا دروں کی گہرائی میں اور ٹیلوں کی بلندی پر انگوٹھیوں اور زیوتوں بہت کثرت سے پیدا ہوتا تھا۔ اور وہاں بکثرت لوگ رہتے تھے ہر درہ ایک الگ مقام تھا جو پازوں کی سلسلہ کی وجہ سے دوسری زمین سے الگ ہو گیا تھا۔ ہر بڑے درہ میں ایک ایک شہر دکھائی دیتا تھا جو سمندر کے کنارے ایک سنگستانی راس پر یا کسی جزیرہ کے اندر آباد ہوتا تھا۔ شمال سے جنوب تک کے شہروں کے نام یہ تھے۔ آر (Arad)، بیبلوس (Bablos)، بریت (Berytus)، صیدا (Sidon)، صور (Tyre)، آکر (Acre) یہ شہر خشکی کے رستے سے باہم کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے ساحل پر جو پہاڑ اور ٹیلے باجباہیں ان کے سبب رستہ دشوار گزار ہو گیا، اور ساحل کی زمین ایسی نہیں ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک رستہ نکالا جاسکے۔ اس لئے فنیقی جب شہروں سے باہر جانا چاہتے تھے تو کشتیوں کے ذریعہ سے جاتے تھے اور لبنان کے جنگلوں سے کشتیوں کے لئے لکڑی حاصل کرتے تھے پہاڑ کے جو حصے سمندر کی طرف بڑھ گئے ہیں اور جو جغرافیہ کی اصطلاح میں سین کلماتی ہیں ان کے سبب کسی غلیبیں نگیں ہیں جہاں طوفان کے وقت کشتیاں محفوظ رہ سکتی ہیں۔ چوں کہ اہالی فنیقیہ دریا نور دہو گئے تھے اس لئے ان کے شہر میں بندر گاہ ضرور تھی شہر آراد | یہ سمندر میں ایک پتھر ٹی سطح کی راس پر کنارے سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر آباد تھا۔ یہاں کے رہنے والے بارش کا پانی گڑھوں میں جمع کر لیتے تھے خشکی سے پانی لاتے تھے اور اسی پر بسر اوقات کرتے تھے۔

اس جزیرہ اور ساحل کے درمیان ایک آبنا ہے جس میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا

جب شہر محصور ہوتا تھا تو اُس وقت غوطہ خور ایک سیسہ کا سرلوہ (جس میں چمڑے کا ایک لمبائل لگا ہوتا تھا) لے کر سمندر کی تہ تک غوطہ لگاتے تھے اور پشیم کے سولہ پانس منہ کھول دیتے تھے جب اُس میں پانی بھر جاتا تھا تو نکال لاتے تھے وہ پانی صرف برہا جاتا تھا۔

یہ چھوٹا سا جزیرہ تنگ گلیوں سے پُر تھا۔ جس کے دونوں طرف پانچ چھ منزلے مکانات بنے ہوئے تھے لیکن کچھ حرمہ بعد یہاں کے رہنے والے ساحل پر آگے اور یہاں اُنھوں نے اپنے لئے چند قصوں کی بنیاد ڈالی۔

میلٹس | یہ شہر آدینس ندی کے دہانے پر آباد تھا۔ یہ ندی سمندر سے چند کیلو میٹر کے فاصلہ پر ایک بہاؤ سے نکلتی ہے۔ اس بہاؤ پر ایک مشہور معبد تھا جہاں تمام سوریہ کے لوگ زیارت کے لئے آتے تھے۔

فنیقیہ کے دو شہر بہت مشہور تھے پہلے صیدا اور اُس کے بعد صور!

صیدا | شہر صیدا جس کے معنی مچھلی کے ٹکڑے ہیں ایک ٹیکرے پر واقع تھا۔ اُس کے پیچھے ایک بہت بہاؤ کا سلسلہ ساحل کے متوازی چلا گیا تھا۔ یہ بہاؤ گویا ایک قدرتی بلن جو ترہ تھا جو صیدا کے بندر گاہ کی حفاظت کرتا تھا۔ اُس کا درہ ایک نہر سے سیراب ہوتا تھا اُس میں کھیت اور بھول بار باغ تھے۔ اسی لئے شہر کو صیدا اے گلہ کہتے تھے صید کے لوگ چند صدی تک تمام فنیقیہ والوں سے زیادہ معزز رہے اگرچہ اُن کے پاس نہ کچھ زیادہ فوج تھی اور نہ اُنھوں نے فتوحات کیں، نہ وہ شاہان مصر سے مقابلہ کر سکے بلکہ اپنے کو اُن کی رعایا کہتے تھے لیکن اپنا بادشاہ علیحدہ رکھتے تھے اور اُنھوں نے اپنی آزادی کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ فرعون نے اُنھیں اجازت دیدی تھی کہ وہ مصر کے بہت شہروں میں تجارتی گودام قائم کریں فنیقیوں کا ایک محلہ مخصوص تھا۔

صید کے ملاحوں نے حضرت یسوع سے پندرہ سو برس پہلے جزیرہ قبرس کو معلوم

کر لیا تھا۔ اور وہاں بہ کثرت تابنے کی کانیں برآمد کی تھیں۔ اور اُس سرزمین میں کئی شہر آباد کئے گئے تھے۔ اور چونکہ میاں کے باشندے ہمیشہ سمندر میں پھرا کرتے تھے اس لئے ایٹائے کو چاکے ساحل تک جا پہنچے وہاں جزیرہ روڈس میں قیام کیا۔ چنانچہ ان کی قبریں وہاں اب بھی پائی جاتی ہیں۔

روڈس کے قیام میں فنیقیوں نے تمام بحر ایجین پر قبضہ کر کے ہر جزیرہ سے فائدہ اٹھایا۔ پارس (Paros) سے مرمر اور مس (Melos) سے گندھک اور پھٹکری اور تازس (Thasos) سے سونے کی کانیں اور سیر (Cythere) سے ہلو پونز (Pelopannese) کے قریب سیپوں (صدف) کا شکار ان کے محاصل تھے۔ ان سیپوں سے ارغوانی رنگ بناتے تھے کرت (Crete) اور کوہ ایدا (Ida) کے دامن میں انھوں نے ایک ایک شہر آباد کیا۔

فنیقیوں نے بحیرہ اسود کے تنگ ستون یعنی آبنائوں کو بھی عبور کر لیا باوجودیکہ وہاں بہت ممکن تھا کہ پانی کا بہاؤ ان کی کشتی کو پھاٹے سے ٹکرا دیتا۔ اس کے بعد انھوں نے بحر اسود میں (جہاں بہت سخت طوفان آتے ہیں) سفر کیا۔ اور اُس کے سمندر کو ساحلوں پہنچ گئے بلکہ خیال ہوتا ہے کہ وہ سونا، چاندی، لوہا، تانبہ اور قلعی کی کانیں برآمد کئے اور کینز و غلام حاصل کرنے کے لئے تفقاز تک جا پہنچے ہوں۔

صدیہ تجارت کی وجہ سے متمول ہو گیا تھا وہ اپنی ترقی کے لحاظ سے دوسرے تک تمام دنیا کے شہروں میں معتبر رہا لیکن ان جزیروں اور ساحلوں میں جہاں اہل صیہ تجارت کرتے تھے ملک یونان کے آدمیوں نے (جو بہت عقلمند تھے) کشتی چلانا اور فنونِ حرب سیکھ کر بہت جلد باہر کے آدمیوں کو نکال دیا۔ اُسی زمانہ میں فلیطون نے صدارت سنبھال کر دیا۔ اور وہ شہر اپنی اہلی حیثیت گر گیا (تقریباً ۱۳ سو برس قبل مسیح)۔

صویر۔ شہر سور ایک کوہ تانی جزیرہ میں ساحل سے ایک کیلومیٹر کے فاصلہ پر آباد تھا اور
دوسرے پتھر کے تختہ پر خدائے سور ملکارت (*MelkARTH*) کا معبد بنا ہوا
تھا۔ بعد کو دونوں جزیرے ملکر ایک ہو گئے۔ اور صویر بھی آراد کی طرح سات آٹھ منزل کے
مکانات کا مرکز ہو گیا۔ پینے کا پانی وہاں بھی خشکی سے کشتیوں پر لایا جاتا تھا۔ اس زمانے
میں صویر میں دو بندر گاہیں تھیں اور دونوں جزیرے میں واقع تھیں آج یہ بندر گاہیں
ریت کے اندر پوشیدہ ہو گئی ہیں۔ ساحل سے اُس کے سامنے ایک اور قصبہ دکھائی
دیتا تھا جسے پُرانا صویر کہتے تھے۔

صویر نے صید کی جگہ لے لی یعنی وہاں کے لوگوں نے بھی اہل صید کا طرز اختیار
کیا۔ صید کے آدمیوں نے بحیرہ روم کے مشرق میں سفر اختیار کیا تھا صوریوں نے
اُس کے مغرب یعنی مغربی ایتالیا کی طرف کشتی رانی شروع کی پہلے جزیرہ سیسیلیہ (*Sicily*)
مالٹا (*Malta*)، سارڈینیا (*Sardaigne*) اور بیلارک
(*Baleares*) کو معلوم کیا پھر مغرب کی طرف اور آگے بڑھ کر آبنائے
جبل طارق تک پہنچ گئے اور اپنے خیال میں انھوں نے اُسے زمین کا منہ سمجھ لیا اور
خیال کیا کہ اُن کا خداوند ملکارت وہاں بیٹھا تھا اور پتھر کی دو چٹانیں جو دوستونوں
کی طرح آبنائے کے دونوں طرف ہیں وہ اسی خداوند نے وہاں نصب کی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اُس آبنائے کو عبور کر کے وہ ایک ولایت میں پہنچے اور تارسیس
(*Tarsis*) اُس کا نام رکھا جس کو آجکل اندلس (اسپین) کہتے ہیں۔ انھوں نے
وہاں بڑے بڑے جنگل دیکھے جہاں روغن، شراب، گیہوں اور بکریاں اُن کی پیداوار
خوب ہوتی تھی۔ پہاڑوں میں چاندی کی کانیں بہت زیادہ تھیں اور اُس زمانہ میں نسبت
آجکل کے چاندی بہت مستی ملتی تھی جن ملاحوں نے اُس ولایت کو دریافت کیا تھا وہ
ایک قسم کے جنوں میں مبتلا ہو گئے۔ یعنی اُن میں ایک شور اور وجد پیدا ہو گیا۔ انھوں نے

اپنے مٹی کے آلات توڑ ڈالے۔ پتیل کے ہتیار اور مضبوط دھاتوں کے لشکر تک توڑ پھینکے۔ ہتیار اور برتن چاندی کے بنائے۔ چاندی کے برتنوں کے سوا وہ کسی قسم کے برتن میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔ پھر انھوں نے اپنی کشتی کے لشکر بھی چاندی کے بنائے اور اس دولت مند کی حالت میں غنیمتہ واپس آئے۔ سو اس زمانہ کے سبب شہروں سے زیادہ مالدار ہو گیا۔ اُس کے بازاروں میں تمام ملکوں کی پیداوار بکنے لگی شام کایگہوں اور گلی عرب کی کندر دوائیں اور بیش قیمت پتھر آرمینیا کی گاڑیاں گھوڑے، انفقار کا تانبہ اور ہسپانیہ کی چاندی سب کچھ صوریں تھا۔

شہر صوریں ایک بادشاہ کاہن اور معزز لوگ رہتے تھے۔ دسویں صدی قبل مسیح میں حیرام اول (Hiram) صور کا بادشاہ تھا جس نے معبد یروشلم کے بنانے میں حضرت سلیمان کی مدد کی تھی۔ اُس نے صور کی بندرگاہوں کو وسعت دی اور وہاں کے معبدوں کی مرمت کی۔

حیرام اول کے بعد تقریباً سچاس برس تک ملوایف الملوک رہی۔ آخر کار تارتار دیوی کے کاہن (Astarte) موسم بہار ایوبول (Athobal) اپنے کو بادشاہ بنا لیا وہ ایزبل کا باپ تھا جس کا ذکر تاریخ بنی اسرائیل میں کیا گیا ہے ایوبول کے بعد اُس کے لڑکے بادشاہ ہوئے لیکن پھر سیاسی و ملکی انقلابات نے اہالی سلطنت کو آسودہ نہیں رہنے دیا جس وقت شاہان آشور نے لشکر کشی کی تو تمام غنیمت ان کا خراج گزار ہو گیا۔ اہل صور سونا، چاندی، پتیل اور رنگین کپڑے آشوریوں کے لئے بھیجتے رہے۔

لیکن بعد کو صور والوں نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ آشور نے بحر فوج کشتیوں کے ذریعہ سے روانہ کی لیکن صوری کشتیوں نے آشوری کشتیوں کو شکست دی، آشور نے شہر صور کا محاصرہ کرنا چاہا کیوں کہ اسے خیال تھا کہ پانی نہونے کی وجہ سے

اہل صور مغلوب ہو جائیں گے لیکن صوریوں نے مدافعت کی۔ یہ واقعہ ۲۲۰ قبل مسیح کا ہے جس کے بعد بھی عہد سارگن تک شاہان آشور اہل صور کو مغلوب نہ کر سکے لیکن سخریہ نے اسے فتح کر لیا اور اس ملک کے لئے نیبادشاہ مقرر کیا (سنہ قبل مسیح)۔

ایک صدی کے بعد بنوکدنزر (بخت نصر) کے زمانہ میں صوریوں نے مصری اور یودیوں کے ساتھ متفق ہو کر کھدانیوں کی مخالفت شروع کی بنوکدنزر یروشلم تباہ کرنے کے بعد تیرہ سال تک صور کا محاصرہ کے رہا لیکن فتح نہ کر سکا۔ حزقیل ۲۰ پیغمبر کہتے ہیں کہ بنوکدنزر شاہ بابل نے محاصرہ صوریوں میں اپنی فوج سے سخت محنت لی ان کے سردوں پر بال نہیں رہا ان کے شانے زخمی ہو گئے۔ لیکن اُس کی فوج کو ان تکلیفوں کا کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔ سنہ قبل مسیح لیکن اُس زمانہ میں جب کہ بندر محصور تھا باہر کی کشتیوں نے وہاں آنا ترک کر دیا اور صور کے مقبوضات اُس سے علیحدہ ہو گئے۔ اس لئے اُس میں کمزوری پیدا ہو گئی اور پھر اپنی پہلی حالت پر واپس نہیں آیا یہاں تک کہ پایہ اعتبار و اقتدار سے گر گیا۔

فنیقیہ والوں کا مذہب | فنیقی پہلے پتھروں اور درختوں کو خدائی کا درجہ دیتے اور انہیں پوجتے تھے وہ بعض خاص پتھروں کو مقدس فرض کر کے انہیں بیت ایل مینی خدا کا گھر کہتے تھے۔ یہ پتھر مرغی کے انڈے (بیضاوی) یا گاجر (مخروطی) کی شکل کے ہوتے تھے۔ اور کبھی آسمان سے گرے ہوئے پتھروں کو بیت ایل قرار دیتے تھے۔ اور جن درختوں کی وہ عبادت کرتے تھے وہ درخت یا تو اصلی درخت ہوتے تھے یا پیل کے مخروطی شکل کے ستون ہوتے تھے۔

فنیقیہ کے لوگ بعض بلند مقامات یعنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر پتھر کی ایک چٹان سے پتھر کے کھمبوں پر معبد بناتے تھے ان مذکورہ معبودوں کے علاوہ تمام فنیقی ایک خدا کے معتقد تھے جسے وہ بعل کہتے تھے (بعل کے معنی ہیں آقا، اسی طرح ان کی دیوی تھی جس کا نام بعلت یعنی بعل کی بیوی تھا۔ اور اُسے اتار نہ بھی کہتے تھے۔

بعل فنیقیوں کے عقیدے میں نفع پہنچا نیوالا آفتاب تھا جو دنیا کو روشن کرتا ہی اور زندگی بخشتا ہی اسی طرح جلالنے والا آفتاب جو نباتات کو خشک کر دیتا ہی اور موت پیدا کرتا ہی اُس کا بُت آدمی یا گائے کی صورت میں بناتے تھے۔ پاپیکر آدمی کا اور سر گائے کا۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ وہ بعل کو خوشخوار اور ہوا اور ہوس کا دیوتا فرض کرتے اور اس کے خوش کرنے کے لئے آدمیوں کی قربانی چڑھاتے تھے۔ بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اپنے لڑکوں کو اس دیوتا کے لئے قربانی کر دیں تو اُس کا تقرب حاصل ہو سکتا ہے۔ استارتہ یا بعلیت چاند مراد لیتے تھے جس کو ملکہ آسمان اور بہار و غسق کی دیوی سمجھتے تھے اُس کی صورت ایک عورت کی طرح ہوتی تھی اور اُس کے سر پر ایک ہلال بنا ہوا تھا۔ ہر شہر کی بعلیت اور بعل خاص تھے اور وہاں کے لوگ اُن کو اپنے معبود و مددگار سمجھ کر پوجتے تھے۔

شہرِ صور میں بعل کو بعل ملکارت کہتے تھے (جس کے معنی ہیں ”شہر کا آقا“) اُسے ایک جنگجو فاتح اور بڑے ملاح کی شکل میں بناتے تھے۔ اور اُس کے اطراف مغرب میں سفر کرنے کے متعلق حکایتیں نقل کرتے تھے اور بعل طارق کے دونوں جانب کی پہاڑیوں کو ملکارت کے ستون کہتے تھے (جس طرح یونانی اُنھیں ہرقل کے ستون کہتے تھے) صور میں ملکارت کا ایک بہت پُرانا معبد تھا جہاں ایک بہت بڑا اور چمکدار زمرور رکھا تھا اُسے اپنے دیوتا کا گھر سمجھ کر پوجتے تھے۔ ان کے علاوہ اور جتنے شہر صور والوں نے بنائے تھے سب میں ملکارت کے معبد پائے جاتے تھے۔

کارِ تھج میں بعل کو ملک یعنی بادشاہ کہتے تھے۔ اُس کے پتل کے مجسمے بناتے اور اُنھیں بعل کا ہیکل سمجھتے تھے جب شہر پر کسی بڑے خطرہ کا اندیشہ ہوتا تو سمجھتے تھے کہ بعل خفا ہو گیا ہے اور اُس کا غصہ کم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ بڑی قربانی کی جائے لہذا اُس وقت شہر کے رئیس اور دولتمند خاندان اپنے بڑے لڑکوں کو اُس بُت کے

پاس لاکر ایک بڑی زبردست آگ روشن کرتے ہوئے بانسریاں اور قرنا کے شور کے ساتھ اُن بیچاروں کو بیدار کر کے آگ میں ڈال دیتے تھے۔ ان لڑکوں کے ماں باپ عید کا لباس پہن کر اُس قربانی کا تماشا دیکھتے تھے۔ بیلوں میں بعل کو آدینس کہتے تھے۔ آدینس کے معنی اُن کی زبان میں خداوند کا رہیں۔ بیلوں میں شکر کے بالائی حصّہ میں بعل کا مندر پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ جہاں آدینس ندی پہاڑ سے نکلتی ہے وہاں بھی ایک بعل کا معبد تھا اور سال میں دو مرتبہ یعنی موسم بہار و خزاں میں اس دیوتا کے پوجنے والے وہاں زیارت کے لئے جاتے تھے۔ آدینس یا بعل ایک بہت خوبصورت جوان کی شکل میں بنایا گیا تھا وہ لوگ کہتے تھے کہ لبنان پر فکار کے وقت ایک دیوتا نے جو اُس سے رشک و حسد کرتا تھا سور کی صورت بن کر اُسے مار ڈالا۔ آدینس کی بیوی استارتہ جو اُس سے بہت محبت رکھتی تھی پہاڑ پر اُس کی تلاش میں پھرتی رہی آخر آدینس کی خون آلودہ نعش اُسے ملی وہ اپنے شوہر کی نعش پر گر پڑی اور خوب روئی۔ چند ماہ بعد دیوتا زندہ ہو گیا۔

ہر سال گرمی میں موسم بہار ختم ہونے پر شہر سلیس میں اس کی سخت عزاداری کیجاتی تھی۔ معبد میں ایک تابوت اور آدینس کا منقش چوہی مجسمہ رکھا جاتا تھا جس کے پہلوئیں زخم اور زخم سے خون بہتا ہوا نظر آتا تھا اور یہ ظاہر کرتے تھے کہ گویا اُس کی تلک میں ہیں پھر اُسے پاکر تابوت میں رکھ دیتے تھے۔ اُس مجسمہ کے پہلوئیں ایک مصنوعی سور بھی ہوتا تھا۔ چند روز تک اس دیوتا کے لئے گریہ و زاری کرتے اور اُس پر قربانی چڑھاتے تھے پھر اُس مجسمہ کو دفن کر دیتے تھے۔ پھر گلدانوں میں چند بنر شاخیں لگاتے تھے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں دھوپ کی تیزی سے وہ بنر شاخیں خشک ہو جاتی تھیں اُس زمانہ میں عورتوں کے گردہ باہر نکلتے تھے۔ بعض عورتوں کے سر کے بال پریشان ہوتے تھے۔ بعض کے سر کے بال کٹے ہوئے کپڑے پٹھے ہوئے ہوتے تھے وہ گلیوں میں دوڑتی اور سینہ کو ٹپتی پھرتی تھیں۔ وہ دردناک فریادیں کرتیں اور اپنے چہرہ کو ناخنوں

سے نوپے ڈالتی تھیں۔ شروع موسمِ باراں میں بارش کی وجہ سے ادنیس میں طغیانی ہوتی تھی اور پہاڑ کی سُرخی مٹی پانی کے ساتھ بہکراتی تھی اور اس ندی میں قمری رنگ کا پانی بتاتا تھا اور اس کے کناروں پر سُرخی جم جاتی تھی فیضی اس کے سُرخی پانی کو دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ مقتولِ ادنیس کا خون ہے اس زمانہ میں شہرِ میلنس میں سات روز تک ادنیس کا ماتم (سوگ) منایا جاتا تھا۔

آٹھویں روز کا ہن اعلان کرتے تھے کہ خداوند زندہ ہو کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہے اُس وقت ماتم موقوف کیا جاتا تھا اور بجائے ماتم کے خوشی کے نعرے بلند ہوتے اور عیش و عشرت کے غل و شور سے شہر گونج اُٹھتا تھا۔

شہرِ صیدا میں استارۃ کو ایک حسین عورت کی شکل میں بناتے تھے جس کے سر پر ایک ہلال بنا ہوا ہوتا تھا اور یہ کبوتری کی علامت تھا۔ استارۃ کے معبد کے گرد ایک مقدس جنگل تھا جہاں مقررہ راتوں کو عورتیں جمع ہو کر اس دیوی کے اعزاز (آئینہ) میں مخفی ہوتی کرتی تھیں اُن کی آواز نے کی آوازوں میں ملی ہوئی دُور سے سنائی دیتی تھیں اور میزبان درختوں کے نیچے آگ روشن کیجاتی تھی۔ بعض اوقات جوان لڑکیاں اور لڑکے استارۃ کے لئے قربانی کے جُباتے تھے۔

جزیرہ قبرس میں ایک پہاڑ کے پتھر پر استارۃ کا ایک پُرانا معبد پایا جاتا تھا جو ربوب کے زمانہ تک باقی تھا اُس معبد کی دیواریں بڑے بڑے پتھروں کی بنی ہوئی تھیں اُس کے احاطہ کے وسط میں ایک مذبح تھا جہاں اُس دیوی کے اعزاز میں کندہ رسلگایا جاتا تھا معبد مذکور میں ایک تاریک محراب اور ایک دہلیز تھی جس کے سامنے دو ستون تھے۔ محراب کے اندر ایک پتھر کا تختہ مخروطی شکل کا تھا۔ یہ اُس دیوی کی تصویر تھی

فیثقیہ والوں کی قبریں | فیثقی اپنے مُردوں کی نعشوں کو زیرِ زمین غاروں میں دفن کرتے تھے۔ پہاڑوں میں کنوئیں کھدے ہوئے تھے جن کے ذریعہ سے غاروں میں پہنچتے

تھے۔ ان زمین دوز مکانات میں اکثر چند کمرے پاۓ جاتے ہیں جن کو ایک دہلیز کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے ملا دیا ہے اُن کمروں کی دیواروں میں جوف بنے ہوتے تھے اور انہیں میں یہ لوگ اپنے مردوں کی نعشوں کو دفن کرتے تھے مگر اُمرا پتھر کے تابوت بنواتے تھے۔

تابوت اکثر سوتے ہوئے آدمی کے مشابہ ہوتے جس کے سر اور ہاتھ پر نقوش کندہ کئے جاتے تھے۔ یہ تابوت اکثر مصری تابوتوں کی شکل کے ہوتے تھے۔ بعض فنیقی قبروں میں سخت پتھر کے تابوت پاۓ جاتے ہیں جو مصر کے بنے ہوئے ہیں۔ اور کچھ کہتے اُن پر سے چھیل کر بجائے اُن کے فنیقی کتبے بنائے گئے ہیں۔ عمار میں نعشوں کے برابر چراغ، جواہرات طلسمات، مٹی یا پتھر کے قلدان، بعل کا بُت بود و دیندھوں پر سوا ہے اور اتار تہ کا بُت کبر تر ہاتھ میں لئے ہوئے ہر پکی اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی گاڑیاں رکھ دیتے تھے۔ عورتوں کے مقبروں میں گلوبند، انگوٹھیاں، بازو بند، دعائے کے آئینے اور عطر کی شیشیاں دفن کرتے تھے اور بعض اوقات اُن کے چہروں پر طلالی نقاب ڈال دیتے تھے۔

دوسری فصل

فنیقیوں کی صنعت اور تجارت

فنیقیوں کی صنعت | فنیقی بہت سی صنعتوں میں مہارت رکھتے اور مصنوعات میں مصریوں، کلدانیوں کی خوب تقلید کرتے تھے۔ پتیل، چاندی اور سونے کے برتن بناتے اور اُن پر نقاشی اور مہنت کاری کرتے تھے۔ اُن کی بنائی چیزوں میں اُتھلے بے پینہ کی

پالے چاندی کے طباق، پیالیاں، اور لوٹے ہوتے تھے۔ اسی طرح طلائی گلو بند، جواہرات بازو بند، گوشوارے اور صندوچے بنانا، سخت پتھروں کو صہریں بنانے کے لئے ترشنا فنیقیوں کو خاص کام تھے ان پتھروں پر گُل بوسے، پھول پتیاں اور گلہ سے، گلاب کے پھولوں کے پتھے بنے ہوتے تھے۔ نیز مصری، آشوری اور فنیقی دیوتاؤں کی تصویریں، پرندے، مچھلیاں، شیر اور گائے یا بارہ سینگے کی لڑائیاں اور عجیب عجیب جانوروں کی صورتیں خوب بنانے لگے۔ مثلاً عورتوں کے جسم کے ابوالہول، بکری کا بدن اور سانپ کے دُم کی تصویریں اور عتقا کی شکل جس کا بدن گائے کا اور سر اور چوٹی مرغ کی ہوتی تھی۔ فنیقی دستکاریوں میں مجلسی تصویریں بھی تھیں جیسے قربانی کا جملہ یا شیر کا شکار یا کسی شہر کا محاصرہ۔ چند سال قبل ملک اٹلی میں ایک چاندی کا تھال دستیاب ہوا جو فنیقیوں کا بنایا ہوا تھا۔ اُس تھال پر چند تصویریں بنائی گئی ہیں اور سب تصویروں کو ملا کر ایک حکایت پوری ہو جاتی ہے۔ پہلی تصویر میں ایک شخص جنگلی گاڑی پر سوار ہے۔ جو قلعہ سے نکل رہا ہے۔ دوسری تصویر میں وہ زمین پر اترتا ہے کہ بارہ سینگے کا شکار کرے۔ تیسری میں اُس نے بارہ سینگے کو مار لیا ہے۔ چوتھی میں وہ شکاری ایک جنگل میں کھڑا ہے اور اپنے گھوڑوں کو کھول رہا ہے۔ پانچویں میں وہ بارہ سینگے کا گوشت اپنے کھانے کے لئے پکا رہا ہے۔ چھٹی میں وہ شکاری پھر اپنی گاڑی میں بیٹھا ہے اور ایک بڑا بندر اُس کا تعاقب کرتا ہے تاکہ اُس پر حملہ کرے۔ ساتویں میں اُس نے بندر کو پکڑ لیا ہے اور گھوڑے اُسے پامال کر رہی ہیں۔ آٹھویں میں بندر مارا گیا ہے۔ نویں میں وہ آدمی قلعہ میں واپس آ رہا ہے۔

فنیقیوں کے پیشے | فنیقیوں نے مصر کے کاریگروں سے کاتنا، بننا، کپڑے رنگنا کوڑہ گری اور شیشہ گری کا کام سیکھا تھا لیکن ان پیشوں کو تکمیل تک خود انھیں نے پہنچایا ایک مدت مصری جواہر ریزے اور موتی بنانے کے لئے دھندلے شیشوں کا پگھلانا

جانتے تھے ظروف بنانے کے لئے بھی وہ شیشہ کو کھلاتے تھے لیکن صاف و شفاف شیشہ بنانا غالباً فنیقیوں کی ایجاد ہی۔ یہ ایجاد حسبِ قیل و واقعہ سے ہوئی۔

کوہ کارمل (Carmel) کے صاف میں بلوس ندی (Belus) ایک جھیل سے ٹھکر چنڈ کیلو میٹر راہ طے کرنے کے بعد سمندر میں گر جاتی ہے۔ بلور سفید و خالص ریت لپٹے ساتھ بہا کر لاتی ہے۔ ایک روز ایک شورہ سے بھری ہوئی کشتی اُس کے کنارے آکر ٹھہری ملاح نیچے اُتر کر کھانا پکانے کا سامان کرنے لگے چوں کہ وہاں پتھر نہیں تھے جن کو رکھ کر چولہا بناتے اس لئے ملاح نے شورہ کے ڈلے زمین پر رکھ کر اُن کا چولہا بنایا اور اُس کے اوپر دیوگی رکھی اور آگ جلائی شورہ پھل کر شفاف شیشہ کا ایک صاف تختہ بن گیا۔ اُس واقعہ سے شفاف شیشہ بنانے کی ترکیب معلوم ہو گئی۔

فنیقی بلوس کی ریت سے شیشہ بنانے لگے چو زیادہ خالص اور دوسرے شیشوں سے زیادہ لطیف ہوتا تھا جب کسی حین لڑکی کی تعریف کرتے تو کہتے تھے کہ اُس کا رنگ صیدا کے بلور کی طرح صاف ہے۔ صیدا میں بلور کی صاف شفاف بوتلیں اور قریبے بنائے جاتے تھے اور تمام دنیا میں اُن کی شہرت تھی۔ وہ رنگین شیشوں کے مصنوعی جواہر تھے بھی بناتے تھے اور بلور کے رنگین برتن بھی خصوصاً نیلے رنگ کے بہت بناتے تھے۔ فنیقی تزیین اور اُونی کپڑے زرد دوزی کام کے بھی تیار کرتے تھے خاص کر کپڑے رنگے کا انھیں ایک بہت اچھا طریقہ معلوم تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ طریقہ اُن کے ملکارت دیوتا نے ایجاد کیا ہے سورخ گمراہ رنگ وہ لوگ سمندر کے ایک سپی دار جانور سے حاصل کرتے تھے۔ یہ جانور مورکس (Murex) کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اس جانور کو خشک کر لیتے تھے میاں تک کہ وہ آٹا ہو جاتا تھا۔ یہ سپیاں کئی قسم کی ہوتی تھیں ایک تو وہ جو صور کے ساحلوں پر ملتی تھیں۔ اُن کا رنگ قرمز یا زرخشی ہوتا تھا اس رنگ کو لوگ بہت پسند کرتے تھے اور ان غواں سلطنتی کہتے تھے۔ دوسری وہ جو سواحل یونان میں دستیاب ہوتی

تھیں اُن کا رنگ گہرا بنفشی ہوتا تھا۔ بحرِ ظلمات کی سیسپوں کا رنگ آسمانی سیاہی مائل ہوتا تھا۔ سُرخ رنگ بہت گراں تھا کیوں کہ اُس کی سیسپیاں بہت کم ہاتھ آتی تھیں وہ کپڑے کو رنگنے کے لئے اس رنگ میں دو دفعہ غوطہ دینا ضروری خیال کرتے تھے فنیقی مٹی کے پختہ ظروف اور چھوٹے چھوٹے مجسمے بھی بناتے تھے اور اُس پر سبز یا آبی مینا کاری کرتے تھے۔ اتار تہ دیوی کے بُت اس قسم بنے ہوئے بہت پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاتھ میں ایک کبوتر لے ہوئے ہیں ان کا ایک دیوتا اور پایا جاتا ہے جس کا قد چھوٹا، سر اور پیٹ بڑا۔ اور چہرہ عجیب ہی۔ فنیقیوں نے اس دیوتا کو ایک مصری بُت فتاہ نامی کی پچپن کی تصویر سے حاصل کیا ہے۔ یونانی اُس کو پگمیگہ (Pygmy) کہتے تھے۔

فنیقیوں کی تجارت | فنیقیوں کے پاس تجارت کا بہت سامان تھا۔ ایک طرف اُنکی زمین سے روغن، زیتون، شراب اور گیہوں حاصل ہوتا تھا۔ دوسری طرف اُن کے کاریگر جواہرات، ظروف، اشیاء آلات اور رنگین کپڑے بکثرت بناتے تھے۔ ملک فنیقیہ دو ملکوں کے درمیان واقع تھا ایک مصر دوسری آشوریہ دونوں ملک اُس زمانہ میں مالی حیثیت سے تمام دنیا کے ممالک پر برتری رکھتے تھے۔ اس لئے دونوں طرف سے مال تجارت انہوں پر لا کر فنیقیہ میں لایا جاتا تھا۔ یہودیوں کے پیغمبر حزقیل علیہ السلام نے دنیا بھر کے مال کی جو صورتیں بچھا تھ تفصیل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں -

جنوب کی طرف سے کندہ مرمر، عقیق اور عقیق مینی جو عرب کی تجارت کا خاص مال ہے۔ ہندوستان سے دلہ پینی، مرصی، امانتی دانست اور خوشبودار لکڑیاں۔ ابوتپی (حبشہ) سے آبنوس اور شتر مرغ کے پر مصر سے روئی کے کپڑے۔ اور مشرق سے شام کے لطیف پشمینے، فرش، عطریات کھجور اور بابل کا گیہوں۔

شمال کی طرف سے آرمینیا کے گھوڑے اور خچر تانبے کے آلات جو فقازوایا بناتے ہیں۔ اور غلام جو دریائے بحیرہ اسود کے کنارے سے خریدے جاتے تھے۔ اُس زمانہ میں بحری سیاح اور کشتی چلانے والے صرف فنیقی تھے اُن کی کشتیاں جو بادبانی ہوتی تھیں رات کو قطب سارے کی ہدایت سے دریا میں چلتی تھیں۔ یہ لوگ کپڑے، جواہرات اور بت بھر کر لیجاتے تھے تاکہ اُن وحشی قوموں کو ہاتھ جو بحیرہ روم کے کنارے رہتی ہیں فروخت کریں۔ اور اُن کے عوض اُن ملکوں کی پیداوار بھر لیتے تھے۔ میدا کے لوگ جزیرہ قبرس سے تانا اور جزیرہ ملس (Melos) سے پھنکری اور جزیرہ تازس (Thasos) سے سونا اور بحیرہ اسود سے لوہا، ملک میں لاتے تھے۔ اور ہر جگہ غلاموں کی جستجو میں رہتے تھے۔ خصوصاً جوان لڑکیاں لڑکے اور جنگی غلام فاتحوں سے خریدتے تھے۔ نیز وہ لڑکے بھی جن کو اُن کے ناں با بیع ڈالتے تھے (چنانچہ فقاز کے پہاڑوں پر اب بھی ہوتا ہے) اکثر اوقات میدا کے لوگ خریدنے کی تکلیف بھی نہیں اٹھاتے تھے بلکہ آدمیوں کو چرائیتے تھے۔ مثلاً کسی ساحل کے قریب کسی عورت یا بچہ کو دیکھتے تھے تو اُسے پکڑ لیتے تھے۔ اور کبھی غیر محفوظ عمارتوں پر جا پڑتے اور اُسے غارت کر کے وہاں کے لوگوں کو لیجاتے تھے اس غرض کے لئے فنیقی تجارت کے ضمن میں چوری بھی کرتے تھے۔

ہیرڈوٹس ایک حکایت بیان کرتا ہے کہ ایک روز فنیقی ارگوسس میں اترے (Herodotus) جو اُس زمانہ میں یونان کا بہترین شہر تھا اور اپنا سامان بھی کنائے پر اتارا یونانی اُن سے سامان خریدنے کے لئے وہیں آنے لگے چند روز کے بعد جب اُن کا سب مال بک چکا تو وہاں کے بادشاہ کی لڑکی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ فنیقیوں کے پاس آئی۔ ابھی یہ عورتیں خریدنے میں مصروف تھیں کہ ایک دم بیچنے والوں نے اُن پر حملہ کیا اور زبردستی انھیں پکڑ کر اپنی کشتیوں میں بٹھا کر چلے ہوئے۔

مغربی اطراف میں بھی فیتہ کی اس طرح کی تجارت کرتے تھے وہ سلی سے گہوں پہنچے
جہی اور اون لالتے تھے۔ بلکہ وہاں سے آگے بڑھ کر بحرہند میں داخل ہوتی اٹلانٹک
مکے قریب تک جا پہنچتے تھے اور اس کے (واج سے قلعی یعنی انکار کرتے تھے۔

فیتہ نہیں پاسہ تھے کہ اور قومیں ان کی برابری کر سکیں اس لئے وہ لوگ فیتہ رانی
کو بہت سی بظاہر سیر کرتے تھے۔ اسی بنا پر کسی شخص کو معلوم ہو سکا کہ فیتہ جہی جن حریروں
میں ملتی تھیں وہاں رات کو پہلے پانچ سو سے چھ سو سی پانچ لاکھوں سے پہنچتی
معلوم کر لیا تھا اور وہاں تجارت کرتے تھے ایک دفعہ آٹھ یا نو مائوں کی ایک فتنی
اس ملک میں پہنچ گئی اس وقت سے اس میں اس کا پتہ چلا۔

کارہیج کے لگ بھی نہیں پاسہ تھے کہ تجارت میں کوئی توہم ان کے ساتھ نہ ہو
کر سکے جس وقت وہ ساحل اذقیہ یا جزیرہ مارڈینیا کے قریب کوئی فتنی دیکھ لیتے تھے
نوکتی چلانے والوں کو عند میں ڈبو دیتے تھے یک دفعہ اپنی قوم کی ایک کشتی کارہیج کی
ایک کشتی کا قاقب کر رہی تھی ار یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ کشتی وہاں کے بندر پر لانا چاہو
کارہیج کی کشتی کے مامد نے اپنی کشتی کو سنگسار خانہ میں لجا کر روک کر دیا تاکہ اپنی قوم
والوں کو راستہ نہ ملا دے اور ان کو اپنی منزل مقصود کی خبر نہ ہو۔

غاز بدوش فتنی۔ سین بن ملک میں جاتے تھے وہاں انھوں اور گورام کے محتاج
ہوئے تھے اس سے ان کے بعض شہروں میں انھوں نے تجارت کی گورام ہانہ کی اہارت
ساحل کر لیتے تھے۔ فتنی میں ان کا ایک مخصوص علاقہ تھا جس کو صوبوں بہ محکمہ کہتے
تھے۔ یہ لوگ اس جہاں نہ تھے کہ یہ لوگ مجبور تھے کہ اپنی ضرورتیں پوری کرنے
کے لئے اسکاں بنا کر رہیں۔

فیتہ اپنے اپنے کے لئے چھوٹے جزیروں اور راول کو زارہ پسند کرتے تھے وہ
وہاں تدریجی بندرہ کے لئے اپنے براہ راست کے مکانات چھوٹے قلعے اور

بنائے تھے ان میں سے عموماً صیہ کی دیوبلی یا صور کے دیوتا اعلیٰ مذہب کی عبادت
کیجاتی تھی۔ یہ عمارتوں کا مجموعہ جس میں گودام۔ مکان سکونت۔ تعلیم اور معبد شامل
ایک بڑی تاریخی عمارت تھی۔ اس ملک کے باشندے اپنی پیداوار اور لاکھ لاکھ کے معادن
میں کپڑے۔ جواہرات اور بت حاصل کرتے تھے۔ یورپ کے لوگ اب بھی ان کے
ساحلوں اور بحیرات کے جزیروں میں اسی قسم کے بازار رکھتے ہیں۔

یونان اور ایشیا کے ساحلوں پر صیہ ایوں کی آبادیاں کنواری کی شکل میں
ہوتی تھیں۔ جزیرہ سیر (Cythere) میں انہوں نے انگریزی میں
شکا کے لئے سکونت کی ایک جگہ بنا رکھی تھی۔ ان کی یہ جگہ ستاروں کا ایک
بھی نما ہے۔ اس کے پاس کے جنگل کو وہ مقدس جنگل سمجھتے تھے۔

جزیرہ قبرس کریٹ اور رودس میں البتہ صیہ ایوں نے شہر بنائے۔ قبرص
فیر میں صیہ ایوں کے بنائے ہوئے جواہرات اور چھوٹے چھوٹے مجسمے بلذت لیے
جاتے ہیں۔

یوں نے مغربی ملک میں بھی اسی قسم کے کنواری قائم کئے تھے۔ ان میں سے
قسم کی ممانوں نے بالکل گھبر کر اٹھا۔ نیز لوگ ان ٹیڈیا میں عمدہ بندر گاہوں
ملک ہو گئے۔ تھے اور اسپین کے جنوبی ساحل پر بھی قابض تھے۔

مغرب میں جبل طارق (جبرالٹر) اور ایک جزیرہ۔ میں انہوں نے گاؤں بنائے
ان کے معنی ان کے زبان میں تھے۔ ان کے یہاں ملاقات کا ایک معبد بھی تھا
نوشہ خانا، انفر لیمین ان کی تین بولیاں تھیں۔ کچھ اور مقامات کو انگریزوں کا
Colonie کہتے ہیں۔

جس ملک کو آجکل یونیس کہتے ہیں وہاں صوریوں نے سمندر کے کنارے کئی شہر

بنائے بنی ب سے بڑا شہر اوتیک (*Utique*) تھا جو
گدڑوں سے قبل مسیح میں بنکر تیار ہوا تھا اس کے بعد انھوں نے ایک (سور)
کا نام رکھا (یعنی نیا شہر)

کارباج کے عہد قرطاجہ کہتے تھے یونانیوں نے اس شہر کی تعمیر سے کچھ عرصہ بعد
نئے شہر کے بنانے کا باعث مندرجہ ذیل حکایت کے سانچے میں ڈھال کر مشہور
یا تھا۔ صید کا ایک بادشاہ م گیا اُس کی دو اولادیں اُس کے بعد باقی رہیں ایک لڑکی
س کا نام ایسا (*Elessa*) تھا اس لڑکی کی شادی سیٹار بال
(*Sichorbal*) ملکارت دیوتا کے بڑے کاہن کے ساتھ ہوئی تھی دھڑل

ہوٹا لڑکا پیکالیون نامی تھا۔ بادشاہ مذکور نے وصیت کی تھی کہ اُس (بادشاہ) کے
رٹکے کے عوض سیٹار بال کاہن تخت نشین ہو۔ لیکن رعایا نے شورش کر کے سیٹار بال
کو معزول کر دیا۔ پیکالیون جب بڑا ہوا تو اُس نے سیٹار بال کو مار ڈالا۔ سیٹار بال کی
بیوی الینا نے چاہا کہ اپنے شوہر کے خون کا انتقام لے اور پیکالیون کو تخت سے
اُتارے۔ بڑے بڑے خاندانی رئیسوں کے ساتھ ملکر اُس نے خفیہ سازش کی لیکن
اُس کی سازش ظاہر ہو گئی۔ لہذا ایسا اور اُس کے دوستوں نے صورتیں رہنا خطرناک
خیال کیا۔ اُس وقت اتفاق سے چند کشتیاں صور کے بندرگاہ پر موجود تھیں جو کوچ
کرنے پر آمادہ تھیں ایسا کے طرفداروں نے اچانک اُن پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور
مہم ایسا کے اُس پر سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ اسی لئے ایسا کو وہ لوگ *Didon*
یعنی فراری کہنے لگے۔ مختصر یہ کہ یہ فراری لوگ افریقہ میں پہنچے اور وہاں رہنے کا
ارادہ کیا۔ جو زمین انھوں نے رہنے کے لئے پسند کی وہ بادشاہ لیبیا کے قبضہ میں
تھی دیدن نے ہمدرد کے قریب ایک زمین بادشاہ مذکور سے خرید کے وہاں شہر کا رائج
آباد کیا اور اب یہ مقام شہر تونس سے چند کیلو میٹر کے فاصلہ پر بجانب شمال مشرق

واقع ہر۔

وہ کہتے ہیں کہ شاہ لبیا نے دیدن کے ہاتھ اتنی زمین بیچنے سے انکا صیحا بہ شہر کا رتھ بنایا جاسکے۔ ایسا نے بادشاہ سے کہا اس قدر زمین مجھے دید و چشم ایک گائے کی کھال چھپا سکے۔ بادشاہ اس پر راضی ہو گیا اور معاملہ کر لیا ایسا نے گاؤں کی کھال کے باریک تیسے کٹوا کر زمین پر پھیلا دیئے۔ اس حیلہ سے وہ ایک نہایت عمدہ اور وسیع رقبہ پر قابض ہو گئی جو ایک شہر کی آبادی کے لئے بخوبی کافی تھا۔

بہر حال کارتھج بلاد افریقہ میں ایک بہترین شہر ہو گیا۔ جب صور منہدم ہو گیا تو بحیرہ روم کے ساحل پر کارتھج نے اُس کی جگہ لے لی بلکہ وہ طاقت اور عظمت میں صیدا و صور سے بھی سبقت لے گیا۔ ساحل افریقہ اور ساحل اسپین پر بھی اُس کا تصرف ہو گیا۔ بحر اوقیانوس میں اُس کی کشتیاں دوڑنے لگیں۔ بہت سی فوج بھی ملازم رکھی۔ کارتھج والوں کا اقتدار تین صدی سے زیادہ تک یعنی اُس وقت تک قائم رہا جب کہ سلطنت روم کے ساتھ کارتھج والوں کی لڑائیاں شروع ہوئیں۔

الف بے | اگرچہ ایک مدت سے مصری اور آشوری لکھنا جانتے تھے لیکن ان کا تحریر کا طریقہ بہت مشکل تھا کیوں کہ ان کے خط کا ایک حرف کبھی تو ایک آواز کی جگہ سمجھا جاتا تھا اور کبھی پورے کلمہ کے معنی ادا کرتا تھا۔ فینیقیوں کو اپنے تجارتی کاروبار کے لئے ایک نہایت سادہ خط کی ضرورت تھی۔ اس غرض کے لئے اُنھوں نے بائیں حروف انتخاب کئے جن میں سے ہر حرف ایک خاص آواز دیتا تھا اور ان سب وہ الف بے کہتے تھے۔ شاید یہ حروف اُنھوں نے مصری حروف سے اخذ کئے ہوں۔ ہر صورت تمام دنیا کی قوموں نے فینیقی الف بے کو اختیار کیا البتہ اُن کی شکلوں میں قیور بہت تغیر کر دیا۔

فینیقی سید سے طرف سے الہی طرف لکھتے تھے عبری، سریانی اور عربی خطوط ہم

